www.KitaboSunnat.com

ہندو دھرم اور اسلام

کا تقابلی مطالعہ

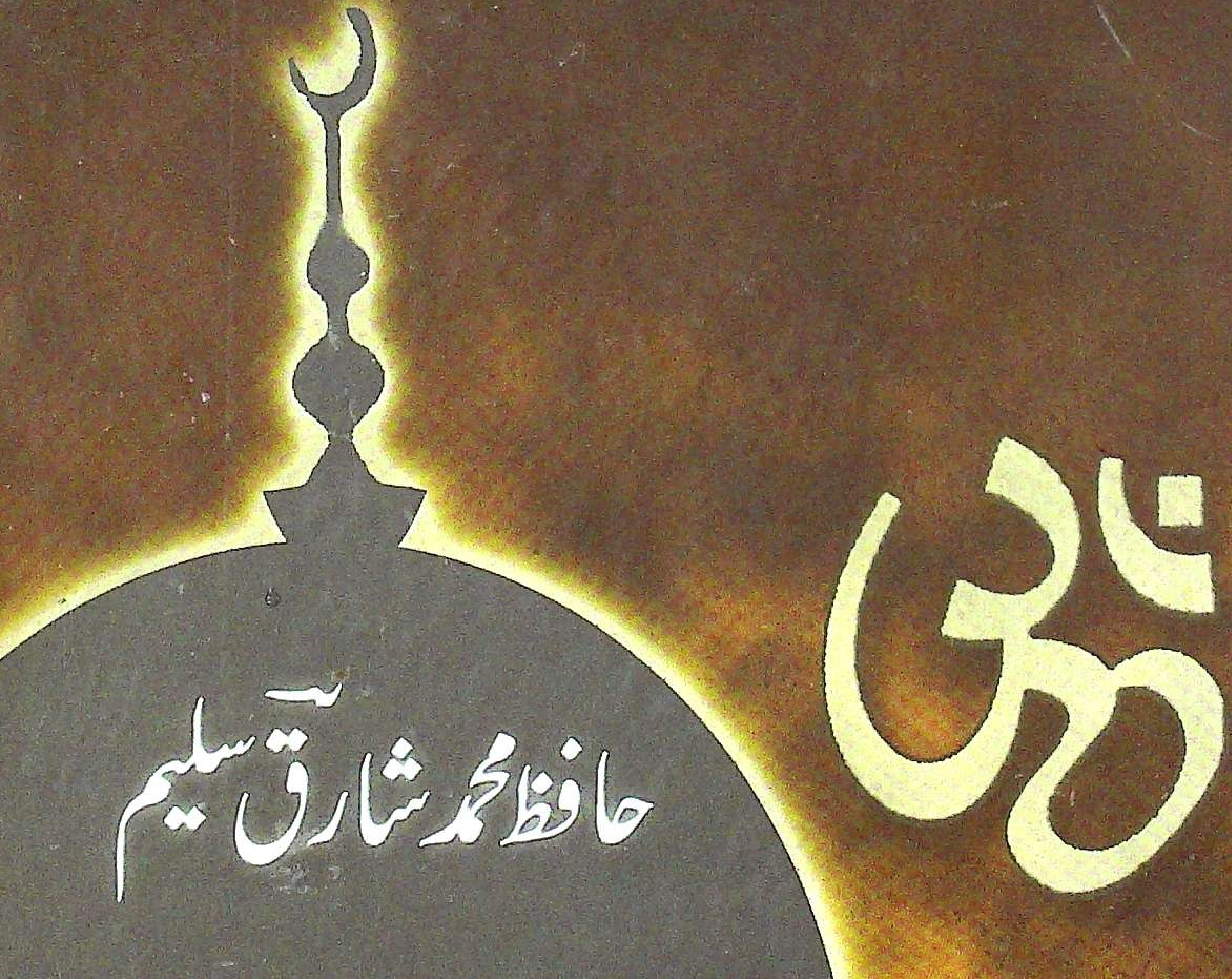

حافظ محمد شارق سلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دھرم اور اسلام

کا تقابلی مطالعہ

حافظ محمد شارق سلیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب : ہندو دھرم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ

مصنف : حافظ محمد شارق سلیم

موضوع : مذہبِ اسلام اور ہندومت کا تقابلی مطالعہ

تاریخِ آغاز : ۶ مئی ۲۰۰۹

اختتام ۲۱ جنوری ۲۰۱۰

انتساب

والد محترم محمد سلیم بمبئی والے

کے نام

جن کے رزقِ حلال نے مجھے

حق گوئی کا درس دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر سوانح

خاندانی نام	:	محمد شارق بابو
قلمی نام	:	حافظ محمد شارق سلیم
پیدائش	:	۲۷ مئی بروز پیر ۱۹۹۱
کتاب	:	ہندو دھرم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ
ای۔میل	:	hmshariq@gmail.com
رابطہ	:	0347-2005680

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

گذارشات	۱۶
تبصرہ	۱۹
مقدمہ: ہندو دھرم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ	۲۱
باب اوّل: تعارف مذاہب	۲۵_۸۳
مختصر خاکہ: ہندو دھرم	۲۵
ہندو دھرم	۲۶
تاریخ ہندومت	۲۹
ہندوستان کی قدیم قوم	۳۰
ہڑپا اور موہنجوداڑو	۳۱
آریا قوم کی آمد اور ہندو دھرم	۳۳
آریوں کا مذہب اور ایران	۳۳
ویدی عہد: آریا اور مقامی باشندوں کا اختلاط	۳۸
برہمنا عہد	۴۱
گوتم بدھ	۴۲
جین مت	۴۴
بدھ مت اور جین مت	۴۶
رزمیہ اور غیر ملکی فاتحین کا عہد	۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدید ہندو دھرم	۴۹
مسلمانوں کا عہد	۵۱
سکھ مت	۵۳
موجودہ ہندو دھرم	۵۴
ہندو	۵۷
مختصر خاکہ: اسلام	۶۰
اسلام	۶۱
تاریخ اسلام	۶۷
پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۷۰
مسلمان	۷۴
ایمان باللہ	۷۶
ملائکہ پر ایمان	۷۶
کتب سماوی پر ایمان	۷۷
ایمان بالرسالت	۷۸
بعث بعد الموت پر ایمان	۷۹
تقدیر پر ایمان	۸۰
حاصل کلام	۸۰
خارج از اسلام	۸۰
حواشی	۸۲
باب دوم: کتب مقدسہ	۸۴_۱۲۶
مذہب اور اسکی مقدس کتابیں	۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندی متون مقدسہ	۸۶
وید	۸۷
وید کتنے ہیں؟	۸۷
ویدوں کے رشی	۸۸
رگوید	۹۰
اتھروید	۹۲
سام وید	۹۳
یجروید	۹۳
ویدک ادب کی تقسیم	۹۶
ویدوں کی تصنیف	۹۶
وید ویاس	۹۷
برہمنا	۹۷
اپنشد	۹۸
پران	۹۹
منودھرم شاستر	۱۰۰
مہابھارت	۱۰۱
رامائن	۱۰۴
بھگود گیتا	۱۰۵
ستیارتھ پرکاش	۱۰۵
کتب مقدسہ کے بارے میں علماء ہنود کی رائے	۱۰۶
اسلامی کتب مقدسہ	۱۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید	۱۰۸
کیا قرآن مجید الہامی کتاب ہے؟	۱۱۱
اعجاز قرآن	۱۱۳
عدم تثلیث	۱۱۳
حفاظت کا الوہی انتظام	۱۱۴
اسلوب کلام و فصاحت و بلاغت	۱۱۶
علم غیب کے لحاظ سے معجزہ	۱۱۷
غلبۂ روم کی پیشن گوئی	۱۱۷
بائبل اور دیگر کتب سماوی میں تحریف	۱۱۸
امیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۹
عدم اختلاف	۱۱۹
علمی معجزہ	۱۲۰
سنت وحدیث	۱۲۱
اسلامی قانون کے دیگر ماخذ	۱۲۴
حواشی	۱۲۵
باب سوم : تصورِ خدا	۱۲۷ـ۱۵۷
مذہب میں تصورِ خدا کی اہمیت	۱۲۷
ھندو دھرم میں تصورِ خدا	۱۲۸
ہمہ اوست	۱۲۹
دیوی دیوتا	۱۳۰
حیوانیت پرستی	۱۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ تثلیث (تری مورتی)	۱۳۵
برہمہ	۱۳۶
وشنو	۱۳۶
شیو	۱۳۶
برہما، شیوا اور وشنو	۱۳۷
اوتار	۱۳۸
توحید	۱۴۱
خدا کا گھر	۱۴۲
متون مقدسہ میں خدا کا مقام وحیثیت	۱۴۲
خلاصہ کلام	۱۴۵
دین اسلام میں تصور خدا	۱۴۶
اللہ	۱۴۶
اسلام اور تصورِ خدا	۱۴۸
توحید	۱۴۸
شرک	۱۵۰
کثرتِ خدا اور تثلیث کا رد	۱۵۱
دلائلِ توحید	۱۵۲
ردِ اوتار	۱۵۵
نبی	۱۵۵
حواشی	۱۵۷
باب چہارم: عبادات	۱۵۸۔۱۷۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین طرزِ عبادت کی خصوصیات	۱۵۸
ہندو دھرم کا نظام عبادات	۱۶۰
پوجا	۱۶۰
یگیہ (قربانی)	۱۶۳
یگیہ کے مقاصد	۱۶۵
اسلام کا نظام عبادات	۱۶۶
نماز	۱۶۷
روزہ	۱۷۰
زکوۃ	۱۷۲
حج	۱۷۳
جہاد	۱۷۴
بت پرستی اور اسلام	۱۷۴
اسلام میں قربانی کا تصور	۱۷۵
حواشی	۱۷۷
باب پنجم: معاشرتی نظام	۱۷۸-۲۱۴
معاشرے میں عزت وفضیلت کا معیار	۱۷۸
مرد وزن کا تعلق	۱۷۹
عورت	۱۷۹
ہندو دھرم کا معاشرتی نظام	۱۸۰
طبقاتی نظام	۱۸۱
برہمن کے لیے مراعات	۱۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شودر کی حیثیت	۱۸۴
مرد وزن کا تعلق: نیوگ	۱۸۶
ہندو دھرم میں عورت کا مقام	۱۸۸
بیوہ کے حقوق	۱۹۳
ستی	۱۹۴
خلاصہ کلام	۱۹۵
دین اسلام کا معاشرتی نظام	۱۹۶
عزت و برتری کی بنیاد	۱۹۷
اسلام میں مرد وزن کا تعلق	۱۹۹
اسلام میں عورت کا مقام	۲۰۰
کثرتِ ازواج	۲۰۷
مسلم معاشرے میں خواتین کا کردار	۲۰۹
پردہ	۲۱۱
حواشی	۲۱۴
باب ششم: عقیدہ بعد الموت اور نجات	۲۱۵ـ۲۱۷
عقیدہ بعد الموت (آخرت)	۲۱۵
موت	۲۱۵
جنت	۲۱۶
دوزخ	۲۱۶
مذہب اور راہِ نجات	۲۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم: ہندو دھرم میں عقیدہ بعد الموت ۲۱۸۔۲۵۰

موت	۲۱۸
عقیدۂ تناسخ	۲۲۰
جنت ودوزخ: (سورگ اورنرک)	۲۲۴
سورگ (بہشت)	۲۲۵
سورگ کا منظر	۲۲۶
اپسرا	۲۲۸
سورگ۔روحانی یا جسمانی	۲۲۹
نرک	۲۳۰
ہندو دھرم میں راہِ نجات (مکتی)	۲۳۲
کرما مارگ	۲۳۲
گیان مارگ	۲۳۵
بھکتی مارگ	۲۳۷
اسلام میں عقیدہ بعد الموت	۲۳۸
موت	۲۳۸
قبر (عالم برزخ)	۲۳۹
روزِ قیامت اور عالمِ محشر	۲۳۹
جنت	۲۴۱
جنت کا منظر	۲۴۲
حور	۲۴۴
دوزخ	۲۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شودر کی حیثیت	۱۸۴
مرد وزن کا تعلق: نیوگ	۱۸۶
ہندو دھرم میں عورت کا مقام	۱۸۸
بیوہ کے حقوق	۱۹۳
ستی	۱۹۴
خلاصہ کلام	۱۹۵
دین اسلام کا معاشرتی نظام	۱۹۶
عزت وبرتری کی بنیاد	۱۹۷
اسلام میں مرد وزن کا تعلق	۱۹۹
اسلام میں عورت کا مقام	۲۰۰
کثرتِ ازواج	۲۰۷
مسلم معاشرے میں خواتین کا کردار	۲۰۹
پردہ	۲۱۱
حواشی	۲۱۴
باب ششم: عقیدہ بعد الموت اور نجات	**۲۱۵-۲۱۷**
عقیدہ بعد الموت (آخرت)	۲۱۵
موت	۲۱۵
جنت	۲۱۶
دوزخ	۲۱۶
مذہب اور راہِ نجات	۲۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم: ہندو دھرم میں عقیدہ بعد الموت ۲۱۸_۲۵۰

موت ۲۱۸

عقیدۂ تناسخ ۲۲۰

جنت ودوزخ: (سورگ اور نرک) ۲۲۴

سورگ (بہشت) ۲۲۵

سورگ کا منظر ۲۲۶

اپسرا ۲۲۸

سورگ۔ روحانی یا جسمانی ۲۲۹

نرک ۲۳۰

ہندو دھرم میں راہِ نجات (مکتی) ۲۳۲

کرما مارگ ۲۳۲

گیان مارگ ۲۳۵

بھکتی مارگ ۲۳۷

اسلام میں عقیدہ بعد الموت ۲۳۸

موت ۲۳۸

قبر (عالم برزخ) ۲۳۹

روزِ قیامت اور عالمِ محشر ۲۳۹

جنت ۲۴۱

جنت کا منظر ۲۴۲

حور ۲۴۴

دوزخ ۲۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں راہِ نجات	۲۴۶
ایمان	۲۴۷
عمل صالح	۲۴۸
تواصی بالحق	۲۴۸
تواصی بالصبر	۲۴۹
حواشی	۲۵۰
باب ہشتم : سائنس	۲۶۳_۲۵۱
مذہب اور سائنس	۲۵۱
ہندو دھرم اور کائنات	۲۵۲
ابتدائی انسان	۲۵۵
گردشِ سورج (سورج کی گردش)	۲۵۶
ہندو منابعات کے مطابق زمین و آسمان کی کیفیت	۲۵۷
اسلام اور کائنات	۲۵۹
ابتدائی انسان	۲۶۰
نظام شمسی اور گردش سورج	۲۶۰
زمین و آسمان کی کیفیت	۲۶۰
کائنات اور جدید سائنس	۲۶۱
تخلیق کائنات	۲۶۱
نظام شمسی اور گردش سورج	۲۶۲
زمین و آسمان کی کیفیت	۲۶۲
خلاصہ کلام	۲۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب نہم: احکام و تعلیمات ۲۶۴_۲۸۶

احکام وتعلیمات	۲۶۴
ہندو دھرم کے احکام و تعلیمات	۲۶۴
اشیائے ممنوعہ	۲۶۴
گوشت خوری جائز یا ناجائز؟	۲۶۵
ویدک دعائیں	۲۶۶
اخلاقیات	۲۶۷
پانچ شوہر	۲۷۰
سوریا دیوتا سے صحبت	۲۷۰
گنیش دیوتا اور شیوا	۲۷۱
پراشر رشی	۲۷۳
ویاس جی کا کردار	۲۷۴
برہما اور وشنو	۲۷۵
برہما اور سرسوتی	۲۷۷
خلاصہ کلام	۲۷۸
دین اسلام کے احکام و تعلیمات	۲۷۹
اشیائے ممنوعہ	۲۷۹
قرآنی دعائیں	۲۸۱
اخلاقیات	۲۸۲
صدق	۲۸۲
قطع تعلقی اور صلح رحمی	۲۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیبت اور سوءِ ظن ۲۸۳

شراب نوشی اور نشہ ۲۸۴

والدین کے حقوق ۲۸۴

عفو و درگزر ۲۸۵

پڑوسیوں کے حقوق ۲۸۶

حواشی ۲۸۶

باب دھم : ہندو دھرم اور دین اسلام کا تعلق ۲۸۷_۳۰۲

مذاہب کا باہمی تعلق ۲۸۷

ہندو دھرم میں اسلام کا ذکر ۲۸۷

بیت اللہ ۲۸۸

قبر ۲۸۹

میزان عمل ۲۹۰

انبیاء کرام علیہ السلام ۲۹۰

اسلام میں ہندو دھرم کا ذکر ۲۹۲

قرآن مجید میں مذکورہ اقوام ۲۹۴

صابئین ۲۹۵

اصطلاحات ۳۰۰

سناتن دھرم ۳۰۰

آدِ گرنتھ ۳۰۰

حواشی ۳۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ	۳۰۳
پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انتم اوتار	۳۰۳
کلکی اوتار	۳۰۷
نام	۳۰۹
اگنی	۳۱۳
مقام پیدائش	۳۱۴
تاریخ ولادت	۳۱۵
والدین	۳۱۶
نکاح	۳۱۶
آخری ہادی و اوتار	۳۱۷
شہسواری اور شمشیر برادری	۳۱۷
اصحاب	۳۱۷
دشمنان کلکی	۳۱۸
مذہب	۳۱۸
غزوۂ احزاب	۳۱۹
فتح مکہ	۳۱۹
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کلکی کا تقابل	۳۱۹
حاصل کلام	۳۲۱
حرف آخر	۳۲۴
کتابیات	۳۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

گذارشات

مذاہب عالم پر تنقیدی بحث اور انکے حقائق کی پردہ دری کرتے ہوئے راہِ حق کو واضح کرنے کا تحریری سلسلہ قدیم دور سے جاری ہے۔ ماہرین علم الانسان، علم عمرانیات اور تہذیب وتمدن سے دلچسپی رکھنے والے کئی اہل علم حضرات نے مذاہب پر تحقیقی مواد لکھا ہے اور اب تک مذاہب عالم کے تقابلی مطالعے پر کثرت سے ادب شائع ہو چکا ہے۔ دنیا کی بہت سی زبانیں اس موضوع سے آراستہ ہیں۔ انگریزی، عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں اگر چہ یہ سلسلہ قدیم دور سے جاری ہے لیکن اردو زبان میں اسکا رجحان زیادہ پرانا نہیں ہے۔ باقاعدہ طور پر تقریباً اٹھارویں صدی عیسوی سے اردو زبان میں مذاہب عالم کے تقابلی مطالعے پر لکھنے کا رجحان قائم ہوا۔ اس وقت ہمیں اردو زبان میں مذاہب عالم کے تقابل پر مبنی بہت سی مستند کتابیں مل سکتی ہیں۔ جن میں تمام مذاہب عالم پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ لیکن ان سب میں بیک وقت تمام مذاہب پر بحث کی گئی ہے۔ اسلام کے ساتھ کسی ایک مذہب کے تقابلی مطالعے پر اردو زبان میں صرف عیسائیت پر بہترین اور مستند مواد موجود ہے۔ ہندومت کے متعلق اردو میں ہمیں چند ایک کتابیں ملتی ہیں لیکن ان میں ہندومت کی کتب مقدسہ میں درج مذہب کے بجائے مقامی اور ہندوستانی کلچر کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ ان میں صحائف کے حوالے کم اور منطقی کلام زیادہ ملتا ہیں۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندو دھرم اور اسلام کے تقابل پر مبنی تحقیقی مواد سے اردو ادب اب تک محروم نظر آتا ہے۔ اس موضوع پر آخری معیاری کتاب "تحفۃ الھند" لکھی گئی ہے۔ لیکن اسے بھی برسوں گزر چکے ہیں اور اس کتاب کا انداز تبصرانہ ہے۔ لہٰذا اس موضوع پر مکمل اور جامع کتاب کی کمی کافی عرصے سے شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ اس کے لیے خدا نے اس بندے کے دل میں اس موضوع پر لکھنے کا خیال ڈالا۔

۶ مئی ۲۰۰۹ کو خدا کا نام لیکر قلم تھاما اور صفحات پر صفحات رقم کرتا رہا۔ مذاہب عالم سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلچسپی کے باعث یہ کام میں انتہائی شوق و محنت سے کر رہا تھا۔ کراچی کی مختلف لائبریریاں، انٹرنیٹ لائبریری حتیٰ کہ کراچی کے کچھ مندروں میں بھی جا کر ہندومت کے متعلق بہت سا مواد اکٹھا کرتا رہا اور بلاسکوت اس کام میں لگا رہا۔ پاکستان میں رہ کر ہندومت کے موضوع پر کوئی تحقیقی کام کرنا کس قدر مشکل ہے اس کا اندازہ ان حضرات کو بخوبی ہوگا جو مجھ سے قبل اس موضوع پر کچھ کام کر چکے ہیں۔ ہمارے ملک میں ہندوؤں کی مقدس کتابیں ملنا بہت مشکل ہے۔ حتیٰ کہ گیتا جیسی عام کتاب بھی بمشکل ملتی ہے۔ اس وجہ سے مجھے کئی کتابیں ہندوستان سے منگوانی پڑیں، جسکے باعث کچھ عرصہ تعطیل کا بھی سامنا ہوا۔ لیکن خدا کے کرم سے ۱۲ جنوری، ۲۰۱۰ کو بہت تحقیق اور محنت کے بعد یہ کتاب تکمیل کو پہنچی جسکے بعد میں انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ میں اپنی کوشش میں کتنا کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ قارئین کو ہی کرنا ہے۔

کتاب کے بارے میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کتاب اہل زبان، بالخصوص ادب شناسوں کے لیے یقیناً معیاری نہ ہوگی۔ تحریر میں بہت سی اغلاط نمایاں ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں انتہائی معذرت خواہ ہوں۔ کیونکہ یہ کوئی ادبی کتاب نہیں بلکہ اسکا مقصد صرف اور صرف اصلاح ہے۔ اقتباسات کے ترجمہ کے متعلق بھی یہ بتانا لازم ہے کہ ان میں سے بیشتر ترجمے میرے اپنے ہیں۔ لہٰذا میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ترجمے اعلیٰ معیار کے ہیں۔ بلکہ کتاب میں شامل اقتباسات کے تراجم، بالخصوص ہندومت کی کتابوں سے نقل اقتباسات کے ترجمے لفظی ہیں۔ اقتباسات کو توڑ مروڑ کر خود ساختہ مطلب بیان کرنے سے بالکل پرہیز کیا گیا ہے۔ ترجمہ کرتے ہوئے علماء کے تراجم کو مدنظر رکھا گیا ہے اور خیال کیا گیا ہے کہ قاری کے سامنے مقصد بیان بھی واضح ہو جائے۔

اس تحقیقی کام کی تکمیل پر میں سید رفیق عباس جعفری اور فائزہ پراچہ کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیشہ نہ صرف میری ادبی و تعلیمی سرگرمیوں میں حوصلہ افزائی کی بلکہ ہر مرحلے میں میرا بھرپور ساتھ دیا۔ کتاب کی ترتیب کے مختلف مرحلوں میں مجھے جو بھی دشواریاں پیش آئیں، انہیں دونوں نے اپنی محبت، توجہ اور بھرپور دلچسپی سے رفع کر دیا۔

مقدس کتابوں کے مطالعے اور کتاب کے مسودے کی کئی بار پرنٹنگ میں کاروباری نفع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بالاتر ہو کر میرے ساتھ تعاون کرنے پر اگر میں ارشد احمد کا شکرادا نہ کروں تو یہ احسان فراموشی ہوگی۔

ممکن ہے کہ میں بہت سے ناموں کا ذکر نہیں کرسکا۔ لہٰذا میں ان تمام بزرگوں، دوستوں اور انتہائی عزیزوں کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تصنیف میں میری معاونت کی اور جنکے مشورے اور حوصلہ افزائی سے میں بہرہ ور ہوتا رہا۔ بالخصوص شایان سرور حسین، مس مہتاب (المعاذ فاؤنڈیشن)، نادیہ حیات، اپنی ہمشیرہ یسریٰ کنول، اپنے بھائی حافظ محمد سالک اور سب سے بڑھ کر اپنے والد محترم اور والدہ کا مشکور ہوں جن کی محنت، تربیت اور دعاؤں کے سبب یہ مواد آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

کتاب پر بارہا نظر ثانی کی جا چکی ہے، سہواً جو اغلاط ہوگئیں تھیں، انکی تصیح کا بھی اہتمام کیا گیا، تاہم انسان 'انسان' ہے، اور چونکہ خطا کا پتلا ہے اس لیے اسکی ہر کاوش کامل نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس کتاب میں بھی یقیناً بہت سے نقائص رہ گئے ہونگے۔ امید کرتا ہوں قارئین انہیں معاف فرمائینگے اور مجھ ناتجربہ کار کی اصلاح کرینگے۔

آخر میں اپنے مالک وخالق کا مشکور ہوں جس نے مجھے یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ اسی مالک ومختار کل سے دعا ہے کہ وہ اس احقر کی معمولی سی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انسانیت کے لیے اسے نفع کا سبب بنائے۔ آمین۔

محتاجِ دعا

حافظ محمد شارق سلیم

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف صلاحیتوں سے آراستہ کر کے پیدا کیا ہے تاکہ دنیا کا نظم ونسق بخوبی چلایا جاسکے۔ لیکن کچھ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہوتی ہے کہ انہیں ایسی صلاحیات سے نوازا جاتا ہے جسے دیکھ کر انسانی عقل حیران ہوجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن مجید اپنے سینے میں محفوظ کرنا بھی ایک ایسی ہی سعادت ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی بلکہ اللہ جسے چاہے اس شرف سے نوازتا ہے۔ انہی بانصیب لوگوں میں حافظ محمد شارق بھی ہیں، جنہوں نے یہ سعادت کم عمری میں ہی حاصل کرلی۔

محترم حافظ محمد شارق ہمارے تعلیمی ادارے میں ایک طویل عرصے تک تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے تحفیظ القرآن کی سعادت بھی یہیں سے حاصل کی۔ انکے ذہن کا اگر بچپن سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے ہی ان میں کچھ نہ کچھ ایسا کام کرنے کی جستجو موجود تھی جس سے عوام الناس اور خصوصاً امت مسلمہ کو فائدہ ہو۔ اسی جستجو کا حاصل انکا یہ چھوٹا سا کارنامہ ہے، جو انہوں نے اس کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ایک ایسا موضوع ہے جس پہ قلم اٹھانا واقعی مشکل کام ہے۔ یہ موضوع جہاں غیر مسلموں کو دین حق کی دعوت دینے کا ایک اہم ذریعہ ہے وہیں جب ہم دوسرے ادیان و مذاہب کو سامنے رکھ کر دلائل کے ساتھ اپنے دین کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارا ایمان ہمارے دین پر اور زیادہ پختہ ہوجاتا ہے۔ حافظ محمد شارق کی بھی ممتاز خوبی یہی ہے کہ انہوں نے اسلام کے علاوہ دیگر اقوام کے مذاہب کا بھی انتہائی گہری نگاہ سے مطالعہ کر رکھا ہے، جسکی گواہی انکی یہ کتاب دے رہی ہے۔

کتاب کے مطالعے سے مصنف کی ہندو دھرم کی وسیع معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ ابواب کی ترتیب و تقسیم بھی نہایت عمدگی سے کی گئی ہے جس سے دونوں مذاہب کا تقابل آسانی سے ممکن ہوجاتا ہے۔ یقیناً یہ تقابل ادیان کے موضوع پر اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے، جس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں مذاہب کا نہایت مستند انداز سے تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مصنف نے بڑی عرق ریزی سے ان دونوں مذاہب پر تحقیق کر کے علم کے اس باب میں ایسی شمع جلائی ہے جس کی روشنی سے صرف طلباء ہی نہیں بلکہ اہل علم حضرات بھی مستفید ہونگے۔

میں اپنے ادارے کی جانب سے اور موصوف کا استاد ہونے کی حیثیت سے انکے اس نیک کام پر انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور ذاتی طور پہ انتہائی فخر محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے انہیں اسی طرح دین کی خدمت کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں انہیں سرفراز کرے۔ (آمین)

عبدالمجید ابدانی

ایچ ایم اقراء ایجوکیشنل سوسائٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندومت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ

تاریخ کے روزِ اول سے ہی انسان کے ذہن میں مذہب کا تصور رائج رہا ہے۔ مذہب محض خدا کی پرستش اور انفرادی طور پر روحانیت کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ انسانی شعور کی وہ عظیم الشان باطنی قوت ہے جس سے معاشرے میں اجتماعیت اور روحانی روابط قائم ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ تمدنی لحاظ سے بھی مذہب کی حیثیت معاشرے میں بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ مذہب کا تعلق انسانی احساسات سے بہت ہی گہرا ہوتا ہے اور مذہب ہی کے تحت انسان معاشرے کے لیے وہ اصول وقوانین متعین کرتا ہے جس کے ذریعے تمدن اپنی ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ایک منظم اور مستحکم وجود حاصل کرتا ہے۔ اخلاقی اعتبار سے دیکھیں تو درحقیقت مذہب کے بغیر انسان مفاد پرست ہو جاتا ہے اور اپنے مفادات و احساسات کی تکمیل میں کسی اخلاقی حد کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ اچھائی، برائی اور اخلاق یہ تمام حدود مذہب ہی متعین کرتا ہے۔

اگرچہ مختلف خطوں میں مذہب کے لحاظ سے مختلف تصورات رائج رہے ہیں، انسان نے کبھی اپنے سے طاقتور ہر شے کو اپنا خدا مانا اور خدا کو چاند' سورج' آسمان' جانور اور دیگر مظاہر فطرت میں دیکھا، تو کبھی اسے اس فانی دنیا سے الگ تھلگ جدا اور عرش پر مستوی ایک عظیم الشان ہستی تصور کیا۔ عقائد جتنے بھی جدا ہوں لیکن یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مذاہب کا وجود دنیا کی ہر قوم اور خطے میں رہا ہے اور انسان نے جب سے اس دنیا میں شعور پایا ہے تب سے مذہب اس کی حیات کا ایک لازمی جز ہے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر ارسطو، بدھ، زرتشت، مہاویر، اور کنفیوشس جیسی ہستیوں نے بھی مذہب کو ایک اہم حقیقت مانا ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے جو ان سے زیادہ طاقتور ہے، اور انکی بقا اسی کے ہاتھ میں ہے چنانچہ اسکی رضا و خوشنودی کے لیے مختلف مذہبی رسوم اور طرزِ حیات اپنانا ضروری ہے۔ مذہبی تصورات کے مطابق پیغمبروں کا نزول بھی انسان کو زندگی گزارنے کے لیے صحیح ہدایات اور حقیقی خدا کو پہچاننے کے لیے ہوا۔ اس طرح مختلف پیغمبروں کی مختلف شریعت اور انسان کی اپنی عقلی کاوشوں کی بناء پر دنیا کی مختلف اقوام میں مختلف مذاہب رائج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔

آج دنیا میں مختلف طرز کے جو بھی مذاہب رائج ہیں وہ درحقیقت عقائد کا مجموعہ یا زندگی گزارنے کا وہ طریقہ ہے جسکے متعلق پیروکاروں کا دعویٰ ہے کہ یہ خدا کا بتلایا ہوا ہے اور انسانیت کے لیے انہی کا مذہب فلاح وہدایت ہے۔اس وقت دنیا کے بڑے مذاہب اسلام، عیسائیت، یہودیت اور ہندومت ہیں۔جن کے ماننے والوں کی تعداد کثیر ہے۔

مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ مذہبی محققین کا محبوب ترین موضوع ہے اور یہ موضوع بلاشبہ نہایت اہم ہے۔آج دنیا کی ہر بڑی جامعہ میں یہ موضوع پڑھایا جا رہا ہے اور دنیا کی ہر زبان وادب میں اس کا بہترین لٹریچر موجود ہے۔مذاہب عالم کے تقابلی مطالعے کی غرض وغایت کیا ہوتی ہے؟ اس بارے میں عظیم عالمِ تقابلِ ادیان شیخ احمد دیدات کہتے ہیں:

''تقابل ادیان سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں پائے جانے والے مشہور مذاہب اور معروف ادیان کی تعلیمات کا غیر متعصبانہ تقابل اور غیر جانبدارانہ موازنہ کیا جائے۔ نیز تمام مذاہب کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے۔تقابلِ ادیان سے مراد مختلف مذاہب کے بنیادی عقائد، عبادات اور رسوم کا ایسا ناقدانہ اور عادلانہ جائزہ ہے جس سے ہر ایک مذہب کی قدر وقیمت، خوبیاں اور خامیاں پوری طرح روشن ہوجائیں۔''

(''تقابل ادیان السماویہ''. مقد مۃ الکتاب)

لہٰذا مذاہب عالم کے تقابلی مطالعے کا مقصد کسی مذہب پر تنقید کرنا یا کسی ایک مذہب کی برتری اور دوسرے مذہب کو برا ثابت کر کے کسی کی دل آزاری کرنا نہیں، بلکہ مقصد حق کو پہچاننا ہے۔ یعنی ہم مذاہب کا مطالعہ کر کے یہ بات شواہد اور دلائل کے ساتھ جان لیں کہ کون سا مذہب قابلِ قبول اور صرف انفرادی طور پر نہیں بلکہ اجتماعی طور پر تمام انسانیت کی فلاح کا راستہ ہے۔

اسی مقصد کے پیشِ نظر اس کتاب میں ہمارا موضوعِ سخن مذاہب عالم کی جھرمٹ میں صرف ہندومت اور اسلام ہے۔جو کہ دنیا کے تین بڑے مذاہب میں سے ہیں۔ یہ دونوں مذاہب ہندوستان میں طویل عرصے سے رائج ہیں لیکن دونوں کے درمیان ہمیشہ کسی نہ کسی صورت میں محاذ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آرائی جاری رہتی ہے۔ الزامات، دلائل، اور جھگڑوں کا نہ رکنے والا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی وجہ سے دیگر مذاہب کے مقابلے میں ہندو دھرم اور اسلام کا تقابل انتہائی نازک ترین موضوع ہے۔

کتاب میں مقدس کتابوں سے نقل اقتباسات سے جن مسائل پر بحث کی گئی ہے، انکی تفسیر کے لیے غیر مذہبی رسوم، حالات، شخصیات اور خود مصنف نے اپنی ذاتی رائے کو نظرانداز کر کے قدیم کتابوں سے تحقیق کی ہے۔ کتبِ مقدسہ کے جو اقتباسات نقل کیے گئے ہیں انکے حوالے بھی درج کر دیے گئے ہیں، تاکہ اگر کوئی اصل عبارت دیکھنا چاہے تو کتاب میں بلا پریشانی تلاش کر لے۔ ہندومت کے متعلق کتبِ مقدسہ کے بعد مصنف نے مختلف موضوعات پر بحث کرتے ہوئے مستند تفاسیر و شرح اور ان اہل علم اور دانشوروں کی تصنیفات سے استفادہ کیا ہے جن کی ہندو دھرم کے متعلق علمی قابلیت پر کسی کو کوئی شبہ نہیں۔ تاکہ ہمارا یہ تمام تر مواد غیر جانبدارانہ اور حقیقت پسندانہ ہو۔

تمام ابواب میں مختلف عنوانات کے تحت مذہبِ ہندومت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ ہر زاویۂ نگاہ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کہاں کون سا مذہب غلطی پر ہے اور خلاف فطرت ہے۔ اگر بات کو سمیٹتے ہوئے اس کتاب کو پیش کرنے کے بنیادی مقاصد بیان کریں تو وہ یہ ہیں کہ محض دعوے اور ہوائی مفروضوں کے بجائے ٹھوس دلائل کے ساتھ ہم ہندو دھرم اور اسلام کے متعلق ان بنیادی سوالوں کا جواب حاصل کریں۔

- ☆ ہندو دھرم اور اسلام میں سے خدا کا سچا اور ابدی دین کونسا ہے؟
- ☆ کون سا مذہب عالمگیر اور ہر نسل و رنگ کے انسان کے لیے فلاح و نجات کا سبب ہے؟
- ☆ کون سا مذہب ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ ہے؟
- ☆ خدا کی عظمت اور وحدانیت کو کس مذہب نے صحیح طریقے سے برقرار رکھا؟
- ☆ ہندو دھرم کی تعلیمات ہر پہلو سے کامل ہیں یا اسلام کی؟
- ☆ ہندو دھرم اور اسلام میں کونسا مذہب قابلِ قبول ہے؟

کتاب شروع کرنے سے قبل اتنا عرض کرونگا کہ میں بحیثیت ایک ذمہ دار انسان، کسی کی بھی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کروں جو کسی کی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل آزاری کا موجب ہو۔ لیکن اسکے باوجود بہت سے ایسے معاملات اور اقتباسات ضرور آئیں گے جس کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ اگر حق و باطل واضح کرنے سے کسی بھائی کی دل آزاری ہو تو میں اپنے اسلوب کے متعلق معذرت خواہ ہوں۔ اس کتاب کو پیش کرنے کا مقصد اشتعال پیدا کرنا ہرگز نہیں۔ بلکہ، بخدا میرا مقصد صرف راہِ حق کو واضح کرتے ہوئے، مذہب کے متعلق صحیح شعور پیدا کرنا اور پوشیدہ حقائق سے آگاہ کرنا ہے۔ تاکہ اہلِ مذہب عقل سے کام لیتے ہوئے سوچیں کہ کیا انکا دین یا دھرم خدا کا حتمی اور سچا مذہب ہے؟ وہ جس راہ کے راہی ہیں کیا واقعی وہ انہیں جنت میں لے جائیگی ۔۔؟ میں ہر عاقل شخص سے قوی امید رکھوں گا کہ حق و باطل واضح ہو جانے کے بعد وہ بلا کسی خوف باطل کو روند کر حق کو سچے دل سے تسلیم کریگا اور لوگوں کو بھی اسی کی دعوت دیگا۔

کتاب کے متعلق ہر سنجیدہ اور مخلص علمی تنقید میرے لیے قابل احترام ہوگی، لیکن میری درخواست ہے کہ اس تنقید کو پریس میں لانے سے قبل مجھے متوجہ فرمائیں تاکہ مجھے اپنی اصلاح اور علمی لغزش سے رجوع کا موقع مل سکے۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا اپنے کرم سے ہندو اور مسلم ہر قاری کو یہ کتاب پڑھ کے مذہبِ حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام شکوک و شبہات رفع ہو کر ان کے سامنے راہِ حق واضح ہو جائے، جو سچائی، کامیابی اور عظمت کی واحد راہ ہے۔ آمین

والسلام

حافظ محمد شارق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر خاکہ

ہندو دھرم

بنیادی ماخذ	:	وید
دیگر منابعات	:	گیتا، مہابھارت، اپنشد، رامائن، منوشاستر
تاریخ	:	۳۰۰۰ ہزار قبل مسیح
اہم شخصیت	:	منو، شری کرشن، رام چندر، برہمہ
خدا	:	تری مورتی (تین خدا) اور دیگر لاتعداد دیوتا
اہم عقیدہ	:	تناسخ (پنر جنم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دھرم

اسلام اور عیسائیت کے بعد ہندومت دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ کم وبیش ۵۵ کروڑ افراد اس مذہب کے پیرو ہیں۔ چونکہ اس مذہب نے ہندوستان (۱) میں نشوونما پائی لہٰذا اس کے ماننے والے تقریباً تمام افراد ہندوستان سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ چین، امریکہ، یورپ اور چند افریقی ریاستوں کے ہندو باشندے بھی دراصل ان ہندو مہاجرین کی نسل ہیں جو تجارت اور دیگر اغراض کی خاطر ہندوستان سے ہجرت کر گئے تھے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

لفظ ہندو دراصل ''سندھو'' سے بنا ہے۔ جو دریائے سندھ کے دونوں اطراف یعنی برصغیر کے باشندوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ بعض مورخین کے نزدیک لفظ ہندو کا استعمال پہلے شمال مغربی سمت سے آئے ہوئے ایرانیوں نے کیا۔ اگرچہ یہ لفظ بہت ہی قدیم زمانے سے استعمال ہوتا رہا ہے لیکن ہندوؤں کی کسی قدیم سنسکرت کی کتاب میں یہ لفظ نہیں ملتا۔ البتہ یہ لفظ ہمیں پارسیوں کی ژند اور اوستا میں ملتا ہے۔ مذہبی تناظر میں اس کا استعمال تقریباً اٹھارہویں صدی عیسوی میں انگریزی مصنفین کی جانب سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے علاوہ دوسری قوموں کے لیے ہوا۔ بحیثیت ایک مذہبی جماعت کے ''ہندو'' ہمیں اس دھرم کی مقدس کتابوں میں نہیں نظر نہیں آیا۔ چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو اپنی ممتاز تصنیف ڈسکوری آف انڈیا (تلاشِ ہند) لکھتے ہیں:

''لفظ ہندو کا قدیم ترین استعمال ہمیں آٹھویں صدی عیسوی میں ملتا ہے لیکن وہاں بھی یہ لفظ کسی خاص مذہب کے پیروکاروں کے لیے استعمال نہیں ہوا، بلکہ محض ایک قوم کے لیے ہوا۔ لفظ ہندو کا استعمال مذہبی تناظر میں بہت بعد میں جا کر ہوا۔'' (۲)

ہندومت کے ایک مشہور گرو کہتے ہیں:

''ماضی میں ''ہندومت'' ہمارے مذہب کا نام نہیں تھا، بلکہ یہ مذہب ویدک ماتا، ویدک دھرم، یا سناتن دھرم کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ہمارے اصل (مذہبی) منابعات ہمارے ایمان وعقائد کسی بھی نام سے منسوب نہیں کرتے۔'' (۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوامی جی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندومت بے نام دھرم ہے، لیکن انہیں اس کی بابت ذرہ بھر بھی تامل نہیں ہے بلکہ فخر ہے۔ چند سطروں بعد وہ لکھتے ہیں:

"ہمارا مذہب تمام مذاہب سے بہت پہلے دنیا بھر میں تب موجود تھا جب کہ کوئی اور مذہب ہی نہ تھا چنانچہ ہمارے مذہب کو کوئی نام دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ جب مجھے یہ بات سمجھ آئی تو میں نے سوچا کہ اس میں کوئی شرمندگی کی بات نہیں بلکہ یہ باعث افتخار ہے۔" (۴)

تاہم اس بے نام مذہب کو پہچاننے کیلئے ایک معروف اصطلاح ویدک دھرم بھی ہے۔ ویدک دھرم کے معنی وید کا مذہب ہے۔ وید دراصل وہ خاص کتابیں ہیں جس پر ہندو دھرم قائم ہے اور ہر ہندو ان کتابوں کو مقدس اور الہامی کلام مانتا ہے جو رشیوں پر نازل ہوئیں۔

ویدک اور ہندو دھرم کے علاوہ عام طور پہ یہ "سناتن دھرم" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سناتن سنسکرت کا لفظ ہے جسکے معنی ہیں۔ "سدا سے سیدھا چلا آیا ہوا"۔ دھرم کے معنی میں لغت نویس ضابطۂ حیات، مذہب، فرض اور "طبعی معمول" بھی لکھتے ہیں۔ مثلاً آگ کا دھرم جلانا ہے۔

علماء ادیان کے مطابق ہندومت ان معنوں میں کوئی مذہب نہیں ہے جن میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ایک جامع اور مکمل طرزِ حیات۔ ہندو دھرم اصل میں ایک مذہب کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ دنیا کی قدیم مختلف اقوام کے مذاہب کا ایک منفرد مجموعہ ہے۔ اسی وجہ سے ہمیں ہندومت کی ایک جامع تعریف آج تک میسر نہیں ہے۔ اور نہ اس کا ایک متعین جواب ہمیں کبھی مل سکا ہے۔ بنارس یونیورسٹی کورٹ کونسل کے ممبر اور سینیٹر جناب گونداس اور معروف ہندو شخصیت پنڈت جواہر لال نہرو صاحب کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ:

ہندو دھرم کی کوئی تعریف ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اسکی حدود ہی متعین نہیں۔ یہ دراصل علم الانسان سے متعلق تھا جسے بدقسمتی سے مذہب کا نام دے دیا گیا ہے (۵)

اور ڈاکٹر گونداس لکھتے ہیں: (۶)

"اگرچہ سب سے پہلے یہ امر متعین کر لینا انتہائی ضروری ہے کہ ہندومت کسے کہتے ہیں اور اسکا ماخذ کیا ہے؟ لیکن جنہوں نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، وہ بخوبی جانتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اسکا جواب کس قدر مایوس کن ہے۔ہندو دھرم کی کوئی متعین تعریف ممکن نہیں، حتی کہ حتمی طور پر یہ بھی کہنا مشکل ہے کہ یہ کوئی مذہب ہے بھی یا نہیں! یہ اپنی موجودہ صورت میں بہت سے عقائد ورسوم کا مجموعہ ہے جو اعلیٰ سے اعلیٰ بھی ہیں اور ادنیٰ سے ادنیٰ بھی۔''

عام خیال ہے کہ مذہب امید سے پیدا ہوا ہے لیکن ہندومت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب امید نہیں بلکہ انسانی ذہن میں مظاہر فطرت کے متعلق پرورش پانے والے خوف اور وہم سے واقع ہوا ہے۔اس سے بڑھ کر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہندومت کو ایک مذہب کہنا ہی غلط ہوگا۔کیونکہ جسطرح اسلام میں ایک مخصوص نظام اور کچھ مخصوص عقائد ہیں۔ہمیں ہندودھرم ان امور سے قطعی محروم نظر آتا ہے۔یہ کوئی خاص فلسفہ، نظام زندگی یا دستور العمل نہیں بلکہ یہ متعدد ایسے متفر خیالات ونظریات کا مجموعہ ہے جو اوراقِ تاریخ میں اقوام عالم کے ایک بڑے اور عجیب اختلاط کی شہادت دیتے ہیں، جسکے نتیجے میں ہندودھرم وقوع پذیر ہوا۔مختلف مذاہب کے اختلاط کے باعث آج ہندومت کی صورت یہ ہے کہ ایک فرقہ تین خداؤں کا مانتا ہے تو دوسرا تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو! ایک شخص مادہ کے ازلی ہونے کا قائل ہے تو دوسرا منکر! تناسخ اور کرم کے علاوہ شاید ہی کوئی امر ہو کہ جس پر تمام ہندو متفق ہوں۔مختلف خطوں کے مختلف رسوم وشعائر ہیں۔یہ دھرم ہر قسم کے عقیدے کو اپنانے کے لئے ہمیشہ سے تیار رہا ہے۔تمام رسم ورواج خواہ وہ قدیم زمانے کے ہوں یا عصر جدید کے، سب کو اختیار کر لیتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہندومت، مذہب کی بابت اس آزادی کا نام ہے جس کی رو سے ہر کوئی شخص کوئی بھی عقیدہ یا رسم اپنا سکتا ہے، چاہے وہ سماج یا عقل کہ خلاف ہو یا عین مطابق۔ہندو یونیورسٹی کے چانسلر اور معروف ہندو شخصیت رادھا کرشن کہتے ہیں:

''ہندو مذہب خدا کے مختلف تصورات میں سے کسی ایک تصور کو حق یا باطل قرار نہیں دیتا اور نہ کسی ایک تصور کو کل بنی نوع انسان کیلئے قطعی معیار تسلیم کرتا ہے۔ہر شخص کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جو تصور اور طریقہ عبادت اس کو پسند آئے وہ اسی کو اختیار کرے۔''(۷)

اسی طرح The Divine life Society کے بانی وسربراہ سوامی شیوانندا ہندومت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو مذہبی آزادی کی ایک تحریک قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ہندومت انسانی ذہن کو مکمل آزادی عطا کرتا ہے۔ ہندومت انسانی عقل، تصورات، احساسات اور انسانی خواہشات کی آزادی پر کبھی بے جا پابندیوں کا مطالبہ نہیں کرتا۔ بلکہ یہ عقائد و عبادات کے معاملے میں وسیع آزادی کو روا رکھتا ہے۔ ہندومت دراصل آزادی کا مذہب ہے۔'' (۸)

ان تصریحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندومت کی تعریف میں اتنا کہا جاسکتا ہے کہ یہ قدیم دور سے اب تک رائج ایسا مذہب یا نظام ہے، جس کے بانی، بنیاد، ابتداء اور آثار و اخبار کے متعلق کچھ مستند معلومات نہیں۔ یہ مذہب محض ایسی روایات کا مجموعہ ہے جو کسی ایک کتاب یا پیغمبر سے منسلک نہیں، بلکہ اسکی کڑیاں مختلف نوع کے مذاہب سے ملتی ہیں۔

تاریخِ ہندومت:

نوعِ انسانی کے ہر مذہب میں یہ بات مشترک ہے کہ اسکی مذہبی روایت اور تاریخ کا ایک نقطۂ آغاز ضرور ملتا ہے۔ یہ نقطۂ آغاز بیشتر کسی مقدس ہستی کے روحانی تجربے جسے ہم گیان، موکش یا وحی سے تعبیر کرتے ہیں، سے جڑا ہوتا ہے۔ اور اسی ہستی کے وجود کے بعد سے اہلِ مذہب اپنے مذہب اور اسکی روایات کی اسناد قائم کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم ہندو دھرم کی تاریخ جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں انتہائی مایوسی ہوتی ہے کہ ہندوؤں کی کوئی مرتب تاریخ نہیں ہے۔ ہمارے پاس ہندومت کی تاریخ جاننے کے لئے صرف قدیم عمارتیں، سامان، اور برآمد ہونے والے سکے ہیں۔ چونکہ یہاں ہمارا موضوع جغرافیہ یا سیاست نہیں، بلکہ مذہب ہے۔ لہٰذا ہندوستان میں کونسی قوم کس طرح اور کب وارد ہوئی، اگر ہم اس کی بحث کرنے لگے تو کتاب کی ضخامت بڑھنے کے ساتھ ساتھ موضوع سے بھی تعلق ٹوٹتا جائیگا۔ اسی لیے ہم یہاں ہندوستان کی جو بھی تاریخ بیان کرینگے وہ جزوی طور پر بیان کرینگے۔ صرف ان واقعات اور ادوار کو نمایاں طور پر بیان کیا جائیگا جس کا تعلق ہندومت سے ہو۔ ادوار کی تقسیم بھی ہم نے مذہبی لحاظ سے کی ہے۔ لہٰذا ممکن ہے علم الہند کے ماہرین کو اس تقسیم سے اختلاف ہو جائے۔ لیکن مذہبی اعتبار سے یہ تقسیم بہتر اور قارئین کو سمجھانے کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کی قدیم قوم:

ہندوستان کی تاریخ تاریخِ انسان کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جب لوگ غاروں میں رہتے تھے اور شکار سے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ لیکن ہندوستان کے اس ابتدائی انسان کی کہانی پردۂ خفا میں مستور ہے۔ قدیم ہندوستان کی اصل قوم کونسی تھی؟ یہ جاننا انتہائی مشکل ہے۔ تاہم شواہد سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ سیاہ فام، گھنگریالے بال والے تھے۔ شکل و شباہت کے لحاظ سے یہ لوگ افریقی اور آسٹریلوی باشندوں سے مماثلت رکھتے تھے جنکی اولاد اب بھی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہ دور ست یگ تھا جس میں انسان اطمینان و مسرت کی زندگی گزارتا تھا۔ لیکن ہمارے پاس اس سنہرے دور کی کوئی تاریخ نہیں ہے۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ دور ایک مثالی دور تھا۔ تاہم ہندوستان کے مختلف غاروں سے ملنے والے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدرتی جڑی بوٹیاں کھا کر گزارا کرتے تھے اور درختوں یا غاروں میں ہی رہتے تھے۔ اسکے علاوہ یہ لوگ پتھروں سے اوزار بنانے میں مہارت رکھتے تھے۔

غالباً کئی صدیوں بعد اس عہد کے لوگوں نے دھاتوں کا استعمال سیکھا اور غاروں سے نکل کر بانس وغیرہ کی جھونپڑیاں بنا چکے ہیں۔ یہ وہ عہد تھا جب یہ قوم ہندوستان کے مختلف خطوں میں پھیل چکی تھی۔ شمالی ہند سے لیکر دریائے سندھ تک اور دامنِ ہمالیہ سے لیکر کان پور تک سینکڑوں اس قسم کے اوزار دریافت ہوئے ہیں جن کی قدامت اس عہد کی ہے۔ اس دور کے لوگوں نے کاشت کاری شروع کر دی تھی، اور پالتو جانور بھی پالتے تھے۔ ہندوستان کے ضلع مرزا پور میں دریافت کیے گئے ہڈیوں کے ڈھانچوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے مردوں کو باقاعدہ قبر میں دفن کرتے تھے۔ انکے مذہب کے بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی، البتہ بعض مقامات پر درختوں اور پہاڑوں کی پرستش کے آثار ملتے ہیں۔

اس کے بعد کا زمانہ دراوڑ قوم کا تھا۔ یہ لوگ شمالی اور جنوبی ہند تک آباد ہو چکے تھے اور ہندوستان کی کل آبادی کا ایک اہم عنصر بن چکے تھے۔ یہ لوگ قدیم نسل کی اولاد یا دنیا کے دوسرے خطوں سے آئے ہوئے لوگوں کی اولاد تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو بلوچستان سے سندھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دیگر علاقوں میں آباد ہوئے۔ کیونکہ آج بھی بلوچستان میں براہوی علاقہ موجود ہے جس کی زبان دراوڑی ہے۔

اس قدیم دور کے بارے میں ہم آثارِ قدیمہ سے جو قیاسات لگا سکتے ہیں انکے مطابق ہمیں صرف مذکورہ بالا معلومات ہی حاصل ہوتی ہیں۔ یہ قدیم ہندوستان کا ایک ارتقائی عہد تھا، جس میں انہوں نے اچھی خاصی ترقی کرلی تھی اور یہ لوگ طول وعرض میں پھیل رہے تھے۔ اس دور کی سب سے اہم تاریخ ہمارے سامنے موہنجوداڑو اور ہڑپا کی صورت میں ہے۔ خدا جانے ان عظیم شہروں کی تباہی کا کیا راز تھا، لیکن اسکی تہذیب کی عظمت سے کسی صاحبِ علم کو انکار نہیں ہے۔

ہڑپا اور موہنجوداڑو:

ہندوستان کے متعلق ابتداء میں یہ خیال کیا جاتا رہا کہ یہاں تہذیب وثقافت کا آغاز آریوں کی آمد کے بعد ہوا اور اس سے قبل یہاں انسان دورِ آدم کی مثل غاروں اور گھاس سے بنے جھونپڑوں میں رہتے تھے اور انکی زندگی کوئی خاص رنگین نہ تھی۔ لیکن ۱۹۲۰ء میں سر جان مارشل کی زیر نگرانی، پاکستان کے شہر سکھر سے ۲۰ کلومیٹر دور کی جانے والی کھدائی سے دریافت ہونے والے قدیم شہر موہنجوداڑو (سندھ) اور ہڑپا (پنجاب) سے یہ بات یقینی طور پر کہی جا چکی ہے کہ ہندوستان میں تہذیب وثقافت آریوں سے قبل بھی موجود تھی اور ہندوستان (سندھ) کی تہذیب نئی نہیں بلکہ اپنے اندر دنیا کی قدیم ترین تہذیبی ورثہ سموئے ہوئے ہے۔ اس تہذیب کے وارث کون لوگ تھے؟ اس بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آبادی ہر رنگ ونسل پر مشتمل تھی۔ تاہم ان میں زیادہ تر ہندوستان کے قدیم باشندے، بحرروم کے دراوڑ اور شاید منگول بھی شامل تھے۔ یہ تہذیب ہندومت کی تاریخ کو چار ہزار قبل مسیح پیچھے تک لے جاتی ہے۔ ہم یہ بات قطعی طور پر کسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ یہ تہذیب کتنے عرصے تک قائم رہی۔ لیکن ایلم وعراق کے قدیم آثار اور اس تہذیب کے آثار میں مماثلت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وادیٔ سندھ کی یہ تہذیب طوفان نوحؑ سے پہلے کی تہذیبیں ایلم و عراق تہذیب کی ہمعصر تھیں۔ عرب وعراق سے دریافت شدہ اشیاہ پرکندہ سندھ کی مہروں سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ لوگ زمانہ قدیم میں بھی دنیا سے قطعی الگ تھلگ نہ تھے، بلکہ مختلف ریاستوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجارتی تعلقات قائم کیے ہوئے تھے۔ تحقیقی شواہد سے ہمیں اس تہذیب کے آثار ۲۰۰ ۷ اقبل مسیح تک ملتے ہیں۔ لیکن اس درمیان بہت سی کڑیاں غائب بھی ہیں۔

یہ تہذیب کس قدر ترقی یافتہ تھی، اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ زراعت کرتے تھے اور مختلف صنعتوں سے بھی وابستہ تھے۔ موجودہ دور کی طرح پر آسائش اور اعلیٰ طرز کی زندگی گزارتے تھے۔ گھروں میں غسل خانے، کنویں، نالے، سیدھی اور وسیع سڑکیں، پتھروں اور سونے چاندی کے خوبصورت زیورات، اوزار، سکّے اور دو پہیوں والی گاڑی اس تہذیب کی عظمت کی آج بھی گواہی دے رہے ہیں۔

مہروں، دیویوں اور حیوانوں کی مورتیوں اور کتبوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں رہنے والی یہ مشترکہ قومیں بھی دیگر خطوں کی طرح مذہبی معاملے میں باقی دنیا کی طرح قدرے تاریک خیال تھیں، انکے پاس کوئی خاص مذہب نہ تھا۔ یہ لوگ بت پرست بھی تھے، شجر پرست بھی تھے اور حیوان پرست بھی۔ البتہ یہ بات مسلّم ہے کہ یہ لوگ زیادہ تر مظاہر فطرت، زمین، ستارے، آسمان، سورج، درخت، حیوانات اور کاشتکاری سے متعلقہ چیزوں کو مقدس مانتے تھے۔ البتہ خدا کا تصور انکے ہاں مونث کا تھا۔ یہ لوگ ایک دیوی ماتا کو خدا مانتے تھے اور ان کے لیے جانوروں کی قربانی بھی کرتے تھے۔ کھدائی سے دریافت کی گئی قبروں میں مٹی کے برتن، زیورات اور دیگر اشیاء بھی ملی ہیں جس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ انکے ہاں بھی حیات بعد الموت کا وہی تصور تھا جو دنیا کی بیشتر قدیم تہذیبوں میں تھا یعنی مرنے کے بعد بھی انسان ان اشیاء کا محتاج ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ لوگ مردوں میں فوق الفطری قوتوں کے بھی قائل تھے۔

موہن جوداڑو اور ہڑپا کی عظیم تہذیب کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ یہ تہذیبیں کس طرح زوال پذیر ہوئیں؟ اس بارے میں ساری تاریخ خاموش نظر آتی ہے۔ مورخین اسے قدرتی آفت یا بیرونی حملہ قرار دیتے ہیں۔ بحرحال ہند کے طول وعرض سے دریافت ہونے والے شواہد کی بدولت ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ آریا قوم سے انکا کوئی قابل ذکر تعلق نہیں تھا اور اس وقت تک ہندوستان ایک آباد سرزمین بن چکی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آریہ قوم کی آمد اور ہندو دھرم:

ہندوستان میں ایک طویل عرصے تک یہاں کے مقامی لوگوں کا تشخص قائم رہا، لیکن اسکے بعد میں بیرونی حملہ آور قوم 'آریا' ہندوستان میں داخل ہوئی اور مقامی باشندوں کو اپنا غلام بنا کر یہاں قابض ہوگئی۔ ہندوستان میں یہی آریائی لوگ تھے، جنہوں نے اس دھرم کی بنیاد رکھی۔ جس نے بعد میں ترقی کر کے موجودہ ہندومت کی صورت اختیار کی۔

یہ لوگ مختلف قافلوں میں ہندوستان میں داخل ہو رہے تھے۔ انکی آمد کا زمانہ ۲۵۰۰ قبل مسیح سے ۱۰۰۰ قبل مسیح تک رہا۔ آریہ کون لوگ تھے؟ پروفیسر میکس ملر کے مطابق یہ لوگ وسط ایشیاء سے آئے تھے۔ لیکن اس بارے میں مورخین اب تک کوئی حتمی رائے نہیں دے سکے ہیں۔ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایک ہی نسل کے لوگ نہیں بلکہ مختلف لوگ شامل تھے۔ البتہ ان میں آخری گروہوں میں بنی اسرائیل کے گم گشتہ قبائل اور ایک بڑی جماعت وہ تھی جنکا تعلق موجودہ ازبکستان سے تھا۔ مسلسل ترک وطن کر کے، کچھ عرصہ ایران میں رہنے کے بعد کئی صدیوں تک گروہ در گروہ ہندوستان میں وارد ہوتے رہے۔ انکی ایک جماعت نے ایران میں ہی قیام کیا۔ اگرچہ یہ لوگ یورپ، ہندوستان اور دنیا کی مختلف خطوں میں منتشر ہو گئے تھے لیکن بہت سے شواہد یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ ان سب میں دور ہونے کے باوجود گہرے روابط قائم تھے۔

آریوں کا مذہب اور ایران:

اگر ہم ہندوؤں کی مقدس کتاب اور قدیم آریائی تہذیب کی آئینہ دار گوید کا مطالعہ کریں تو ہمیں آریائی تہذیب کے متعلق یہ حقیقت پتہ چلتی ہے کہ آریا بھی ابتدا میں موحد تھے اور انکا مذہب بھی توحید پر استوار تھا۔ بت پرستی یا مظاہر پرستی جیسی کوئی رسم یا نظریہ ان میں نہیں تھا۔ جس دور میں آریا ہندوستان میں داخل ہوئے تھے، تب تک وہ عقیدہ توحید سے محروم ہو چکے تھے اور کئی دیوتاؤں کی پرستش کرنا ہی انکا دین تھا اور ہندوستان کی مقامی قوم کی طرح انکا مذہب بھی آباؤ اجداد اور دیوتاؤں کا پرستش بن چکا تھا۔ اس وقت انکا اہم دیوتا اندر تھا جو تمام روحوں کا سردار تھا۔ البتہ ان کے مذہب میں موجودہ ہندومت کی طرح اتنی پیچیدگیاں نہیں تھیں۔ بلکہ دیوتاؤں کی تعداد کے باوجود یہ ایک سادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب تھا۔

ویدک دیوتاؤں کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ یہ دیوتا دراصل کوئی عظیم الشان ہستی نہیں بلکہ کائنات کے مختلف مظاہر ہی تھے جسے انہوں نے تجسیم دی ہوئی تھی۔ یہ آگ، پانی، چاند، ستارے، سورج، ہوا، بجلی، نباتات، حیوانات سبھی پر مشتمل تھے لیکن بنیادی طور پر اگنی (آگ) اندر (بجلی) اور سوریہ (سورج) کی پرستش کی جاتی تھی۔ البتہ دیگر مذاہب کی طرح ان سب کے پس پردہ ایک واحد اور عظیم روح کا بھی تصور تھا۔ آریائی قوم کے مذہب کو جانچنے کے لئے ہمیں انکے ساتھی ایرانیوں کے ساتھ انکے تعلق کو بھی مدنظر رکھنا پڑیگا۔

ایران سے قدیم زمانے کے بعض کتبے ایسے دریافت ہوئے ہیں جن میں ایرانی بادشاہ کے ساتھ لفظ ''آریہ'' لکھا ہوا ہے مثلاً شاہ گستاشپ۔ اسی طرح ایرانی آریا اور ہندی آریا کے باہم تعلقات کی شہادت چھٹی صدی قبل مسیح کے اس واقعے سے بھی ملتی ہے کہ جب ایران میں زرتشت کو ظہور ہوا تو وہاں کے قدیم مشرکانہ مذہب میں نمایاں تبدیلیاں ہوئیں۔ یہ ہو بہو وہی مذہب تھا جسے ہندی آریا اپنے ساتھ ہندوستان لائے تھے۔ مذہب میں اس تبدیلی کا علم ہندوستان کے آریوں کو ہوا تو انہوں نے اس تبدیلی کے خلاف احتجاج کیا جس پر ایران کے شاہ گستاسپ نے ہندی آریا کے سب سے بڑے عالم سنگراچہ یا سنگرانچہ کو زرتشت سے ملاقات کی دعوت دی تاکہ وہ اپنے شکوک کو رفع کر لے۔ ملاقات کے بعد سنگراچہ زرتشت کا معتقد ہو گیا اور اوستا کا ایک نسخہ لے کر ہندوستان آیا اور یہاں آکر زرتشت مذہب کو پھیلایا۔ سنگراچہ کے ہم عصر ایک اور عالم ویاس جی تھے جسکا ذکر ہمیں مہابھارت میں بھی ملتا ہے۔ انہوں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو زرتشت سے مناظرہ کے لیے بلخ کا سفر اختیار کیا۔ لیکن زرتشت سے مناظرہ کے بعد ویاس جی بھی انکے معتقد ہو گئے اور انکے مذہب کے مبلّغ بن کر ہندوستان واپس آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے ان متفرق اشعار کو جو اس وقت تک عام لوگوں میں منتشر تھے، جمع کیا اور اپنے جدید مسلک کو اس میں شامل کر کے وید مرتب کیا۔ ویاس جی کے متعلق خود ہندوؤں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ وید کے مرتب کرنے والے ہیں۔ چنانچہ دبستانِ مذاہب کے مصنف مختلف حوالوں اور شہادتوں کے ساتھ ہندومت اور زرتشتی مذہب کے تعلق بتاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"جب زرتشتی مذہب ایران میں رواج پایا تو اس وقت ہندوستان میں ایک بڑا دانش مند حکیم تھا۔ جسکا نام سنگرانچہ تھا۔ جسکی جاماسپ نے کئی سال تک شاگردی اختیار کی تھی اور وہ اس پر فخر کرتا تھا۔ جب اس حکیم نے گستاسپ کے کے زرتشت دین قبول کرنے کا حال سنا تو ایک خط لکھا اور اس کے بہترین دین میں داخل ہونے سے مانع ہوا۔ نیز بادشاہ کے حکم سے زرتشت سے مناظرہ کے لیے ایران گیا۔ زرتشت نے اس سے کہا کہ یہ اوستا ہے جسے میں خدا کے پاس سے لایا ہوں، اس میں سے ایک نسک (باب) سن اور اسکے ترجمے کو پڑھ لے۔ پیغمبر کے حکم سے ایک ہوشیار شاگرد نے ایک نسک پڑھا۔ اس نسک میں خدا زرتشت سے فرماتا ہے کہ جب بہترین دین پھیل جائیگا، تو ایک دانشمند شخص جسکا نام سنگرانچہ ہوگا، ہندوستان سے آئیگا اور تجھ سے کچھ سوالات کریگا۔ اس کا سوال یہ ہوگا اور اس کا جواب اس طرح ہے نیز اس ایک نسک میں اس (سنگرانچہ) کا حال اچھی طرح درج تھا اور اسکے ہر سوال کا بہترین جواب موجود تھا۔ ان جوابات کو سن کر وہ زمین پر گر پڑا اور جب ہوش میں آیا تو بہترین دین (زرتشت) میں داخل ہوگیا۔"

(دبستانِ مذاہب۔ صفحہ ۱۱۲۔۱۱۳)

اسکے بعد مصنف ویاس جی کے زرتشتی مذہب قبول کرنے کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"جب سنگرانچہ کے زرتشتی مذہب میں داخل ہونے کی شہرت جہاں میں پھیلی تو ویاس نامی ایک دانشمند ہندوستان سے ایران آیا۔ شہنشاہ کے حکم سے ہر ملک کے حکماء جمع ہوگئے تھے۔ اس وقت ویاس نے پیغمبر خدا سے کہا کہ اے زرتشت! تیرے جوابات اور اسرارِ بیان کرنے کہ وجہ سے سنگرانچہ اور ایک جہان نے تجھے حق سمجھ لیا ہے اور میں نے تیرے بہت سارے معجزات سنے ہیں۔ علم و عمل کے میدان میں میں اپنے ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اور میں امید رکھتا ہوں کہ جو پوشیدہ اسرار بیان میرے دل میں ہیں اور جنہیں میں کبھی صحیفۂ دل سے زبان پر اس لیے نہیں لایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جنات اہرمن کے پجاریوں کو اسکی خبر دیتے ہیں، اگر تو ان سب اسرار کو بیان کردے تو میں تیرے مذہب میں شامل ہوجاؤں گا۔ پیغمبرِ خدا نے کہا: تیرے آنے سے پہلے خدائے پاک نے مجھے آگاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیا ہے۔ پھر ایک سیم ناد (باب) جسے خدا نے نازل کیا تھا، اس کے سامنے پڑھ دی جس میں وہ سب باتیں تھیں جو (ویاس) دل میں رکھتا تھا اور انکے جوابات بھی موجود تھے۔ اسکے بعد ویاس نے خدا کا کلام سنا اور بہترین دین میں داخل ہو کر ہندوستان واپس ہو گیا۔ یہ دو سیم نام جن میں یونان کے حکیم اور ویاس کے جوابات موجود ہیں، ژند میں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ دساتیر کا حصہ ہیں۔ سیم ناد دساتیر (کی زبان) یعنی آسمانی کتاب کی زبان میں سورۃ کو کہتے ہیں۔"

(دبستانِ مذاہب۔ صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴)

دبستان مذاہب کے مصنف کے بیان کردہ اس نظریے کی بہت سے تاریخی شواہد تائید کرتے ہیں۔ پارسیوں (اہل زرتشت) کی دساتیر میں بھی ویاس جی اور زرتشت کی ملاقات کے متعلق بیان ملتا ہے۔ اور پھر ہندومت اور پارسی مذہب میں مماثلت بھی اسی کی نشاندہی کرتی ہے۔ البتہ اس بارے میں مورخین کی مختلف آراء ہیں۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ ہندومت اور پارسی مذہب میں مماثلت محض اتفاقی ہے۔ یہ علماء اپنے مذہب پر کسی دوسرے مذہب کے اثرات رقم ہونے کو نقص سمجھتے ہوئے تاریخ سے بے پرواہ ہو کر آریائی اور ایران میں کسی بھی قسم کی نسبت کا شدید انکار کرتے ہیں۔ البتہ جمہورِ علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایران اور ہندوؤں یعنی آریائی قوم میں طویل عرصے تک رشتہ رہا ہے۔

ہندو دھرم کی مذہبی روایات اور قدیم ایرانیوں کے مذہب زرتشت کی روایات میں بھی اسقدر مماثلت پائی جاتی ہے کہ دونوں کا ماخذ ایک ہونے یا انکے اختلاط میں ہمیں کوئی شک نہیں ہوتا۔ مزید ہمیں کچھ ایسے شواہد بھی ملتے ہیں جس سے اس بات پر ہمارا یقین اور پختہ ہو جاتا ہے۔ ایران سے کئی ایسے کتبے دریافت ہوئے ہیں جن کی زبان ایرانیوں کی قدیم زبانوں میں سے ایک ژند ہے، جو کہ سنسکرت سے ملتی جلتی ہے۔ اسی طرح ادھر ہندوستان میں بھی کچھ مقامات پر ایسے کتبے اور سکے ملے ہیں جس میں ایرانیوں کی قدیم زبان پہلوی سے مشابہ حروف درج ہیں۔

چنانچہ اگر ہم ہندو اور زرتشتی روایات کا جائزہ لیں تو دونوں میں غیر معمولی مماثلت نظر آتی ہے۔ آگ کی پرستش موجودہ پارسی کرتے ہیں اسی طرح وید میں بھی آگ کی پرستش کی تعلیم دی گئی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے اگنی کے نام سے دیوتا مانا گیا۔ زرتشت مذہب کی طرح ویدوں میں بھی سورج کو عظیم دیوتا مانا گیا۔ انکے ہاں دیوتاؤں کی خوشنودی کا ذریعہ یاسنا (قربانی) تھا، جسے ہندو آج بھی یاجنا کہتے ہیں۔ ایرانی مذہب زرتشت کی مقدس کتاب اوستا میں جس مقدس فرشتے کو اریمن کہا گیا ہے، رگوید کے پہلے منڈل میں اسی کو ارمین سے پکارا گیا۔ اوستا میں تری تاسب کو حکیم بتایا گیا ہے اور وید میں شفا دینے والے جس دیوتا کا ذکر ہے اسکا نام تیتریا ہے۔ یکیہ یعنی قربانی کرنے والوں کو اوستا میں اتھروہ اور ویدوں میں اتھرون کہا گیا ہے۔ زرتشتی منابعات میں درج صبح شام ورد کیے جانے والے منتر گاتھا کہلاتے ہیں۔ اسی طرح ہندو روایت میں اس قسم کے منتروں کا گائیتری کہتے ہیں۔ ژند زبان میں ہوم کے معنی آگ جلا کر اسمیں کچھ اشیاء ڈالنا ہے۔ اسی طرح کے عمل کو ہندو ہوَن کہتے ہیں۔ موسم سرما کی آمد پر زرتشت چراغاں اور ہندو دیوالی مناتے ہیں، جس میں دونوں ایک ہی عمل کرتے ہیں یعنی آتشبازی۔ ہندو ہولی مناتے ہیں اور اہل زرتشت ''کوسہ برنشین''۔ ان دونوں میں بھی ایک ہی عمل ہوتا ہے یعنی رنگوں سے کھیلنا۔ قدیم ایران میں برمان (زہاد و علماء)، چترمنی (سپاہی اور بادشاہ کی حفاظت کرنے والے)، سوئم باس (تجارت کرنے والے) اور سود (سب کے خدمتگار) کے نام سے مختلف طبقات پائے جاتے تھے، جو کہ آج ہندوؤں میں برہمن، کشتری اور شودر کے نام سے ہیں اور انکے فرائض بھی بعینہ وہی ہیں۔ بہر حال اس طرح کی مماثلت کثرت سے ہیں جسکا ذکر کرنا یہاں ممکن نہیں۔ M.Witzel نے بھی اپنی کتاب ''ویدک ہندوازم'' میں زرتشت اور ہندومت میں مشابہت کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔ ہم اپنی تحقیق کو پیش نظر رکھیں تو زرتشی مذہب اور ویدوں کے عقائد کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہم لامحالہ اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان دونوں مذاہب کا ماخذ ایک ہی ہے۔ تاریخی شہادتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ہندوستانی آریا اور ایران (یا وسط ایشیائی) آریائی کے آپس کے تعلقات کا کسی بھی صورت انکار نہیں کر سکتے۔ بہر حال ویاس کا ویدوں کو مرتب کرنا اور اس میں زرتشتی اثرات پڑنے کا واقعہ کافی بعد کا ہے۔ فی الحال ہم آریا کی ہندوستان میں آمد اور اس سے ہندوستانی قدیم تہذیب پر مرقوم ہونے والے اثرات کے متعلق بحث کر رہے ہیں اور خیال رہے کہ ہم موجودہ ہندومت کا ماخذ صرف پارسی مذہب کو قرار نہیں دے سکتے۔ بلکہ اس میں ہندوستان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدیم مقامی قوم کا بھی مرکزی کردار ہے۔ جنہوں نے فاتح اقوام کو اپنی تہذیب سے مات دی۔

ویدی عہد:- آریا اور مقامی باشندوں کا اختلاط:

آریوں کا تمدن مکمل طور پر شمال مغرب ہند میں تقریباً پندرہ سو قبل مسیح تک آیا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے پاس اس دور کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے۔ ہندوستان کا قدیم تمدن جس کی گود سے ہندومت نے جنم لیا، دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں شمار کی جاتی ہے۔ لیکن ہم اس کی تاریخ کے بابت حتمی طور پر کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ اگر ہمارے پاس اس دور کی تاریخ مرتب کرنے کا ماخذ ہے تو وہ صرف وید اور مذہبی کتابیں ہیں جو ہندوؤں نے تین ہزار سال کے اپنے بے نظیر تمدن میں تصنیف کیں۔ اسکے علاوہ ہمیں مذہبی عمارتوں سے بھی کچھ مدد ملتی ہے، جن پر قدیم رسم الخط کے ساتھ تصاویر بھی بنی ہوئی ہیں لیکن یہ سب ناکافی ہے۔ کیونکہ وادیٔ سندھ سے برآمد ہونے والے آثار میں بھی درج تحریریں اب تک نہیں پڑھی جا سکی ہیں۔ آریوں کی آمد کے بعد سے ڈیڑھ ہزار برس تک کی تاریخ ہمارے پاس نہیں ہے کیونکہ انہیں فن تاریخ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ تاریخ ہند کے متعلق ڈاکٹر موسیو لیبان فرانسیسی لکھتے ہیں:

> ''قدیم ہند کی کوئی تاریخ ہی نہیں ہے۔ ان (ہندوؤں) کی کتابوں میں کوئی مطلقاً تاریخی واقعات درج نہیں ہے۔ اور نہ ان کی عمارتوں اور یادگاروں سے اس کمی کی تلافی ہوئی ہے۔ کیونکہ پرانی سے پرانی یادگار بمشکل تیسری صدی عیسوی سے ماقبل کی ہے۔ علاوہ چند مذہبی کتابوں کے جن میں بعض تاریخی واقعات کہانیوں اور حکایات کے اندر دفن ہیں۔ قدیم ہند کے حالات معلوم کرنا اسی قدر مشکل ہے جیسا کہ اُس خیالی جزیرہ اٹلانٹس کا۔ جو بقول افلاطون انقلاب اراضی کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔'' (۹)

پنڈت جواہر لال نہرو بھی کچھ ایسی ہی بے بسی کا اظہار اپنی ممتاز تصنیف ''ڈسکوری آف انڈیا'' (تلاشِ ہند) میں کرتے ہیں:

> ''اہلِ چین، یونان اور عربوں کے برعکس قدیم ہندوستان کے لوگ مورّخ نہیں تھے۔ یہ ہماری بڑی بد قسمتی ہے اور اسی نے یہ دشواری پیدا کر دی ہے کہ ہم گزشتہ عہد کے واقعات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانہ یا تاریخ متعین کر سکیں۔ یہ واقعات کچھ اس طرح باہم گتھم گتھا ہو رہے ہیں کہ ان سے عجیب خلفشار پیدا ہو جاتا ہے۔''(۱۰)

ہندوستان کے اس تمدن کے بارے میں مورخین کی تمام تر معلومات کا سرچشمہ آثار قدیمہ سے دریافت شدہ وہ مہریں اور دیگر سامان ہیں جن پر مختلف نقش و تصاویر کندہ ہیں اس سے زیادہ ہمارے پاس بیرونی سہارے یعنی عربوں اور یونانی سیاحوں کے سفرنامے کے سوا صرف وید ہے۔ لیکن وید بھی اس تمدن کے کئی زمانوں بعد مرتب کی گئی اور پھر وید میں جو داستانیں اور بیانات ملتے ہیں وہ بھی شاعرانہ مبالغہ آرائیوں سے پر ہے۔ جسکی وجہ سے اصل حقائق گتھم گتھا ہو چکے ہیں۔ تاہم وید کے مطالعے سے اگر ہم غیر عقلی اور افسانوی باتوں میں سے حقائق ڈھونڈنے کی کوشش کریں تو اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ آریا جب ہندوستان میں داخل ہوئے تو انہیں آرام سے فتح حاصل نہیں ہوئی، بلکہ انہیں مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تھا کیونکہ قدیم ہندوستانی اور آریا قوم میں عداوت قائم تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ رگوید میں داسیوں یا داسوں سے جس طرح نفرت کا اظہار کیا گیا ہے وہ حقیقتاً ہندوستان کے دراوڑ تھے جن سے انہیں سخت گھن تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ آریا اور دراوڑ قوم آپس میں کافی اختلاف رکھتی تھی۔ شکل و صورت کے لحاظ سے آریا گورے اور لمبے تھے جبکہ داس کالے اور پست قد تھے۔ داسی ان علاقوں میں قدیم زمانے سے آباد تھے جن پر آریہ قابض ہونا چاہ رہے تھے۔ کافی عرصے کی مزاحمت کے بعد جب یہ لوگ آریہ سے ہار گئے تو کچھ لوگ فاتحین کے غلام بن گئے جنہیں بعد میں معاشرے میں شودر کہا گیا اور کچھ لوگ جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل گئے جہاں ہم انکی اولادوں کو آج بھی وحشیانہ زندگی گزارتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔

ہندوستان میں ابتدائی دور میں یہ آریہ دریائے سندھ کی زرخیز وادیوں میں رہے۔ اسکے بعد جمنا اور گنگا کی بالائی وادیوں میں پانچ بڑے شہر قائم کیے اور آہستہ آہستہ کارمہاندی، گوداوری اور دکن کے باقی دریاؤں کے کنارے بھی آباد ہو گئے تھے۔ ہندوستان میں ان دو تہذیبوں کا تصادم ہی دراصل ہندو دھرم کی ابتداء تھی۔

فطری طور پر مقامی آبادی کے لیے آریائی تہذیب پر اپنا اثر قائم کرنا انتہائی آسان تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ آریائی اور ہندوستان کی مقامی قوموں کے نظام اخلاق میں کافی یکسانیت تھی۔ اختلاط میں سوائے رنگ ونسل کے اور کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ لہٰذا آریائی قوم دراوڑھ تہذیب کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکے اور یہ تہذیبیں آپس میں اس طرح خلط ملط ہوئیں کہ دونوں میں امتیاز کرنا ممکن ہی نہ رہا۔ آریائی قوم میں اپنی غیر اخلاقی عادات واطوار کے کچھ باقیات موجود تھے جو دراوڑھ نے بھی اپنا لیے تھے۔ اسی طرح آریوں نے بھی قدیم ہندوستانی تہذیب کے ساتھ ہی انکے دیوتا بھی اپنا لیے تھے۔ چنانچہ اب برہما کے ساتھ شیو اور وشنو کی پوجا بھی کی جانے لگی تھی جو دراصل دراوڑھ کے دیوتا تھے۔ اور مقامی باشندوں نے آریائی دیوتا اندر، اگنی اور متر کو بھی معبود تسلیم کرلیا تھا۔

پوجا کے علاوہ اس وقت مقامی لوگوں میں پرستش کے لیے کوئی رسم نہ تھی۔ لہٰذا وہ یگیہ یعنی قربانی کی طرف مائل ہوئے جو کہ آریائی رسم تھی۔ چونکہ اس رسم میں رہنمائی کرنے والے اور اس وقت کے مذہبی قانون، وید بھی آریائی قوم کی گرفت میں تھی۔ چنانچہ انہیں دیگر قوموں پر امتیاز حاصل ہوگیا۔ قربانی کو مذہب میں اہم رسم کے طور پر اپنانے کی وجہ سے مذہب صرف ظاہری رسومات تک محدود ہوتا جا رہا تھا۔ دین ودنیا میں تفریق واقع ہوچکی تھی اور اس تفریق کو مزید تقویت آریا کے اس مذہبی طبقے نے دی جسے برہمن کہا گیا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ یہ لوگ دیوتاؤں کا علم اچھی طرح رکھتے ہیں اور اسکی پرستش اور اسکے غیظ وغضب سے بچنے کے لئے صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں۔ عوام کے نزدیک قربانی کرنے سے ہی انکے تمام معاشرتی ومعاشی مسائل حل ہوسکتے تھے۔ لیکن یہ قربانی احتیاط طلب عمل تھا، برہمنوں نے اسے نہایت ہی پیچیدہ کردیا تھا۔ لوگوں کے نزدیک قربانی کے طریقے میں معمولی سی غلطی اور انحراف انہیں شدید نقصان پہنچا سکتا تھا اور اس رسم کی ادائیگی کی ساری زمام برہمن طبقے نے اپنے ہاتھوں میں کررکھی تھی۔ لہٰذا عوام اس سلسلے میں انکے محتاج بن کررہ گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس رسم کی ادائیگی کے لیے ایک کثیر رقم خرچ ہوتی تھی جسکی وجہ سے اکثر غرباء اس سے محروم رہتے تھے۔ پجاریوں (برہمنوں) کا قربانی کے ذریعے اپنی طاقت بڑھانے اور عوام کو محتاج بنانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ کئی لوگ اس رسم سے محروم ہوگئے۔ لہٰذا بہت سے ایسے لوگ جنہیں مذہب میں روحانیت کے فقدان کا احساس تھا، ان حالات سے بیزار ہوکر جنگل میں گوشہ نشین ہوگئے اور وہاں غور وخوض میں مشغول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔انہوں نے فلسفیانہ غور وفکر کیا اور گیان (معرفت) کے ذریعے نجات کی راہ تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ گوشہ نشینی کی یہی روایت آگے جا کر بدھ مت اور جین مت کا آغاز ثابت ہوئی۔

برہمنا عہد:

ویدی عہد کا آخری دور، یعنی آریوں کے دریائے گنگا اور جمنا میں آباد ہونے کا دور، برہمنا عہد کہلاتا ہے۔ یہ دور ہندوؤں کی مقدس کتاب ویدکی ہی تعلیمات پر مبنی، دینیات کی ان کتابوں سے منسوب ہے جس کا عرصہ ہندوستان میں آریوں کے فتوحات کے بعد یعنی ۱۵۰۰ قبل مسیح سے لیکر ۶۰۰ قبل مسیح تک رہا۔اس عہد تک آریا اور ہندوستان کی مقامی مذہبی روایات آپس میں گڈ مڈ ہو چکی تھیں۔ پارسی مذہب سے زنگ آلود، ویاس جی کی مرتب کردہ ویدا اور اسکی تعلیمات بھی لوگوں نے خوش دلی سے قبول کر لی تھی۔ مذہبی رسومات پیچیدہ ہوتی جارہیں تھیں اور ان پر ایک خاص طبقے (برہمن) کی اجارہ داری قائم ہو گئی تھی جنہوں نے خود کو تمام لوگوں سے افضل اور ممتاز قرار دے دیا تھا۔

عوام برہمن طبقے کی اجارہ داری اور تحریفات کی وجہ سے قدیم مناجاتوں کو بھول گئی تھی۔ سنسکرت زبان کی ترتیب بھی اسی دور میں کی گئی۔ مذہب میں تبدیلیاں ہو رہی تھیں۔عقائد کے اعتبار سے اس دور میں عوام الناس کے ذہنوں کو یونانی فلسفے نے اپنی گرفت میں رکھا ہوا تھا۔فلسفیانہ کتابیں مثلاً ''اپنشد'' بھی اسی دور کا تحفہ ہے جو دراصل اس وقت کے درویشوں کے غور وخوض کا ثمر تھیں۔ جو تارک الدنیا لوگ جنگل میں رہتے تھے، نئے آنے والے لوگ انکی شاگردی اختیار کر لیتے تھے۔ انہی شاگردوں نے اپنے راہب استادوں کی تعلیمات جمع کر کے اپنشد تدوین کی۔ دور جدید کے فلسفیانہ نظام کی طرح اس وقت بھی خدا کو انسان کی ''انا'' بتلایا گیا اور اخلاقی قوانین کو نہایت دقیق طریقے سے سمجھایا گیا۔ بدقسمتی، تکالیف، مصائب اور نچلی ذات میں پیدا ہونے کے بارے میں خدا سے کوئی شکایت کے بجائے، اسکو انصاف پسند ٹھہراتے ہوئے، آواگون اور کرم کا عقیدہ بھی اپنشد میں بڑی شد ومد کے ساتھ بیان کیا گیا۔غور وفکر کی اس رجحان کے سبب کئی مذہبی تحریکیں اس دور میں اٹھیں۔

سیاسی اعتبار سے اس دور میں گزشتہ ادوار کی نسبت بڑی سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں۔ جن میں سے ایک کورؤ بھی تھے۔ مخصوص مہارت حاصل کرنے کے رجحان کے نتیجے میں پیشے موروثی ہو چکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے اور پیشوں کے لحاظ سے طبقاتی نظام رائج ہو چکا تھا۔ مذہبی پیشوا برہمن کہلانے لگے، جنگ کرنے والے اور ملک کے سیاسی معاملات کو سنبھالنے والے چھتری (کشاتریہ) کہلائے اور زراعت و تجارت سے وابستہ لوگ ویش کہلائے۔ مقامی قوم یعنی دراوڑ (داس) شودر کہلائے۔ ابتداء میں اس طبقاتی نظام میں کوئی کٹر پن نہیں تھا بلکہ ان میں باہم رشتے وغیرہ ہوتے رہتے تھے۔ لیکن ہندوستان کی مقامی قوم اور آریوں کے اختلاط سے آریائی مفکرین فکرمند ہو گئے تھے کہ کہیں مقامی سیاہ فام لوگوں سے مل کر اپنی شناخت نہ کھو بیٹھیں۔ چنانچہ انہوں نے اسکے لیے طبقاتی نظام کو مذہبی حیثیت دیدی اور ازروئے قانون ذاتیں آپس میں نہ شادی کر سکتی تھیں اور نہ ہی نہ ایک نشست میں بیٹھ سکتی تھیں۔

گوتم بدھ:

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جین مت اور بدھ مت کی مقدس کتابیں اگرچہ مذہبی ہیں لیکن ان کتابوں میں جو روایات اور حکایتیں محفوظ ہیں، اسکے باعث چھٹی صدی قبل مسیح کے دور کی تاریخ گزشتہ ادوار کی نسبت، قدرے روشن نظر آتی ہے۔ اس دور میں ہمیں سولہ بڑی سلطنتوں کا وجود ملتا ہے۔ جن میں مشہور ترین، مگدھ، ونش، کوشل اور کورو تھے۔ اسکے علاوہ کئی جمہوری یا خودمختار قبیلے بھی تھے۔ یہ سارا سیاسی منظر دریائے سندھ سے لیکر نیپال تک قائم تھا۔

پانچویں سے چھٹی صدی قبل مسیح کا زمانہ تاریخِ مذاہب میں خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی عہد میں چین میں کنفیوشس اپنی تعلیمات عام کر رہے تھے، ایران میں زرتشت کا ظہور ہوا تھا، اور سرزمین ہند میں مہاویر اور نیپال میں گوتم بدھ کا، جس نے بدھ مت کی بنیاد ڈالی۔

گوتم کوئی عام انسان نہیں بلکہ ایک عہد ساز شخصیت تھی۔ مورخین کے مطابق ۵۶۶ سے ۴۸۵ قبل مسیح کے درمیان کسی عرصے میں نیپال میں شاکیہ قبیلے کے قریب انکی ولادت ہوئی۔ خاندانی نام گوتم تھا اور حقیقی نام "سدارتھ" رکھا گیا۔ قدیم روایتوں کے مطابق وہ پورے شاہانہ طریقے سے پرورش پا رہے تھے۔ ہر نعمت میسر تھی، سولہ سال کی عمر میں انکی شادی انکے چچا کی بیٹی یشودھا سے ہوئی۔ جس سے انکی دس سال بعد ایک اولاد ہوئی۔ شاہی گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود انکا دل دنیا سے بالکل اچاٹ تھا۔ فقیروں، درویشوں اور کچھ دوسرے واقعات کے مشاہدہ کر کے وہ جان گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ شاہانہ طرزِ زندگی کبھی انکی روح کی تشنگی نہیں بجھا سکے گی۔ چنانچہ نوجوانی میں ہی وہ اپنا عالیشان گھر، بیوی بچے سبھی کو چھوڑ کر فقیرانہ لباس پہن کر نجات کے حصول کے لیے انجانے سفر پر نکل گئے۔ اپنی روح کی تشفی کے لیے انہوں نے کچھ فلاسفہ سے ہندوستانی فلسفہ بھی سیکھا لیکن پھر بھی دل کو وہ سکون قلب میسر نہیں ہوا جسکے وہ طالب تھے۔ آخر ان سب سے بیزار وہ جنگل میں ایک پیپل کے پیڑ کے نیچے گوشہ نشین ہو گئے اور وہیں اپنی ریاضت و مراقبہ شروع کر دیا۔ اس دوران بہت سے مقامی لوگ انکے مرید بن چکے تھے۔ لیکن ایک طویل عرصے تک گوتم اپنے مراقبے میں رہے۔ تقریباً پینتیس سال کی عمر میں بہت آزمائشوں اور مراقبوں اور ریاضت کے بعد انہیں سکوں مل گیا، جس کے وہ متلاشی تھے۔ بدھ روایت میں اسے نروان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

گیان حاصل کر لینے کے بعد گوتم نے بہت سے ممالک کے سفر کیے اور اپنے مسلک کی تبلیغ کی جس کے نتیجے میں بیشمار لوگ اس کے معتقد بن گئے۔ گوتم کا انتقال اسی برس کی عمر میں، پیروا کے مقام پر، ۴۸۰ ق م میں ہوا۔

اگرچہ گوتم بدھ دنیا کی مشہور ترین مذہبی شخصیتوں میں سے ایک تھے۔ مگر انہوں نے کوئی باقاعدہ کتاب پیش نہیں کی۔ گوتم کے احوال و اقوال اور تعلیمات سبھی انکی وفات کے ڈیڑھ سو سال بعد مرتب ہوئے۔

بدھ مت کی تعلیم کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ نفسانی خواہشات کی فنا سے ہی انسان نجات یعنی نروان حاصل کر سکتا ہے۔ بدھ مت دراصل کوئی نیا مذہب نہیں تھا بلکہ اس وقت کے لوگوں کے لیے ایک اخلاقی نظام تھا۔ یہ ایک ایسا فلسفہ تھا جس نے ہند اور قدیم چین کی مختلف روایات اور عقائد کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ اس کی تعلیمات میں بت پرستی، ذات پات کی تفریق کی ممانعت خاص طور پر قابل ذکر تھی۔ لیکن چونکہ اس میں خدا کا کوئی بالکل واضح تصور نہ تھا، بلکہ ہر ایک کو خود غور و فکر اور مراقبے کی دعوتِ عام تھی۔ لہٰذا اس کو تسلیم کرنے والوں نے بعد میں اپنے سابق دیوتاؤں کو بھی بدھ مت میں شامل کر لیا اور اور بعد ازاں بدھ مت کی باقاعدہ تدوین نے بھی اسے ایک جدا مذہب کی حیثیت دیدی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جین مت:

ہم پڑھ آئے ہیں کہ قدیم ہندو دھرم کی مشرکانہ اور ظواہر پرستانہ روایت کے خلاف اور مکتی (نجات) کے حصول کے لیے کئی مکاتب فکر وجود میں آ گئے تھے۔ بیشتر مکاتب فکر برہمنی مت سے شدید اختلافات رکھتے تھے۔ ان سبھی کا مزاج فلسفیانہ تھا۔ ان میں سے کئی خود ہی دم توڑ گئے اور کچھ موجودہ دور تک پائے جاتے ہیں۔ انہی میں سے ایک مکتب فکر جین مت کا تھا۔

اگرچہ مہاویر اور جین مت کا تعلق آپس میں انتہائی اہم ہے لیکن تاریخی اعتبار سے محققین یہ بات تسلیم کر چکے ہیں کہ جین مت کی تاریخ مہاویر سے پہلے کی ہے۔ جینیوں کے مطابق یہ مسلک ایک ابدی مذہب ہے اور اسکا تعلق ماضی بعید سے ہے۔ اس مذہب کے ہر دور میں مصلحین گزرے ہیں جنہیں تیرتھنکر کہا جاتا ہے۔ اسطرح کل چوبیس تیرتھنکر گزرے ہیں، جن میں سب سے پہلا رامشو اور سب سے آخری یعنی چوبیسواں تیرتھنکر مہاویر وردھمان تھے۔ ہمیں ان تیرتھنکر میں ۲۲ میں سے کسی کے مستند حالات نہیں ملتے۔ البتہ تیئسویں تیرتھنکر پرشوناتھ کے بارے میں معلوم ہے کہ انکا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح کا تھا۔ وہ اپنے زمانے میں جین مت کے مذہبی رہنماء تھے۔

انکے بعد ہندی معاشرے اور مذہب میں رائج ان منفی رجحانات سے بیزار آخری تیرتھنکر وردھمان تھے، جو مہاویر کے نام سے پہچانے گئے۔ مہاویر ۵۴۰ قبل مسیح پٹنہ سے ۲۷ میل شمال سے ویشالی میں ایک کھتری خاندان میں پیدا ہوئے۔ بعض مورخین نے انکا سن پیدائش ۵۹۹ قبل مسیح بھی بتایا ہے۔ انکے والد ''سدھارتھ'' کنداپور کے قبیلے جیاترکا کے سردار تھے۔ انکی والدہ تیرشیلا کا تعلق مگدھ کے حکمران خاندان سے تھا۔ کھتری خاندان سے تعلق کی وجہ سے وہ کافی بہادر اور دلیر تھے۔ انیس برس میں انکی شادی ایشوما سے ہوئی اور ان سے ایک لڑکی ہوئی۔ دس سال تک وہ ازدواجی زندگی گزارتے رہے۔ تیس برس کو پہنچے تو نجات کے حصول کے لیے اپنے شاہی گھرانے کو چھوڑ کر فقیرانہ لباس میں ہجرت کی اور راہبانہ زندگی اختیار کر کے ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ جینی روایات کے مطابق انہوں نے بھی سخت ریاضتیں کیں، اور ترکِ دنیا کی یہ حد اختیار کر لی کہ ستر پوشی بھی انکے نزدیک لازم نہیں ٹھہری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریباً بیالیس برس کی عمر میں انہیں اپنی ریاضت کا ثمر یعنی گیان اور حقیقی معرفت حاصل ہوئی جسے جین مت میں ''کیول جنانا'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ گیان کے حصول کے بعد تیس سال تک وہ اپنی تعلیمات کی تبلیغ کرتے رہے اور کئی ممالک کے سفر کیے۔ بالآخر ستر سال کی عمر میں انکی وفات ہوئی۔ اگرچہ جین مت کی بنیاد انہوں نے نہیں ڈالی لیکن انہوں نے اس مت کو حیات نو بخشی ہے۔ اسی لیے انہیں اس مذہب کا بانی بھی مانا جاتا ہے۔

جین مت کی بنیادی عقائد ''تتوا'' کہلاتے ہے۔ انہیں مندرجہ ذیل سات نکات میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ روح ایک حقیقت ہے۔ (جیوا)

۲۔ غیر ذی روح بھی ایک حقیقت ہے جسکی ایک قسم مادہ ہے۔ (اجیوا)

۳۔ روح میں مادہ کی ملاوٹ ہو جاتی ہے۔ (اسروتتو)

۴۔ روح میں ملاوٹ روح کو مادہ کی قیدی بنا دیتی ہے۔ (بندھ تتو)

۵۔ روح میں مادہ کی ملاوٹ کو روکا جاسکتا ہے۔ (سموا)

۶۔ روح میں موجود پہلے سے مادہ کو زائل کیا جاسکتا ہے۔ (نیرجرا)

۷۔ روح کی مادہ سے مکمل علیحدگی کے بعد موکش حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (موکش)

اعمال کی درستگی کے لیے جینیوں کے نزدیک پانچ بنیادی اصول یہ ہیں:

اہمسہ — یعنی کسی ذی روح کو تکلیف نہ دی جائے۔

ستیام — جھوٹ سے باز رہے۔

استیام — یعنی ناجائز ذرائع چوری، ڈکیتی، وغیرہ سے مال حاصل نہ کیا جائے۔

برہمچاریم — یعنی پاکدامنی سے زندگی بسر کی جائے۔

اپری گواہیہ — کسی چیز کی لالچ سے گریز کیا جائے۔

جین مت نے قدیم مقدس وید کو الہامی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ قربانی کی رسم کو بھی کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ البتہ کرم اور آواگوان کے عقیدے کو انہوں نے بھی تسلیم کیا۔ سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ زور اہمسہ (عدم تشدد) پر دیا گیا۔ یعنی کسی بھی ذی روح کو تکلیف نہ دی جائے۔ یوں تو یہ فلسفہ نہایت اعلیٰ معلوم ہوتا ہے لیکن اسی اہمسہ کے تصور کی وجہ سے جین مت نے زندگی گزارنے میں مشکل کھڑی کردی۔ وہ پانی نہیں ابال سکتے تھے کیونکہ اس سے اس میں موجود جراثیم ہلاک ہو جاتے۔ ہل نہیں چلا سکتے کہ اس سے حشرات الارض کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ مچھر یا مکھی بھی ڈنگ مارے تو بھی کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ جین مت میں شادی بیاہ سے پرہیز کر کے بالکل راہبانہ زندگی کا تقاضا تھا۔ اسی وجہ سے یہ اپنی اصل حالت میں زیادہ قائم نہیں رہ سکا اور نہ ہی دوسرے ممالک میں رائج ہو سکا۔ ہندوستان میں بھی اس وقت اس مسلک کے ماننے والے موجود ہیں۔ وہ اس پر صحیح عمل نہیں کرتے اور نہ ہی انکے لیے یہ ممکن ہے۔

بدھ مت اور جین مت:

گوتم بدھ اور مہاویر نہ صرف ہمعصر تھے بلکہ ان دونوں کی سیرت میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے اور دونوں کے ہی مسلک ہندو دھرم کی خامیوں کو دور کرنے کے لیے رائج ہوئے تھے۔ ان مذاہب نے ابتداء میں ذات پات کی شدید مخالفت کی جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں لوگ ان مذاہب کو قبول کرنے لگے۔ لیکن ان مذاہب کی سب سے بڑی خامی یہ تھی کہ ان میں خدا کے متعلق واضح بیانات نہیں تھے۔ بلکہ محض اخلاقیات اور رہبانیت کا پرچار کرتے تھے۔ جین اور بدھ مت دونوں کو ہی عقیدہ بعد الموت' خدا' اور انسان کے مذہب سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ معاشرے کی اصلاح کے لیے نظری رجحانات کے بجائے یہ ایک عملی فلسفہ تھا، جس کا تعلق انسان کی معاشرتی زندگی سے تھا۔ دونوں مذاہب کسی دیوتا یا خدا کے عقیدت مندی سے دور اور علم و عمل، اعلیٰ خلقی کا حصول کے لیے کوشاں تھے۔ اسی لیے یہ مستحکم عقائد سے محروم تھے، اور اسکے عملی فلسفے بھی کئی خامیوں سے پر تھے۔ ان خامیوں کو پر کرنے اور تصورِ الٰہ کے اس فقدان کو رفع کرنے کے لیے ان مذاہب والوں نے ہندوستان کی مقامی روایت کی پیروی کرتے ہوئے مہاویر اور بدھ کے مجسمے بنائے اور انکی پرستش کی۔

نیپال، چین اور جاپان میں بدھ مذہب وہاں کی سابقہ روایتوں سے مماثلت کے باعث تیزی سے پھیلتا گیا اور اپنی مکمل نشو نما کے بعد یہ مذہب ہندوستان آیا۔ ہندوستان چونکہ اس وقت کئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی بیماریوں کا مرقع بنا ہوا تھا اور یہ مذہب ویدک دھرم کی نسبت بہت سی برائیوں سے پاک تھا، اسکا دروازہ ہر شخص کے لیے کھلا تھا، اس وجہ سے بہت ہی کم عرصے میں برق رفتاری سے یہ مذہب ہندوستان میں پھیل گیا۔ پھر اس مذہب کو ۲۷۳ قبل مسیح میں اشوک بادشاہ کی سرپرستی بھی حاصل ہوئی۔ جس نے اس مذہب کی اشاعت کے لیے کئی مبلغ بھیجے اور ہندوستان کے طول وعرض میں اسکی تعلیمات ستونوں اور کتبوں کے ذریعے عام کیں۔

ہندوستان میں یہ مذہب اپنی امتیازی خصوصیات کے باعث خوب پھیل رہا تھا۔ ایک طرف ہندوؤں کا راہبانہ طرز زندگی اختیار کیا ہوا وہ طبقہ تھا جو اپنشدی (فلسفیانہ) خیالات کا حامل تھا تو دوسری طرف ادنیٰ طبقے کے لوگ خود پر ہونے والے امتیازی رویے اور ظلم وجور سے کراہ رہے تھے۔ ایسے میں بدھ مت ان دونوں کے لیے انکی پریشانیوں کا حل تھا۔ ویدک دھرم کو ماننے والوں کی ایک بڑی تعداد اس میں شامل ہوتی رہی۔ لیکن اس اشاعت کے بدلے بدھ مت کو عظیم قیمت چکانی پڑی۔ ہندوستان جو کہ مختلف قوموں اور مکاتب فکر کا مرکز تھا، اس نے ان نئے مذاہب کے ساتھ بھی عجیب سی مفاہمت کرلی اور بدھ مت اور جین مت اپنی سابقہ تعلیمات سے دور ہونے لگے۔ بدھ اور جین مت نے ہندوستان کے برہمنی مت سے چند باتوں کو چھوڑ کر کافی کچھ مستعار لیا۔ کرم اور آواگوان ان مذاہب میں برہمنی مت کی ہی دین ہے۔ آخر کار یہ دونوں مذاہب ہندوستان کے مقامی مذہب برہمنی مت میں ضم ہوگئے۔ انکی حیثیت اگرچہ ایک جدا فرقے کی باقی تھی لیکن انکی تعلیمات زیادہ تر برہمنی مت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ بدھ مت اگرچہ اپنی اصلی صورت میں ہندوستان نہیں آیا تھا لیکن اس غیر متمدن تہذیب سے شدید متاثر ہوا اور ہندو مت کا ہی حصہ بن کر کفر وشرک کی تاریکیوں میں جا گرا۔

رزمیہ اور غیر ملکی فاتحین کا عہد:

برہمنی عہد کے خاتمے سے لیکر ۴۰۰ عیسوی تک کے دور کو ہم رزمیہ نظموں یا مہابھارت اور رامائن کے زمانے کا نام دیتے ہیں۔ یہ اسی دور کا واقعہ ہے کہ جب مذہبی گروہ برہمنوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ جین مت اور بدھ مت تیزی سے لوگوں میں رواج پا رہا ہے تو انہوں اپنے مذہب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

از سر نو تعمیر شروع کی۔ مذہب کے دائرہ کار کو وسیع کرتے ہوئے مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے امور و مسائل کے جملہ پہلوؤں کے متعلق اپنی عقل کے مطابق قوانین مرتب کیے۔ ویدوں کی تدوین نو کی گئی، بدھ مت کے خلاف کئی ایک کتابیں لکھی گئیں۔ مہابھارت اور رامائن رزمیہ بھی اسی دور میں ترتیب دی گئیں۔ تاکہ عوام کے سامنے دیوتاؤں کے کارنامے خوبصورت انداز میں پیش کیے جاسکیں اور انہیں اپنے قدیم برہمنی مت کی طرف دوبارہ مائل کیا جاسکے۔

برہمنوں نے ہندو دھرم کی نئی تعمیر میں عوام میں مقبول دیوتاؤں کو نظرانداز نہیں کیا۔ وید میں مذکور نچلے درجے کے دیوتا، جن میں شخصیت کے کافی خدوخال موجود تھے، انہیں نمایاں کیا گیا۔ اندر، جو کہ ویدک عہد میں سب سے عظیم دیوتا تھا، اسکی اہمیت بتدریج گھٹتی گئی اور اس جدید ہندو دھرم میں اس کی حیثیت صرف دیوتاؤں کے راجہ کی رہ گئی۔ برہما جو کہ ویدک ادب میں سب سے اعلیٰ اور عظیم ہستی تھی اس دور میں اسکی اہمیت گھٹتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ تری مورتی کے تصور عام ہونے تک اس کی اہمیت صرف تری مورتی میں گنتی تک رہ گئی اور عوام میں شیو اور وشنو ہی مقبول ہوئے اور انہیں دو دیوتاؤں کے نام پر ہندومت کے دو بڑے مسلک وشنومت اور شیومت وجود میں آئے۔ رزمیہ میں اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے متصف جو کردار تراشے گئے تھے انہیں وشنو کا اوتار یعنی اسی کی ایک صورت مانا گیا۔ اسکے علاوہ مزید اوتار بھی بتائے گئے جنکی تعداد دس ہے اور ان میں سے نو اوتار آچکے ہیں اور دسویں کا آنا ابھی باقی ہے۔

نئے دیوتاؤں میں گنیش، دُرگا بھی شامل تھے۔ اس دور میں جس طرح دیوتاؤں کی تعداد بڑھتی جارہی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوتار کا عقیدہ بھی اسی دور میں مقبول ہوا ہوگا۔ دراصل یہ وہ دور تھا جب ہندومت کے جدید عقائد کی بنیادیں کھڑی کی گئیں۔ مظاہر فطرت کو چھوڑ کر بت پرستی کو خاص اہمیت دی گئی۔

۳۰۰ قبل مسیح کے بعد ابتدائی دور میں یونانی فوج کے ساتھ سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اسکی خواہش تھی کہ وہ ہندوستان کو اپنی یونانی سلطنت کے ساتھ ملحق کردے۔ لیکن یہاں کے برہمنوں نے اسکی بھرپور مزاحمت کی۔ جس کی وجہ سے سکندر اپنے تمام عرصے ہندوستان پر قابض ہونے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے جنگ وجدال میں مصروف رہا اور ہندوستان پر مستحکم اقتدار حاصل کیے بغیر ۳۲۵ قبل مسیح کو واپس اپنے وطن لوٹ گیا۔ سکندر کے واپس جانے کے کچھ عرصے بعد ہندوستان میں چندر گپت موریہ کی سلطنت قائم ہوئی۔ اس نے ہندوستان پر ۲۴ سال حکومت کی۔ اسکے بعد چندر گپت کا جانشین بندو رسا ہوا۔ تقریباً ۲۷ سال حکومت کے بعد اسکا انتقال ہو گیا اور اسکے بعد اشوک کی حکومت قائم ہوئی۔ ہمیں اشوک کی نجی زندگی یا سیاسی زندگی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ لیکن اشوک کی سرپرستی میں بدھ مت کو جو پذیرائی حاصل ہوئی اس کا اثر ہندوستان پر کافی نمایاں ہے۔ مورخین کے مطابق اشوک ابتداء میں ایک ظالم حکمراں تھا جس نے اپنی سلطنت کی وسعت کے لئے لاکھوں انسانوں کا قتل کیا تھا۔ لیکن بعد میں اسکی زندگی میں مذہبی انقلاب برپا ہوا۔ اسکا دل بدھ مت کی طرف راغب ہوا اور بالآخر اپنے عہد میں وہ بدھ مت کا عظیم مبلغ بن کر ابھرا۔ اس نے بدھا کے تبرکات محفوظ کرنے کے لئے بیشمار استوپ بنائے۔ بدھ مت کی تبلیغ واشاعت کے لئے کئی مجالس منعقد کروائیں اور ہندوستان کے طول وعرض میں اسکی تعلیمات ستونوں اور کتبوں کے ذریعے عام کیں۔

پہلی صدی عیسوی میں بدھ فن کاروں نے گوتم بدھ کا مجسمہ تیار کیا۔ یہ فن چونکہ قدیم ہندوستان کا ورثہ تھا اس لیے اس سے دیگر فرقے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جین مت کے لوگوں نے بھی اپنے بزرگوں کے مجسمے بنانے شروع کر دیے۔ حالانکہ ویدا اور اپنشد میں بت پرستی کی مذمت تھی۔ لیکن انہوں نے ان تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ اس طرح مجسمہ سازی کا فن اس دور میں ہر طرف عام ہو گیا۔

جدید ہندو دھرم:

۳۰۰ عیسوی سے لیکر ۷۰۰ عیسوی تک کے دور کو ہم جدید ہندو دھرم کے دور یا پرانوں کے دور سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس درمیانی دور میں ہندوستان میں مصوری، مجسمہ سازی، فن تعمیر اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی۔ گزشتہ ادوار کی طرح اس دور کے ہند کی تہذیب کو بھی کئی غیر قوموں کی روایات سے واسطہ پڑا۔ کئی غیر ملکی حملہ آور، اپنی تہذیب کے ساتھ یہاں آئے۔ لیکن اس تہذیب نے تمام نسلوں کے لوگوں کی روایات اور انکے عقائد کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور اس تہذیب پر مختلف اقوام کی گرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعمیمی ہی چلی گئی۔ اس طرح مختلف قوموں کی باہم میل جول اور مذہبی وتمدنی تصادم سے قدیم ہندوستانی تہذیب کا انحطاط اور نئی تہذیب اپنی نشوونما کے لیے تیار کھڑی تھی۔ اشوک کی خدمات کی بدولت بدھ مت عوام میں مقبول ہو چکا تھا۔ جین مت اگرچہ الگ فرقہ تھا لیکن برہمنی مت سے زیادہ دور نہیں تھا اور نہ ہی اس کے اثرات ہندوستانی لوگوں پہ راسخ ہوئے تھے۔ برہمنوں کو سب سے زیادہ خوف بدھ مت سے تھا کیونکہ اس نے ہندوستان میں ایک متاثر کن اور حیثیت حاصل کر لی تھی سارے ہندوستان حتیٰ کہ ایران تک بدمت کی تعلیمات پہنچ چکی تھیں۔ کئی خاندانوں اور سلطنتوں نے عروج پایا اور پھر فنا ہو گئے۔ آخرکار چھٹی صدی عیسوی میں مہرکل تخت نشین ہوا۔ تاریخ میں مہرکل ایک جابر بادشاہ جانا جاتا ہے۔ اس نے بدھ مت کی بیخ کنی کی، پرامن بدھوں پر مظالم کیے، استوپ اور خانقاہیں تباہ کر دیں۔ اور اس طرح کی سفاکانہ کوششوں کے ذریعے وہ بدھ مت کو ہندوستان سے بے دخل کرنا چاہتا تھا۔

آٹھوی صدی ء تک بدھ مت ہندوستان کے چپے چپے میں پھیل چکا تھا۔ لیکن مہرکل بادشاہ، اور (رزمیہ کے عہد کے) بعد شنکرا چاریہ (۸۲۰ء) نے بدھ مت کی بیخ کنی اور اپنے برہمنی مت کو رائج کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے تھے۔ ہندومت کی از سر نو تعمیر اور بدھ کے ماننے والوں پر ظلم وستم کے ذریعے انہوں نے اپنے مذہب کی کھوئی ہوئی ساخت ہندوستان میں دوبارہ قائم کی۔ بدھ مت ہندوستان سے باہر کر دیا گیا لیکن بدھ تہذیب کے جو اثرات ہندو دھرم پر مرتب ہوئے انہیں زائل کرنا کسی کے بس کا کام نہیں تھا۔ اگرچہ اس کی صورت کافی متبدل تھی لیکن مسلمانوں کی آمد تک بدھ مت سندھ میں پایا جاتا تھا۔ کیونکہ ایک عرصے بعد برہمنیت نے بدھ مت کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے اوتاروں میں شامل کر لیا تھا اور برہمنیت اور بدھ مت ایک ہی قسم کے دو مذاہب بن گئے، جو کہ کثرتِ خدا کے تصور کو اپنا حصہ بنا چکے تھے۔

ہندوستانی اقوام کا رابطہ دنیا کی مختلف برادریوں سے ہو چکا تھا۔ ہندوستانی اقوام اپنے وطن سے باہر نکل کر دور دراز علاقوں تک آباد ہو چکی تھی۔ بالخصوص جٹ اور مید قوم ایران سے یمن، بحرین اور عمان تک آباد ہو چکے تھیں۔ اس بات کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ عرب لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصرہ کو ارض الہند اور فرج الہند کے نام سے یاد کرتے تھے۔ انکی زبان اور محاوروں میں بھی عربی اثر زائل ہو چکا تھا۔ اسی طرح تجارت کی غرض سے کئی عرب تاجر بھی یہاں جنوبی ایشیا کے ساحلی علاقوں میں بسیرہ اختیار کر چکے تھے۔ تجارتی وثقافتی تعلقات کے باعث ہندوستان میں ایک عجب گہما گہمی لگی ہوئی تھی۔ ہندوستان میں لوگوں کی آمد ورفت جاری رہتی تھی جو اپنے ساتھ اپنے عقائد ورسوم بھی ساتھ لا رہے تھے۔

ان تمام گہما گہمی کا ایک تاریک پہلو یہاں کا اخلاقی ومعاشرتی نظام تھا۔ مورخین کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ ہندوستان میں چھٹی صدی عیسوی کی تہذیب قدیم تہذیب کے لحاظ سے اخلاقی طور پر نہایت گراوٹ کا شکار تھی۔ جنسی آزادی، بت پرستی، بداعتقادی اور دیگر غیر اخلاقی رجحان اپنے عروج پر تھا اور ویدک دھرم ہر طرح کی برائیوں کا منبع بن چکا تھا۔ مختلف مذاہب کے اختلاط سے ہندو دھرم میں خدا اور مقدس ہستیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ وشنو، شیوا اور براہما کے علاوہ اور کئی دیوتاؤں کا بھی اضافہ ہو گیا، جنکی تعداد کروڑوں تک جا پہنچی۔ ان کے معبودوں میں اشجار ونباتات، پہاڑ، دریا، حیوانات غرضیکہ اپنے سے طاقتور اور فائدہ پہنچانے والی ہر شے کو انہوں نے خدا کا اوتار دیکھ کر، اسے اپنا الٰہ تسلیم کر لیا تھا۔

ذات پات کا نظام شدت اختیار کر چکا تھا، کثرت ازدواج، حتیٰ کہ دس دس بیویاں رکھنا عام بات تھی لیکن بیوہ کے لئے دوسری شادی ممنوع تھی۔ لوگ اپنی بیٹیوں کو مندروں میں ''خدمت'' کے لیے پیش کیا کرتے تھے اور ان عبادت گاہوں میں فحاشی وعریانی کا ایسا تماشہ ہوتا تھا جسے بیان کرنا ممکن نہیں۔ شہوانی جذبات کو ابھارنے والے عناصر اور علامات مذہبی صورت میں عام ہی نہیں بلکہ تقدس کی حامل ہو گئی تھیں۔ شیو کے آلہ تناسل (لنگم) کی پوجا عام ہوتی تھی اور اور بچے، بوڑھے اس میں شریک ہوتے تھے۔ اس قسم کی پرستش سے لوگوں کے اخلاقی اقدار پر کیا اثر ہوتا ہے اس کا قیاس کرنا کچھ مشکل نہیں۔

مسلمانوں کا عہد:

بقول لیبان فرانسیسی کے، ہمیں اسلامی مورخین کا مشکور ہونا چاہیے کہ اس زمانے کی تاریخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی قدر صاف اور واضح ہے جس قدر اس سے پہلے کی تاریخ بالکل تاریک ہے۔ مسلمانوں کے عہد کا آغاز گیارہویں صدی عیسوی سے ہوتا ہے۔

عرب اور ہندوستان کے باہم قدیم تجارتی تعلقات اسلام کی آمد کے بعد بھی قائم تھے۔ عرب اور ایرانی تاجر یہاں تجارت کی غرض سے آتے رہتے تھے۔ مورخین کے مطابق عرب میں حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا بھی اہل ہند کو بخوبی علم تھا۔ جین فرقے کے جوگیوں اور سنیاسیوں کی طرف سے دین اسلام کی تحقیق کے لئے وفد عرب بھیجا گیا تھا۔ مشہور جہاز راں اور سیاح بزرگ بن شہریار اپنی کتاب عجائب الہند میں لکھتے ہیں:

”سرندیپ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو جب رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے ایک سمجھدار آدمی کو مدینہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ آپ کے پاس جا کر آپ کے حالات اور آپ کی دینی دعوت کی تحقیق کرے، مگر اس آدمی کے سامنے کچھ مشکلات آگئیں اور اس وقت مدینہ پہنچا جب رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے تھے، بلکہ حضرت ابوبکرؓ بھی وفات پا چکے تھے، اور حضرت عمرؓ بن خطاب خلافت پر متمکن تھے۔ اس لئے آپ ہی سے رسول ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور آپ نے اس سے شرح وبسط کے ساتھ تمام باتیں بیان کیں۔“ (صفحہ ۱۵۷، طبع لندن۔)

اسلام سے شناسا ہونے کے باوجود ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی قابل ذکر رسوخ نہ تھا۔ یہاں کوئی باقاعدہ اسلامی سلطنت نہیں تھی۔ اس عظیم خطے میں سب سے پہلے اسلام کو نافذ کرنے والا فاتح محمد بن قاسم تھا۔ جس نے سن ۷۱۲ء میں سندھ فتح کیا اور ایک اسلامی ریاست قائم کی۔ یہ ریاست موجودہ پاکستان کے جنوب اور وسط تک محیط تھی جو پہلے بنوامیہ اور بعدازاں بنوعباس کے اقتدار کے تحت قائم رہی۔ یہ باقاعدہ طور پر پہلا موقع تھا جب ہندوستان کو اسلامی اثرات سے واسطہ پڑا۔ اسکے بعد سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملہ کیا اور پنجاب فتح کر کے اپنی سلطنت قائم کی۔ محمد غوری اور پھر مغلیہ دور حکومت سے لیکر ۱۸۵۷ء عیسوی کی جنگ آزادی تک ہندوستان کے وسیع رقبے پر مسلمانوں کی حکومت کسی نہ کسی شکل میں موجود رہی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی آمد کے بعد ہندوستان کے سیاسی، تمدنی اور معاشرتی نظام کے ساتھ ساتھ مذہب پر بھی اسلام کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ جب ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی عداوت ختم ہوئی اور دونوں قومیں ایک دوسرے کے نزدیک آنے لگیں تو دونوں کے مذاہب میں بھی تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ اگرچہ شاہ اسماعیل شہیدؒ، مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ جیسے مسلمان اب بھی موجود تھے، جنہوں نے اسلام کی اصلی روح کو قائم رکھنے کے لیے جدوجہد کیں لیکن اسکے باوجود مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نے ہندوانہ رسوم اپنا لیے تھے۔ اسی طرح اسلام کا مشاہدہ کر کے ہندو پیشواؤں کو بھی یہ احساس ہو چکا تھا کہ انکے مذہب میں اصلاح ناگزیر ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ہندومت میں بہت سے ہادی اور اصلاحی تحریکوں کا ظہور ہوا۔ جنہوں نے ہندومت میں عقیدہ توحید، مساوات اور بت پرستی سے بیزاری کو ثابت کرنا چاہا لیکن سب بری طرح ناکام رہے۔ ڈاکٹر موسیو لیبان فرانسیسی لکھتے ہیں: (۱۱)

"اگرچہ مختلف دور میں مذہبی اصلاح کرنے والوں نے ہندو مذہب میں توحید کو ثابت کرنا چاہا، لیکن یہ کوششیں بالکل بے فائدہ ہیں۔ ہندو کے نزدیک کیا ویدی زمانہ میں اور کیا اس وقت ہر چیز خدا ہے جو کوئی چیز اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ یا جس سے وہ مقابلہ نہ کر سکے، اس کے نزدیک پرستش کے لائق ہے، برہمنوں اور فلسفیوں کی نہ صرف کل کوششیں جو انہوں نے توحید قائم کرنے کے لیے کیں بلکہ وہ کوششیں بھی جو وہ دیوتاؤں کی تعداد گھٹا کر تین پر لانے کے لیے عمل میں لائے محض بیکار اور رائیگاں گئیں۔"

سکھ مت:

ان اصلاح پسندوں اور دیگر مذاہب کے اثرات سے ایسے مکاتب فکر وجود میں آئے جنہوں نے قدیم ویدک مذہب سے اختلاف کیا۔ لیکن ہندو دھرم نے اپنی طبعی روایت قائم رکھتے ہوئے تمام اختلافات قبول کیے اور جین مت، اور جدید بدھ مت جیسے مکاتب فکر جنہوں نے برہمنی مت سے اختلاف کیا، ان مذاہب کو بھی اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ انہی مکاتب میں سے ایک پندرھویں صدی عیسوی مین نمودار ہونے والا فرقہ سکھ مت تھا جو اپنی ابتداء میں دراصل کوئی مذہب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ ایک تحریک تھی۔

اس فرقے کے بانی گرونانک تھے۔ گرونانک کی پیدائش سن ۱۴۶۹ء میں لاہور کے قریب تحصیل شرقپور کے ایک گاؤں تلونڈی (ننکانہ صاحب) میں ہوئی۔ انکا تعلق ایک کھشتری خاندان سے تھا۔ اپنی ذہانت کے سبب انہوں نے محض ۹ برس کی عمر میں عربی، فارسی اور ہندوستان کی دیگر دیسی زبانوں میں مہارت حاصل کرلی تھی۔ بچپن سے ہی انکا مذہبی رجحان بڑھتا جارہا تھا۔ جوانی میں انہوں نے شیخ اسماعیل بخاری، سید علی ہجویری، بابا فرید اور پنجاب کے دیگر مشہور مسلمان صوفیائے کرام سے اپنی روحانی پیاس بجھائی۔ تیس سال کی عمر میں وہ گرو بن گئے اور انکا انتقال ۱۵۳۹ء میں ہوا۔

نانک صاحب اوہام پسندی، ذات پات اور بت پرستی کے شدید مخالف تھے انہوں نے زندگی بھر اپنے شاگردوں، یعنی سکھوں کو عدم تشدد، توحید و مساوات کی ہی تعلیم دی۔ لیکن بعد میں سکھ گروؤں کا جو سلسلہ چلا انہوں نے انکی بتلائی ہوئی تعلیمات سے انحراف کیا اور اپنے ساتھ اپنی جماعت کو بھی نانک کی صحیح تعلیم سے گمراہ کردیا۔ اپنی ابتداء میں یہ مسلک اسلام سے قریب تر تھا اور بہت سے مسلمان نانک کو پکا مسلمان سمجھتے تھے لیکن بعدازاں اس تحریک میں ہندوانہ رنگ نمایاں ہوتا گیا اور یہ مسلک اسلام اور ہندوؤں کے مذہب کا مرکب بن گیا میں ہندوانہ عنصر زیادہ نمایاں رہا۔

سکھ مت میں اگرچہ اسلامی توحید اور مساوات کی تعلیم رائج ہوچکی تھی لیکن ہندوؤں کے عقیدہ نروان بھی اس میں شامل ہوگیا۔ عدم تشدد کا فلسفہ کبھی اس فرقے کی پہچان تھا لیکن پانچویں گرو نے سکھ مت کی اشاعت کے لئے قوت کا استعمال کیا اور اپنے پیروکاروں کی فوج تیار کر کے مغلوں سے باقاعدہ جنگ کی اور سولہ سال کی کوشش کے بعد ایک آزاد حکومت قائم کی۔

موجودہ ہندو دھرم:

آج جب ہم ہندو دھرم کا نام لیتے ہیں تو ہمارے ذہن میں بیک وقت جین مت، بدھ مت، آریائی دھرم، ویدک اور برہمنی مت کا تصور آتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہندو دھرم کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ ہر قوم کی رسوم و عقائد کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگرچہ آج بھی ہندو دھرم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیاد وہی ہزاروں سال پرانی ہے لیکن قبل مسیح کے ہندومت اور آج کے ہندوؤں میں عقائد و روایات کے لحاظ سے کافی فرق ہو چکا ہے۔ ہندومت کے بیشتر غیر مفید اور منفی عناصر اب رفتہ رفتہ ختم ہو رہے ہیں۔ انسانی قربانی کی رسم کو ختم کیا جا چکا ہے اور متوفی شوہر کے ساتھ جل کے مرنے کا رواج ''ستی'' ختم ہونے کو ہے۔ دیہی علاقوں میں اگرچہ ذات پات کو اب بھی اہمیت حاصل ہے مگر ہندوستان بھر میں برہمن نچلے طبقے والوں کے ساتھ شانہ بشانہ چلتے ہیں اور ذات کی تفریق کافی حد تک کم ہو گئی ہے۔ تمدن ہند کے معروف مصنف ڈاکٹر موسیو لیبان فرانسیسی اپنی کتاب Pcychologeg Uisdel Evolution Despeuple Laws میں ہندومت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اگرچہ ان سب کا مذہب ایک ہے، تاہم ان مختلف گروہوں کے عقائد میں ناگریز طور پر اختلاف پایا جاتا ہے، ان میں جو لوگ جو قدیم برہمنی مذہب کے پابند ہیں، ان سب کا اعتقاد یہ ہے کہ ان کے سب سے بڑے معبود وشنو اور شیو ہیں اور انکی مذہبی کتاب وید ہے لیکن در حقیقت ان دونوں معبودوں کا نام ہی باقی رہ گیا ہے، اور وید کی حقیقت چند بے معنی الفاظ سے زیادہ نہیں ہے۔ ان تمام لوگوں کے مقابل میں اور بے شمار مذاہب اور مختلف ذاتوں اور فرقوں کی طرح مختلف عقائد پیدا ہو گئے، ہندوستان میں مذہبی حیثیت سے توحید بھی پائی جاتی ہے، بہت سے معبود بھی پوجے جاتے ہیں، حیوانات، جمادات، آباؤ اجداد، بھوت پریت، غرض کہ تمام دنیا کی پرستش کی جاتی ہے، لیکن اگر ہم وید میں ہندوستان کے حقیقی مذہب کی تحقیقات کرنا چاہیں تو ہم کو ان تمام معبودوں میں سے جو یہاں پوجے جاتے ہیں، اور ان تمام عقائد میں سے جو یہاں کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں صرف معدودے چند کا پتہ چلے گا، اس لحاظ سے گرچہ برہمنی مت اس کتاب مقدس کی عزت کرتا ہے، لیکن اس کتاب نے جس جس مذہب کی تلقین کی ہے، اس کا کوئی جزو محفوظ نہیں ہے۔''

(دوسرا باب، فصل دوم)

ہندومت کے متعلق یہی مصنف تمدن ہند میں لکھتے ہیں: (۱۲)

''ہندو مذہب کی بے انتہا قسمیں ہیں اور ان میں روز بروز تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی مستقل اور قائم نہیں ہے لیکن ہر ایک اپنے آپ کو وید سے مشتق بتاتا ہے۔ ان سب کا مجموعی نام جدید برہمنی مذہب یا ہندو مذہب ہے۔ لیکن انکی اقسام تعداد اسی قدر ہیں جتنے کسی درخت کے پتے۔ ان سب کا رجحان توحید کی طرف ہے۔ اسکے ساتھ ہی ہر ایک میں ہزار دیوتا ہیں اور اکثر پتھر کے بت اور لکڑی کی پتلیاں بھی شامل ہیں۔ ہر ایک میں سے نہایت ہی پر اسرار اور دقیق فلسفہ نکلا ہے اور ہر ایک میں ایسی پوچ اور لچر رسمیں ہیں جن سے شرم آتی ہے۔ اگر ان سب مذاہب کا بیان مجموعی طور پر کیا جاوے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ قدیم برہمنی مذہب کے دیوتا ہیں۔ یہ وہ اجرام سماوی اور قوائے فطرتی ہیں جن کی پرستش وید میں ہے اور جن کو برہمنوں نے علیحدہ علیحدہ خدا بنالیا ہے۔''

یہ ہندومت کی امتیازی خاصیت ہے کہ اس میں صرف مختلف فرقے نہیں بلکہ مختلف نوع کے مذاہب ہیں۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا مذہب ہوگا جس کا کوئی عنصر ہمیں ہندو دھرم میں کسی صورت نہ ملے۔ مختلف اقوام و مذاہب کی آمیزش کے بعد، دور حاضر تک ہندو دھرم مذاہب کا ایک منفرد معجون مرکب بن چکا ہے، جس میں دراوڑھ سے لیکر آریائی دیوتا، یونانی فلسفہ، اور دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح بت پرستی شامل ہوگئی ہے۔ موجودہ ہندومت اور قدیم ہندومت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جس میں بدھ مت، زرتشت اور دیگر اقوام کے نمایاں اثرات ہیں۔ لیکن اس کا احیاء اب بھی جاری ہے کیونکہ یہ ایک لچک دار اور ہر روایت کو جذب کرنے کے قابل مذہب ہے۔ یہ مذہب کسی خاص عقیدے یا شخصیت سے پیوستہ نہیں ہے۔ ماضی میں ہندو دھرم پر کئی تہذیبوں کا حملہ ہوا لیکن اس مت نے سب کو اپنی گود میں سمیٹ لیا اور ایک نام کے اعتبار سے اپنی شناخت نہیں کھوئی۔ دیہی تمدن نے اگرچہ ستی، انسانی قربانی اور دیگر سماجی خرافات کو بڑی شان کے ساتھ قائم رکھا ہوا ہے لیکن شہری تمدن ان تمام برائیوں کو مسترد کر دیا ہے۔ موجودہ ہندو ویدوں کے مطابق راسخ العقیدہ نہیں ہیں لیکن انہیں اپنے دھرم اور اپنی آئیڈیل شخصیات سے اب بھی ویسے ہی عقیدت ہے۔ ذات پات کا نظام اب بھی باقی ہے لیکن اس میں پہلے جیسی سختی نہیں رہی اور نہ ہی سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ مختصراً یہ کہ آرین، بدھ، اور دوسری قوموں کے مذاہب کا جو مرکب آج ہمارے سامنے موجود ہے اور وقت کے ساتھ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جو کچھ تبدیلیاں ہوتی رہینگی اسے ہی ہم ہندومت کہتے ہیں۔

ہندو:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ لفظ ''ہندو'' ایک جغرافیائی اصطلاح ہے چنانچہ ہم وید کے ماننے والوں کو کوئی بھی نام دینے سے قاصر ہیں۔ اگرچہ آریا، برہمن، دھرمک اور دیگر اصطلاحات بھی رائج ہیں لیکن یہ سب کسی مخصوص طبقہ یا جماعت کی نمائندگی کرتی ہیں نہ کہ تمام لوگوں کی۔ لہٰذا ہم اس دھرم اور اس پر عمل کرنے والوں کی ایک منطقی تعریف کرنے سے قاصر ہیں۔ مذہب ہندومت کی طرح اس بات کا تعین بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ہندو کون ہے؟ کیونکہ ہندومت میں کوئی ایسا خاص نظام ہی نہیں ملتا کہ جس سے مذہب میں دخول وخروج کی حدود نظر آئے۔ ہندومت مقررہ عقائد واصول سے محروم ہے جن کو ماننا اس مذہب کے ہر پیرو پر لازمی اور ناگزیر ہو۔ ہندو ہونے کے لیے ہندو گھرانے میں پیدا ہونا ہی کافی سمجھا جا سکتا ہے۔ ایک ہندو اس اعتبار سے بالکل آزاد ہے کہ وہ جو چاہے عقیدہ رکھے، جو چاہے رسم نبھائے۔ وہ لوگ جو کبھی مندر نہیں جاتے، مورتیوں کی پوجا نہیں کرتے، ہم انھیں بھی ہندو کہہ سکتے ہیں اور وہ جو مورتیوں کے سامنے عجز وانکساری کیساتھ جھکتے ہیں، ماتھے پر تلک لگاتے ہیں، وہ بھی ہندو ہیں۔ کوئی بھی شخص ذات پات، ستی، پوجا اور دیگر قواعد وضوابط کے مانے یا انھیں مسترد کردے، ایک خدا کو مانے یا تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو۔ گو ہر وہ شخص ہندو ہے جو خود کو ہندو کہتا ہے۔ بنارس یونیورسٹی کونسل کے ممبر اور سنیئر مسٹر گوند داس کہتے ہیں کہ:

''ہر وہ شخص ہندو ہے جو خود ہندو ہونے کا اقرار کرتا ہے یا یوں کہیئے کہ جو کہتا ہے ''میں ہندو ہوں'' وہ ہندو قرار دیا جا سکتا ہے'' (۱۳)

پنڈت جواہر لال نہرو اپنی سوانح عمری میں لکھتے ہیں:

''ممکن ہے کہ ایک شخص کھلم کھلا خدا کا منکر ہو لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شخص ہندو نہیں رہا۔ جو لوگ ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے وہ چاہے کتنی ہی کوشش کریں ہندومت انکا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا۔ میں برہمن پیدا ہوا تھا اور برہمن ہی سمجھا جاتا ہوں۔ چاہے مذہبی وسماجی رسموں کے متعلق میرے خیالات اور میرے اعمال کچھ ہی کیوں نہ ہو۔'' (۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی خیال کی تائید سوامی شیوانندا بھی کرتے ہیں کہ ہندو دھرم کسی ایک عقیدے کی تلقین یا کسی تصور کی مذمت نہیں کرتا بلکہ ہم خدا کے منکر کو بھی بلا شک ہندو کہہ سکتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"ہندو مت ان لوگوں پر ملامت نہیں کرتا جو خدا کے خالق و مالک ہونے کا انکار کرتے ہیں، یا جو ایک ابدی روح (پرماتما) اور موکش یا حالتِ نجات کو تسلیم نہیں کرتے۔" (۱۵)

مہاتما گاندھی جو کہ ایک معروف ہندو شخصیت ہیں اور ہندوؤں کے نزدیک وہ ایک باعمل اور ہندو دھرم کی صحیح تصویر بھی ہیں۔ وہ خود کو ہندو کہتے ہوئے اپنے عقائد کے متعلق کہتے ہیں:

"میں خود کو سناتنی ہندو کہتا ہوں کیونکہ میں وید، اپنشد، پران اور ان تمام پر یقین رکھتا ہوں جو ہندو منابعات میں شامل ہیں اور اوتاروں اور پنر جنم پر بھی یقین رکھتا ہوں۔" (۱۶)

عصر حاضر میں لفظ "ہندو" جس سے مراد پورے ہندوستان کی مختلف مذاہب، رنگ و نسل کی قوم تھی' اپنی سابقہ تعبیر سے مختلف ہے۔ اسکی جگہ اب "ہندی" یا "ہندوستانی" نے لے لی ہے۔ اب لفظ ہندو سے مراد وہ لوگ ہیں جو عیسائی، مسلمان، پارسی، یہودی کے علاوہ اس مذہب میں سے ہوں جسکا تعلق کسی نہ کسی طرح وید اور آواگوان سے ہو۔ ڈاکٹر گستاولی لیبان فرانسیسی لکھتے ہیں:

"لفظ ہندو (اب) قومیت کے لحاظ سے کچھ معنی نہیں رکھتا۔ ہندوستان میں اس سے مراد وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہو، نہ عیسائی ہو، نہ یہودی اور نہ پارسی اور جو ان چار ذاتوں میں سے جنکو فی الواقع بدھ مذہب نے بھی جائز رکھا کہ کسی ایک ذات میں شامل ہو۔" (۱۷)

عام طور پر تمام مذاہب کا ایک بنیادی اور مرکزی عقیدہ ہوتا ہے مگر ہندو مت ایسے کسی بھی مرکزی عقیدے سے محروم ہے۔ البتہ ہندوؤں کا مذہبی طبقہ، یعنی برہمن، عام ہندوؤں سے سوائے ان چند نکات کے، جسے ہم ذیل میں بیان کرینگے، کسی عقیدے کا اصرار نہیں کرتے۔ جدید ہندو میلان میں تناسخ اور کرم کے عقیدے کو اہمیت حاصل ہے اور جمہور علماء ہنود کرم اور سمسارہ (تناسخ) کو ہی ہندو مت کی بنیاد مانتے ہیں۔ ذیل میں ہم عام ہندوؤں کے لئے مذہبی رہنماؤں کی جانب سے جن نکات پر زور دیا جاتا ہے اسکا مختصر ذکر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ برہمن طبقے کی تعظیم کی جائے۔

۲۔ وید، مہابھارت (بمع بھگود گیتا)، منو دھرم شاستر اور پُران کو اپنے دھرم کی اساس تسلیم کرتے ہوئے ان سے عقیدت رکھی جائے۔

۳۔ ذات پات کی تقسیم کو قبول کیا جائے۔

۴۔ تناسخ کو کسی بھی شکل میں مانا جائے۔

۵۔ گائے کو مقدس مانے۔

مذہبی رہنماؤں کے ان تقاضوں کے باوجود بہت سے ہندو ان نکات کو تسلیم نہیں کرتے، کچھ تعلیم یافتہ تناسخ کو نہیں مانتے، تو کچھ لوگ گائے کے تقدس کو اہمیت نہیں دیتے، کچھ ذات پات کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کچھ مقدس کتابوں پر تنقید کرتے ہوئے ملتے ہیں۔ اس ساری صورتحال کو جاننے کے بعد اہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ہندو دھرم دراصل مذہب اور عقائد کے معاملے میں آزادی کا نام ہے لہٰذا ہندومت کی طرح ہندو کی تعریف کو بھی کسی مذہب یا عقیدے میں قید کرنا اس دھرم کی شان کے منافی ہے۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر خاکہ

اسلام

بنیادی ماخذ	:	قرآن وسنت
دیگر منابعات	:	(حدیث) صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی ودیگر
تاریخ آغاز	:	آغازِ انسانیت
اہم شخصیت	:	حضرت محمد ﷺ
خدا	:	وحدانیت: "اللّٰہ"
اہم عقیدہ	:	توحید ورسالت (جزیاتِ ایمان) (آخرت)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام

اسلام کا لفظ سلم سے نکلا ہے۔اس کے لغوی معنی بچنے،محفوظ رہنے،مصالحت اور امن و سلامتی پانے اور فراہم کرنے کے ہیں۔حدیث نبویؐ میں اس کے لغوی معنی کے لحاظ سے ارشاد ہے:

" اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ منْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ "

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔"

(صحیح بخاری۔کتاب الایمان)

اسی مادہ کے بابِ افعال سے لفظ' اسلم' بنا ہے۔اسلام کی مقدس کتاب قرآن مجید میں بھی یہ الفاظ مختلف صورتوں میں استعمال ہوا ہے، جسکے معنی و مفہوم اطاعت و فرمانبرادی کے ہیں۔ چنانچہ اسلام کی مقدس کتاب قرآن مجید کی سب سے طویل سورت (باب) البقرۃ میں ہے:

" بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ "

"ہاں! جو بھی اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ نیکی کرنے والا ہے تو اس کے لیے اسکا اجر اسکے رب کے پاس ہے۔"

(القرآن مجید۔سورۃ البقرۃ۔آیت ۱۱۲)

اسی سورۃ میں چند آیات بعد فرمانبرداری کے مفہوم کے ساتھ ارشاد ہے:

"اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ"

"جب اسکے رب نے اس سے کہا کہ تو فرمانبردار ہو جا تو اس نے کہا میں فرمانبردار ہو گیا۔"

(القرآن مجید۔سورۃ البقرۃ۔آیت ۱۳۱)

اسکے علاوہ سورۃ الحجرات آیت ۱۴ میں ہے:

"قَالَتِ الْاَ عْرَابُ اٰ مَنَّا. قُلْ لَّمْ تُؤْ مِنُوْ وَ لٰكِنْ قُوْلُوْ
آ اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْ خُلِ الْاِ يْمَا نُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ"

"دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے، کہہ دو نہیں! تم ایمان نہیں لائے ہو۔ ہاں یہ کہو کہ ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے، اور ابھی تک ایمان تو تمہارے قلوب میں داخل نہیں ہوا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ قرآن وحدیث میں یہ لفظ اسلم، سلم، اسلام، اور دیگر جس صورت میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اسکے معنی ومفہوم خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہی ہیں۔ ان تمام لغوی معنوں اور تشریحات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم اسلام کی ایک جامع تعریف کرنا چاہیں تو یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ اسلام سے مراد وہ سلامتی ہے جو خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ذریعے حاصل ہو۔

قرآن مجید میں مذہب کے لیے ''دین'' کی اصطلاح ملتی ہے، لیکن یہ لفظ اپنے دامن میں مذہب سے زیادہ وسیع مفہوم سمیٹے ہوئے ہے۔ دین سے مراد ایسا نظام زندگی (System) ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں عقائد وعبادات، اخلاقی معاشرت، معیشت وسیاسی امور پر محیط ہو۔

اسلام اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ مانا جانے والا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ تقریباً دنیا کی نصف آبادی سے کچھ کم لوگ اس مذہب کے پیروکار ہیں۔ شروع میں اسلام صحرائے عرب میں ہی رہا اور ابتدائی طور پر یہی خیال کیا جاتا رہا کہ یہ مذہب صرف عرب تک ہی محدود رہیگا، لیکن اسلام کے ابتدائی پیروکار مسلمان یعنی صحابہ کرامؓ کی بے پناہ کاوشوں اور پُر اثر تبلیغ کے ذریعے، نہایت ہی قلیل عرصے میں معجزاتی طور پر یہ دین کرۂ ارض کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ اور دنیا کے مختلف رنگ ونسل کے لوگوں کو ایک نظریہ کی گرہ میں باندھ کر ایک قوم کی حیثیت دی۔ لہٰذا مذہب اسلام، ہندومت کی طرح کسی ایک مخصوص خطے تک محدود نہیں، بلکہ ہم اسے ایک عالمگیر مذہب کہہ سکتے ہیں جو دنیا کی ہر زندہ قوم ومعاشرے میں رائج ہے۔

اسکے علاوہ اسلام کو دیگر مذاہب عالم پر اس بات پر بھی فوقیت حاصل ہے کہ اس دین کے پیروؤں نے تاریخ وروایات کی حفاظت کا زبردست اہتمام کیا ہے۔ پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی زندگی کے حالات وواقعات نہایت تفصیل، لیکن صحت کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لائے گئے۔ اس کے علاوہ اسلام کی وہ اہم ترین خصوصیت جو اسے دنیا کے دوسرے مذاہب سے منفرد رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ دین اسلام صرف ایک مذہب یا چند رسوم وعبادات تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جسمیں نظامِ حیات کے تمام امور کے متعلق احکامات ہیں۔ دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح اسلام انسان کے ذہن سے چند عقائد ونظریات کا ہی سودا نہیں کرتا بلکہ انسانی حیات سے وابستہ ہر معاملے میں انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی رہنمائی کرتا ہے۔اس سے بڑھ کر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں اسلام ایک مذہب نہیں بلکہ نظامِ حیات سے متعلق اس قانون اور رہنمائی کا نام ہے جو بیک وقت سیاسی نظام بھی ہے اور معاشی بھی ہے، ثقافتی بھی ہے اور معاشرتی بھی اور قرآنی اصطلاح میں اس دین کا نام ہے جس میں بندہ خود کو خدا کی فرمانبرداری میں وقف کرے۔چنانچہ ہم نے دیکھا کہ لفظ ''اسلام'' کے معنی بھی یہی ہیں کہ بندہ خدا کی اطاعت کرے۔

لیکن ایک بات واضح رہنی چاہیے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ زندگی کے ہر ہر جزوی مسئلہ کا کوئی واضح حکم قرآن و حدیث (اسلامی منابعات) میں موجود ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسلام نے زندگی کے ہر شعبے میں کچھ ایسے اصولی اور بنیادی احکام دے دیے ہیں جن کی روشنی میں اس شعبے کے تمام جزئیات کو متعین کیا جاسکتا ہے۔چاہے وہ پہلو روحانی ہو یا مادّی وجسمانی، سیاسی ہو یا معاشی، عالمی معاملات ہوں یا عائلی پہلوؤں سے کوئی بحث ہو۔اسلام کے احکامات وتعلیمات اس قدر جامع ہیں کہ ہمیں ہر مسلئے میں رہنمائی مل جاتی ہے۔

جب ہم دیگر مذاہبِ عالم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو واضح نظر آتا ہے کہ عصرِ حاضر میں یہ مذاہب صرف خدا پرستی تک محدود ہوگئے ہیں۔یعنی انسان کے اجتماعی اور معاشرتی معاملات میں مذہب کا کوئی دخل نہیں ہے۔موجودہ تہذیب میں ''سیکولرزم'' بھی اسی امر کا مدعی ہے کہ سیاسی معاملہ ہو یا معاشی ومعاشرتی، خدا کے قانون کا اس میں پر کوئی کردار نہیں ہے اور نہ ہی ان معاملات کو طے کرتے ہوئے ہم خدائی قانون کو ترجیح دینگے۔بالفاظِ دیگر مذہب اور خدا کو مسجد، مندر اور چرچ تک ہی محدود رکھا جائے، پارلیمنٹ یا کسی اور سطح پر خدائی احکام کو ملحوظ رکھنا رجعت پسندی ہے۔جبکہ اسلام انسان کی انفرادی زندگی سے، خاندانی اور معاشرتی اور پھر سیاست کو بھی اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے پوری تہذیب وتمدن پر پھیلا ہوا ہے۔اپنی تعلیمات اور رہنمائی کے اعتبار سے اسلام نہ صرف انسان کی نجی زندگی بلکہ عالمی زندگی کے جملہ امور پر بھی حاوی ہے۔خلافت کا تصور بھی اس کی واضح دلیل ہے۔ اسلام کے اس جامع تصور کو ہم کسی بھی اسلامی ریاست یا بالخصوص عرب وایران اور گزشتہ ادوار میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دورِ خلافت میں نمایاں طور پر دیکھ سکتے ہیں۔جس میں مذہب اور اجتماعی زندگی میں ایک مستحکم اور شفاف ربط نظر آتا ہے۔

دراصل قرآن اور حضرت محمدؐ کی زندگی پر مبنی اسلام کا پورا نظام ہی ایسا ہے کہ ہماری مکمل زندگی اسکے زیر اثر رہتی ہے۔کیونکہ اسلام میں اعمال صالحہ صرف عبادات نہیں بلکہ یہ تین حصوں پر منقسم ہیں،اول عبادات یعنی نماز، روزہ، اور اس طرح کے دیگر احکام، دوم معاملات یعنی معاشرتی حقوق اور تمام معاملات، اور آخر میں اخلاقیات یعنی وہ صفات جو انسانیت کا زیور ہے۔

مذہبی لحاظ سے بھی اسلام بے جا عقائد کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اسکا ایک اپنا مخصوص ضابطہ اور نظام ہے۔بنیادی طور پر اسلام کے پانچ ارکان ہیں جسے اسلام کے ستون بھی کہا جاتا ہے۔

اول کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت کو دل اور زبان سے تسلیم کرنا۔دوسرا نماز پڑھنا۔تیسرا زکوٰۃ دینا۔چوتھا ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔اور پانچواں حج کرنا۔پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے:

"اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔"

(صحیح بخاری۔کتاب الایمان)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اسلام کے ان پانچ شعائر کا ذکر کیا جس پر اسلام کی بنیاد ہے۔اگرچہ یہ امور عبادات سے متعلقہ ہیں، لیکن انکا تعلق ایمان و عقائد سے بھی نہایت گہرا ہے۔لہٰذا ان میں سے کسی سے انحراف کرنا اسلامی اصول کے خلاف ہے۔عبادات کی مکمل تفصیل کتاب کے باب نظامِ عبادت میں آئیگی۔عرب کے معروف عالم دین شیخ محمد بن سلیمان تمیمیؒ ارکانِ اسلام کے متعلق قرآن مجید کے حوالوں کے ساتھ لکھتے ہیں۔(۱۸)

شہادت کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ"

"اللہ نے گواہی دی کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں، فرشتوں اور اہلِ علم جو انصاف پر قائم ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بھی (گواہی دی) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غالب ہے خوب حکمت والا۔"

(سورۃ ال عمران۔آیت ۱۸)

اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ لَا اِلٰـهَ (جملہ) اللہ رب العزت کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے انکی نفی کرنے والا ہے۔ اور اِلَّا اللّٰه ثابت کرتا ہے کہ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ ہی کے لیے روا ہے۔ وہ یکتا ہے، جس طرح اسکی حکومت و فرمانروائی میں کوئی شریک نہیں، ٹھیک اسی طرح اسکی عبادت میں بھی کوئی شریک و سہیم نہیں۔ اس (بات) کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمائی ہے۔

" وَاِذْقَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ o اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ o وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ o "

"اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: بلاشبہ میں ان (بتوں) سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ سوائے اس (اللہ) کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ بیشک وہی میری رہنمائی فرمائیگا۔ اور ابراہیم اپنی اولاد میں بھی اسی (کلمۂ توحید) کو ایک باقی رہنے والا کلمہ بنا گئے تاکہ وہ اللہ کی طرف) رجوع کریں۔"

(قرآن مجید۔سورۃ الزخرف۔آیت ۲۶،۲۷،۲۸)

"قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ o "

"آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں ہیں۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دینا کہ اس بات کے گواہ رہو کہ بیشک ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔"

(قرآن مجید۔سورۃ ال عمران۔آیت ۶۴)

نبی کی رسالت کی دلیل: فرمانِ الٰہی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"لَقَدْ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥"

"(اے لوگو) یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آ گیا ہے، اس پر تمہارا تکلیف میں ہونا گراں گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کا بہت آرزو مند ہے، مومنوں پر نہایت شفیق، بہت رحم کرنے والا ہے۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۱۲۸)

یہ گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کا آپ حکم فرمائیں وہ کام کرنا، جس چیز کی خبر دیں اسکی تصدیق کرنا اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جانا اور آپؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اللہ کی عبادت کرنا۔

نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی دلیل، نیز اس ضمن میں توحید کی وضاحت: فرمانِ الٰہی ہے:

"وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ٥"

"اگرچہ انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے لیے بندگی خالص کر کے، یکسو ہو کر، اسکی عبادت کریں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی سیدھی ملت کا دین ہے۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ البینہ۔ آیت ۵)

رمضان کے روزوں کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَه"

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تا کہ تم متقی بن جاؤ۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۸۳)

بیت اللہ کا حج کرنے کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ٥"

"اور اللہ نے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے جو اسکی طرف سفر کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں، اور جس نے انکار کیا تو بیشک اللہ ساری دنیا سے بے پرواہ ہے۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ آل عمران۔ آیت ۹۷)

تاریخ اسلام:

تاریخی لحاظ سے ہم اسلام کو جدید مذہب بھی کہہ سکتے ہیں اور قدیم بھی۔ کیونکہ قرآن کے مطابق دنیا میں جتنے بھی سامی مذاہب ہیں انکی تعلیم ایک ہی تھی۔ اسی تصور کے تحت دیگر سامی مذاہب کے برخلاف اسلام نے اُن تمام سامی روایتوں کے تقدس کو بھی قائم رکھا جو قدیم دور سے عرب اور دنیا کے دیگر خطوں میں پیغمبروں کے تصور کیساتھ رائج تھیں۔ قرآن نے ان تمام مذاہب یہودیت و عیسائیت کو من جانب اللہ تسلیم کرتے ہوئے انکے پیغمبر مثلاً عیسیٰؑ، دانیالؑ، موسیٰ، ابراہیمؑ اور دیگر پیغمبروں کو بھی خدا کا ہی پیغمبر کہا اور ان میں پچیس پیغمبروں کا ذکر بھی کیا۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اسلام کو دینِ ابراہیمی اور گزشتہ پیغمبروں کی تعلیمات کا نچوڑ ہی کہا گیا ہے۔

"شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى"

"مقرر کیا وہی تمہارے لیے دین جسکا حکم کیا نوح کو اور جسکا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جسکا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو۔"

(سورۃ شوریٰ۔ آیت ۱۳)

اسی رو سے مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ روئے زمین کے پہلے انسان آدم کی بعثت سے ہی آغازِ اسلام ہو چکا تھا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسکی حقیقی صورت محو ہوتی رہی اور پھر کسی دوسرے پیغمبر نے صحیح تعلیمات رائج کیں۔ یہ سلسلہ ہزارہا برس یونہی چلتا رہا اور اسلام مختلف شریعتوں کیساتھ بار بار تازہ ہوتا رہا۔ اگرچہ شریعت میں بہت اختلاف ہوتا تھا لیکن حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک تمام انبیاء کرامؑ نے دین اسلام اور اسکی اساس یعنی توحید کی ہی طرف دعوت دی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ."

"تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔"

(القرآن مجید۔سورۃ الانبیاء۔آیت ۲۵)

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے مطابق تمام انبیاء کرام نے لوگوں کو توحید کی ہی دعوت دی۔ انبیاء کرام علیہ السلام کی شریعتوں میں اختلاف کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی مایہ ناز تصنیف "حجتہ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں:

"جب پیغمبر لوگوں میں مبعوث ہوتا ہے تو ہر شے کو اپنی اصلی (خالص) حالت میں پھیر لاتا ہے۔ پہلے مذہب کے شرائع میں خوض کرتا ہے۔ ان میں جو امور شعائر الٰہیہ کے متعلق ہوتے ہیں۔ ان میں شرک کی کسی قسم کی آمیزش نہیں ہوا کرتی یا جو طریقے عبادات اور تدابیر دنیوی کے متعلق اور مذہبی قوانین کے موافق ہوتے ہیں ان سب کو وہ باقی رکھتا ہے اور جو نابود ہو جاتے ہیں انکا مہتم بلشان ہونا بتا دیا جاتا ہے اور ہر شے کے ارکان اور اسباب مقرر کر دیئے جاتے ہیں اور جن جن امور میں تحریف اور سستی ہوا کرتی ہے وہ دور کر دی جاتی ہے اور بیان کر دیا جاتا ہے کہ یہ باتیں مذہب کی نہیں ہیں اور جو احکام اس زمانہ کی مصلحتوں پر مبنی تھے اور اب عادات کے اتلاف سے ان مصلحتوں کا احتمال نہیں رہتا ہے۔ اس واسطے پیغمبر ان احکام کو بدل دیا کرتا ہے شرع میں مقصود اصلی مصلحتیں ہی ہیں جیسے موقع ہوتے ہیں ویسی ہی مصلحتیں ہوتی ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک وقت میں کسی مصلحت کا احتمال ہوا کرتا ہے لیکن دوسرے وقت میں اس مصلحت کا موقع نہیں ہوا کرتا۔" (۱۹)

اس طرح پیغمبر آتے رہے اور شریعت مزید تازہ اور تبدیل ہوتی رہی، لیکن پھر پیغمبروں کا یہ سلسلہ ایک طویل عرصے تک رک گیا۔ حتیٰ کہ اسلام کو قیامت تک قائم رکھنے کیلئے عرب میں محمدﷺ کی بعثت ہوئی۔ جنہوں نے اس کشتہ حال شمع کو ایسا روشن کیا کہ اسلام اب تک صحیح حالت میں قائم ہے۔ چنانچہ اب صرف اسلام ہی اس قابل ہے جو قیامت تک کے لیے انسانوں کی نجات کا راستہ ہے۔

قرآن مجید میں بھی ہمیں ایسا ہی اسلوب نظر آتا ہے کہ یہ کوئی نیا مذہب یا عقائد بیان نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کررہا۔ بلکہ اسی دین کو از سرِ نو تعمیر کرتے ہوئے انھیں صحیح عقائد کی یاددہانی کروارہا ہے جو اہل مذاہب کے جانے پہچانے پیغمبر حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، نوحؑ اور داؤدؑ کا دین تھا۔ اس بات کو تمثیلی انداز میں خود پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا:

''میری اور مجھ سے قبل کے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک نہایت خوبصورت عمارت بنائی مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے دی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے ہیں، عمارت کی بہت تعریف کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ اس خالی جگہ پر اینٹ کیوں نہ لگائی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔''

(صحیح بخاری و مسلم) (۲۰)

یہ محض ایک غلط فہمی ہے کہ اسلام (نوعِ انسانی کا) کوئی نیا مذہب ہے، جسکی ابتداء آج سے چودہ سو سال قبل صحرائے عرب میں ہوئی اور اسکے بانی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اسلام کے بانی نہیں ہیں بلکہ اسلام کے آخری اور حتمی پیغمبر ہیں۔ انکے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اسی لیے انہیں خاتم النبیینؐ بھی کہا گیا ہے۔ قرآن میں ہے:

''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ہ''

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والے ہے۔''

(سورۃ الاحزاب۔۴۰)

قرآن مجید اور اسلامی عقائد کے مطابق حضرت محمد ﷺ تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہیں، ہمیں زندگی کے ہر معاملے میں انہیں کی پیروی کرنی چاہیے۔ چنانچہ ارشاد پاک ہے:

'' لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ہ''

''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہؐ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔''

(القرآن مجید۔ سورۃ الاحزاب۔ آیت ۲۱)

دنیا میں اختلاف ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا لہٰذا کسی بھی مذہب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ماننے والوں میں یہ بات ناممکن ہے کہ سبھی ایک ہی صنف سے تعلق رکھتے ہوں۔ مختلف پیشوں سے اور کاموں سے وابستہ افراد کے باہمی تعاون سے ہی یہ دنیا چل رہی ہے جس میں سپاہی بھی ہے، ڈاکٹر بھی ہے، بادشاہ بھی ہے غلام بھی ہے اور امیر وغریب بھی ہے۔ تاجر بھی ہے اور سوداگر بھی ہے۔ غرضکہ ہر قسم کے لوگ دنیا میں ہیں اور انہی کے وجود سے اس دنیا کا سارا کاروبار چل رہا ہے۔ تاریخ انسانیت میں ہمارے پاس سوائے حضرت محمد ﷺ کے کوئی ایسی نظیر موجود نہیں ہے جسکی سیرت میں نشست و برخاست اور خلوت و جلوت سے لیکر اجتماعی اور بین الاقوامی تک رہنمائی میسر ہو۔ فطری اختلافات کے باعث کسی ایک شخصیت کی تقلید ناممکن نظر آتی ہے۔ ایک سائنسدان کے لیے قابل تقلید ہستی ایڈیسن، آئن اسٹائن، نیوٹن یا اس جیسی دیگر شخصیات ہونگی، اسی طرح ایک فاتح کے لیے سکندر، ہٹلر، محمد بن قاسم اور نپولین جیسی شخصیات ہی قابل تقلید ہونگی، لیکن چونکہ اسلام دنیا کے ہر فرد و ملت کو پیغمبر محمد ﷺ کی اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ جس میں جملہ شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا سیرت محمد ﷺ میں اس قدر جامعیت رکھی گئی ہے کہ ہم چاہیں کسی بھی طبقۂ انسانی سے تعلق رکھتے ہوں، عام شہری ہوں یا کسی ادارے کے سربراہ، عالم وخطیب ہوں یا کوئی سیاسی رہنماء، جنگ کے سپاہی ہوں یا کوئی مبلغ اخلاق، کوئی بھی شعبہ ہو، ہمارے پاس سیرت محمدیؐ میں اس پر صحیح عمل کے لیے درس مل جاتا ہے۔ یہ ایک بہت دلچسپ لیکن طویل موضوع ہے، جس کے لیے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ اسے مزید وضاحت اور دلائل کے ساتھ بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا تفصیل کے لیے علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندوی کی ''سیرت النبی ﷺ'' کا مطالعہ کریں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ: (۲۱)

بقول ڈاکٹر لیبان مذاہب عالم کے بانیان میں حضرت محمد ﷺ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جسکی اصل سوانح ہمیں معلوم ہو۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پیغمبر ﷺ کی ولادت سے لیکر انکی وفات تک ہمارے پاس انکی سیرت کے بارے میں واضح اور مستند تاریخ موجود ہے جنہیں انکے پیروکاروں نے انتہائی احتیاط اور معجزاتی انداز میں محفوظ کیا۔ اسکے علاوہ عرب قوم کی تاریخ دیگر اقوام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نسبت کافی شفاف ہے، جسکی بنیادی وجہ انکی تاریخ سے دلچسپی ہے۔ پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے پیدائش سے قبل کے حالات بھی ہمارے پاس بالکل ٹھوس شواہد کے ساتھ موجود ہیں۔

محمد ﷺ کی بعثت سے قبل عرب کے تقریباً چودہ سو سال قبل سارا عالم بالخصوص حجاز مقدس بے رہنمائی و معاشرتی انحطاط کی شکست وریخت سے دوچار تھا۔ دولت ومقام کے خاطر ایک دوسرے کا گلہ کاٹا جا رہا تھا۔ بربریت، جنگ وجدل، قمار بازی، اور زنا اہلِ عرب کے عام مشاغل تھے۔ ایسے حالات کی حد درجہ صورت تو یہ تھی کہ جھوٹ، دغا بازی، بادہ نوشی، اور نومولود لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا باعثِ افتخار سمجھا جاتا تھا۔ مذہبی معاملے میں بھی اس تاریکی کا نہایت بد درجہ حال تھا' مجوسیت، یہودیت، عیسائیت اور صائبیت کا دور دورہ تھا۔ لیکن ان مذاہب نے جن مکارمِ اخلاق کی تعلیم دی تھی وہ معاشرے میں اوجھل تھیں۔ اہل عرب کا دعویٰ تھا کہ وہ عہدِ قدیم سے رائج دین ابراہیم پر جوں کے توں قائم ہے۔ لیکن توہم پرستی، بت پرستی، دیوتا پرستی اور تقلیدانہ رویہ اپنے شدید عروج پر تھا۔ حالانکہ دین ابراہیم کے کچھ باقیات بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی تعظیم، حج وعمرہ اور قربانی اب بھی ان میں تھیں لیکن یہ بھی طرح طرح کی بدعتوں کا شکار رہی۔

یہ حالت صرف عرب ہی نہیں بلکہ اس وقت دنیا کا ہر خطہ اسی تاریکی گھرا ہوا تھا، ایسی گمبھیر حالات میں ۹ ربیع الاول، ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو عرب کے مشہور شہر مکہ مکرمہ میں حضرت محمد ﷺ کی ولادت ہوئی۔ (۲۲) والد کا انتقال ولادت سے کچھ عرصہ قبل ہی ہو چکا تھا اور والدہ کے آغوشِ محبت میں بھی صرف چھ سال کی عمر تک رہے، والدہ کے انتقال کے بعد حضرت محمد ﷺ اپنے دادا عبد المطلب کے سایۂ شفقت میں رہے لیکن تقریباً دو سال کے ہی عرصے میں انکا بھی انتقال ہو گیا اور آپؐ اپنے چچا ابو طالب کے زیر کفالت رہے۔ حضرت محمدؐ کی غیر معمولی صفات کا ظہور بچپن ہی میں ہو چکا تھا۔ چنانچہ عبد المطلب اور بعد ازاں ابو طالب نے انہیں اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر جانا اور انتہائی عزت واحترام کیساتھ آپکی پرورش ونگہداشت کی۔ پچیس برس کی عمر میں نکاح کے پیغام پر عرب کی معزز تاجر خاتون حضرت خدیجہؓ کے ساتھ آپکا نکاح ہوا۔

اپنے قبیلے، نسب، اور ظاہری صفات کے علاوہ حضرت محمد ﷺ شیریں مزاج، فاضلانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاق اور کریمانہ عادات کے لحاظ سے بھی تمام اہل عرب سے ممتاز تھے۔ صداقت و امانت کا بھی یہ حال تھا کہ اہل مکہ آپکو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔ حضرت محمدؐ باقی بت پرست عرب کے برعکس خدائے اعلیٰ کی عبادت اور غریبوں کی خیرات کرنے میں اپنا وقت گزارتے تھے۔ شروع ہی سے آپؐ عرب کی شکستہ حالت کے متعلق کافی متفکر تھے۔ عرب کی بت پرستی، شرکیہ عقائد اور اخلاق فقدان سے بیزار ہو کر خلوت پسند ہو گئے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ جب تک اہل عرب کو بہترین اور جامع لیڈر شپ مہیا نہیں ہوگی، وہ اسی بربریت کے سائے میں رہیں گے۔ ان حالات میں وہ اپنی زوجہ حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ مکہ سے قریب دو میل دور کوہِ حرا جایا کرتے تھے اور وہیں اطمینان و سکون کیساتھ ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو آپؐ پر آثارِ نبوت نمایاں ہونا شروع ہو گئے آپؐ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح حقیقت میں سامنے آجاتے۔ حتیٰ کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب بھی کسی درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے تو وہ گویا ہو جاتا کہ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ بحرل حال خلوت نشینی اور خاموش زندگی کے تین سال یونہی بیت گئے یہاں تک کہ رمضان مبارک کی وہ عظیم رات آپہنچی جب آپؐ کو نبوت سے فیضیاب ہونا تھا۔ حسب معمول یہ پیغمبرؑ غارِ حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ خدا کے قاصد جبرائیلؑ خدا کی جانب سے وحی لے کر حاضر ہوئے۔ اور گویا ہوئے۔ ''اقراء''۔ (یعنی پڑھ)۔ چونکہ آپ اُمی (ان پڑھ) تھے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھ نہیں سکتا''۔ لیکن روح القدس جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو سینے کے زور سے دبایا اور کہا اقراء! آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا ''مَااَنَا بِقَارِی''۔ یعنی میں پڑھ نہیں سکتا۔ آخر کار تیسری بار حضرت جبرائیلؑ نے قرآن مجید کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی ان ابتدائی آیات سے اسلام کی تعلیمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾''

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے (سب کچھ) پیدا کیا۔ انسان کو منجمد خون سے تخلیق کیا۔ پڑھو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ تمہارا رب بڑا ہی کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو نہ جانتا تھا۔"

(سورہ العلق آیت۔ ۱ تا ۵)

حضرت محمدؐ پر یہ پہلا تجربہ تھا اس لیے وہ اس پہلی وحی الٰہی کے نزول سے کانپ اٹھے تھے اور اسی خوف کے عالم میں اپنی شریکِ حیات حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور تمام واقعہ حضرت خدیجہ کو سنایا۔ حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو ایک عیسائی اور آسمانی صحیفوں کے عالم تھے۔ ورقہ بن نوفل نے تمام ماجرا سن کر انکی نبوت کی تصدیق کی اور انہیں محتاط رہنے کا مشورہ دیا۔

اہل عرب بالخصوص قریش قبیلے کے لیے کوئی بھی الہامی دعوت انکی بازاری کے لیے انتہائی خطرناک ہوسکتی تھی اور وہ اسکی بھرپور مخالفت بھی کرتے، جیسا کہ بعد میں کی۔ اسکے علاوہ حضرت محمدؐ کو خدا کی طرف سے ابھی اعلانیہ تبلیغ کا حکم بھی نہیں ملا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ابتدائی طور پر اپنی مذہبی تبلیغ خفیہ طریقے سے انجام دی جس کے ذریعے حضرت خدیجہؓ، حضرت زید بن حارثؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور کچھ دیگر صحابہ کرامؓ ایمان لے آئے۔ یہ تمام لوگ خفیہ طور پر مسلمان ہوئے تھے اور عبادت بھی چھپ کر ہی کرتے تھے۔ اسکے بعد جب خدا نے وحی کے ذریعے اعلانیہ دعوت و تبلیغ کرنے کا حکم دیا تو قبیلے کی دشمنی سے بلا خوف و خطر حضرت محمدؐ نے لوگوں کو اسلام کی طرف اعلانیہ دعوت دی۔ اور وہی ہوا جسکا اندیشہ تھا کہ قریش آپؐ کے دشمن بن گئے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ لیکن حضرت محمدؐ کے جانثاران اور موجودہ حالت زار سے بیزار لوگوں نے ان ستم ظریفوں کی قطعی پرواہ نہ کی اور اسلام کے زیرِ آغوش آتے رہے۔ پھر جب مسلمانوں کے خلاف مقامی لوگوں کا ظلم و جور اپنے عروج کو پہنچا تو آپؐ نے مسلمانوں کا قافلہ حبشہ کی طرف روانہ کر دیا اور انہیں وہیں آباد ہونے کا حکم دیا۔ انتہائی خطرناک حالت میں بھی خود تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں ہی لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ جسکے نتیجے میں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ قریش اس بارے میں مزید متفکر ہوئے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم مزید بڑھا دیا۔ جب مکہ میں حضرت محمدؐ اور انکے ساتھیوں پر ظلم و ستم کا کوئی پیمانہ نہ رہا تو آپؐ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجرت سے پہلے حج کے زمانے میں حجازِ مقدس آنے والے کچھ لوگوں سے آپؐ کی ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ مسلمانوں کی تبلیغ کے نتیجے میں مدینہ میں اسلام کا چراغ روشن ہو چکا تھا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی مدینہ آمد پر مسلمانوں نے آپؐ کا بھرپور استقبال کیا۔ اس طرح مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ بعد ازاں پھر مسلمانوں اور مخالفین میں معرکہ آرائی ہوئی لیکن خدا نے اس پیغمبرؐ اور اسکے پیروکاروں کا ہی ساتھ دیا اور مختلف حالات کے بعد دس سال کے مدنی عرصے میں اسلام پورے عرب میں پھیل گیا۔

مسلمان:

لفظ مسلمان کے لغوی معنی فرمانبردار ہیں یعنی ''وہ جو اپنی رضا کو خدا کی رضا کے تابع کر دے۔'' البتہ حدود و قیود اور شرائط کے اعتبار سے مسلمان کی تعریف یوں ہے:

ہر وہ شخص مسلمان ہے جو خدا کو ایک اور محمد ﷺ کو آخری نبی مانتا ہو اور ضروریاتِ دین کو جو اجماعِ امت سے ثابت ہیں، تسلیم کرتا ہو اور ان پابندیوں کا زبان سے اقرار کرتا ہو۔

اسلام میں ہر اس شخص کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جو خود کو مسلمان کہے۔ بلکہ اسلام میں دخول و خروج کا ایک مستحکم نظام ہے۔ مسلمان ہونے کیلئے پہلی ضروری شرط کلمہ طیبہ پڑھنا ہے۔ یعنی اسکے پڑھنے کے بعد ہی کوئی شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ میں اسلام کے دو بنیادی تصورات ہیں۔

لَا اِلٰــــــہَ اِلَّا اللّٰہ	مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ
نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے	محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

اسلام کی پہلی شرط کلمہ طیبہ یعنی توحید اور رسالت ہے۔ مالک حقیقی اللہ کو ایک یکتا خدا ماننا اور جناب محمد ﷺ کو اللہ کا رسول ماننا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ خدا کے انکار اور محمد ﷺ کی رسالت سے انکار کرنے والے کو اسلام کافر ٹھہراتا ہے۔ البتہ یہ کلمہ بنیادی شرط ہے اسکے بعد بھی اسلامی شریعت نے قانونی طور پر ایک مسلمان کی بنیادی صفات و شرائط کے ضمن میں کچھ عقائد ذکر کیے ہیں جنہیں تسلیم کر کے کوئی شخص مسلمان قرار پاتا ہے۔ کلمے کے بعد وہ عقائد جنہیں تسلیم کرنا مسلمان کیلئے لازم و ملزوم ہیں ایمانیات کہلاتے ہیں۔ لفظ ایمان کے لغوی معنی ہیں سچا ماننا یا یقین کرنا۔ اسلامی عقائد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق انسان کے تمام اخلاق، نیک اعمال اور بھلائیاں بے قدر و قیمت ہیں جب تک وہ ان امور پر ایمان نہ لے آئے، اور صحیح مسلمان نہ بن جائے، جنکا ذکر "ایمان مفصل" میں یوں ہے۔

"میں ایمان لایا اللہ پر، اور اسکے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر خدا کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔"

اس ایمان کے بنیادی اصول تین ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان، (۲) محمد ﷺ اور انبیاءِ سابقینؑ پر ایمان اور (۳) آخرت پر ایمان۔ اسکے سوا باقی اصول فروع میں سے ہیں۔

قرآن مجید میں بھی اسکا ذکر وضاحت کے ساتھ یوں ہے:

"اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ. كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ."

"رسول اس پر ایمان رکھتے ہیں جو انکے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی، اور مومن بھی۔ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر، اور اسکے فرشتوں پر، اور اسکی کتابوں پر، اور اسکے رسولوں پر۔"

(سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۸۵)

ان آیاتِ طیبات میں جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ عمارت اسلام کے لیے لازمی ستون ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہو تو خود بھلے اسلام کا دعویٰ کرے لیکن ہرگز مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اسلام کے نزدیک ایمان یہ ہے کہ بندہ ایمان کے ان چھ اصولوں کو دل سے مانے اور زبان سے اقرار کرے۔ ان پر یقین رکھنے والے شخص کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ ایمان کے یہ جزئیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱ اللہ پر ایمان

۲ فرشتوں پر ایمان

۳ کتب سماوی پر ایمان

۴ انبیاء کرامؑ پر ایمان

۵ قیامت اور بعث بعد الموت پر ایمان

۶ تقدیر الٰہی پر ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان باللہ:

اس عالم کائنات کو تخلیق کرنے والے خدائے واحد اللہ تعالیٰ کی ذات پر، اُسکے اسماء و صفات پر ایمان لانا اور اس کو حق ماننا، ایمانیات کا سب سے پہلا جز ہے۔ اصولی وفکری اعتبار سے ایمان کی اصل اور اہم حقیقت ''ایمان باللہ'' ہی ہے جو توحید پر قائم ہے۔ دل سے اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنے اور زبان سے اس کا اقرار کرنے کو توحید کہتے ہیں۔ اور اسلام کی بنیاد توحید پر ہے، لہٰذا جب تک انسان جھوٹے اور غیر حقیقی خداؤں کو ترک کر کے ایک صحیح خدا پر ایمان نہ لے آئے مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ اس بات کا دل سے اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور روزی، صحت، عزت، ذلت، بیماری، شفا سب اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ قرآن مجید نے بہت سے مقامات پر اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے۔

''اے ایمان والوں! (ایک) اللہ پر ایمان لاؤ۔'' (سورۃ النساء۔ آیت ۱۳۶)

''تمہارا معبود ایک اللہ ہے۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (سورۃ البقرہ رکوع ۱۹)

اسلام میں خدا تعالی کے تصور اور توحید کے متعلق باب ''تصورِ خدا'' میں تفصیل سے بحث کی جائیگی۔

ملائکہ پر ایمان:

لفظ ملائکہ عربی لفظ ''ملک'' کی جمع ہے جسکے معنی پیغام رساں کے ہیں۔ البتہ اسکے عام معنی فرشتے کے ہیں۔ فرشتوں کے وجود پر یقین کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ یہ خدا کی پیدا کی ہوئی بیشمار مخلوقات میں سے ایک غیبی اور نوری مخلوق ہے جسے انسان نہیں دیکھ سکتے۔ یہ لاجنس مخلوق ہیں جنہیں ہم نہ مرد قرار دے سکتے ہیں نہ عورت۔ وہ خدا کی فرمانبردار مخلوق ہے جو کہ مختلف تصرفات وصلاحیات کی حامل ہے۔ لیکن سب خدا کی مرضی وحکم کے تابع ہیں۔ فرشتے بہت سے کاموں پر معمور ہیں مثلاً بارش برسانا، روح قبض کرنا، لوگوں کے اعمال لکھنا، اعمال صالحہ کے لئے تحریک پیدا کرنا، انبیاء کرام پر وحی لانا، مومنین کی نصرت اور دشمنوں کو تباہ کرنا وغیرہ۔

اسلامی عقیدے کے مطابق ہر بندے کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں اور اسکے اعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ کرتے ہیں۔ انکا نام کرام الکاتبین (دو لکھنے والے باعزت فرشتے) ہے۔ ایک کا کام نیکیاں لکھنا ہے اور دوسرے کا کام برائیوں کو ضبط تحریر میں لانا۔ کچھ فرشتوں کا کام خدا تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا بھی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر فرشتوں کے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جیسے سورۃ الفاطر آیت نمبر ۱ میں ارشاد ہے: "اللہ کے لئے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو کہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا اور دو دو تین تین چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے۔" بحر حال بیشمار فرشتوں میں اپنے کام ومقام کے لحاظ سے چار فرشتے اہمیت کے حامل ہیں:

۱۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ انکا کام انبیاء کرامؑ کے پاس وحی لانا تھا۔

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کے ذمہ بارشوں اور ہواؤں کا نظام ہے۔

۳۔ ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کے ذمہ جاندار مخلوقات کی روحیں قبض کرنا ہے۔

۴۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ قیامت برپا کرنا اور پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے اللہ کے حکم سے صور پھونکنا ہے۔

فرشتوں کا تصور تاریخ مذاہب میں نیا نہیں بلکہ یہودیت اور عیسائیت میں بھی فرشتوں کا تصور موجود ہے۔ کچھ مذاہب میں اس سے ملتا جلتا تصور مقدس ارواح یا دیوتا کے نام سے بھی ہے جسے خدائی درجہ دیا جاتا ہے۔ اسلام سے قبل قدیم اہل عرب بھی فرشتوں کے وجود کے قائل تھے، البتہ وہ انہیں خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

کتب سماوی پر ایمان:

قرآن مجید گزشتہ انبیاء کرامؑ پر نازل ہونے والی کتب وصحائف کا انکار نہیں کرتا بلکہ سابقہ کتب سماوی کے برحق ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن میں ارشاد پاک ہے۔

"ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا (اور) اس (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے، اور تم اس پہلے کے منکر نہ بنو۔" (سورۃ البقرہ۔ آیت ۴۱)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا "اے ایمان والوں! ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔" (سورۃ النساء۔ آیت ۱۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حکم الٰہی کے مطابق کوئی بھی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ سابقہ کتب سماوی پر ایمان نہ لے آئے اور انہیں من جانب اللہ نہ مانے۔ اس رُو سے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ بائبل، انجیل اور زبور کو خدا کی طرف سے مانیں لیکن یہ بھی تسلیم کرنا ضروری ہے کہ یہ کتابیں تحریف شدہ ہیں، اصلی آسمانی کتابیں نہیں۔ لہٰذا اب یہ کتابیں قابل عمل نہیں۔ قرآن مجید نے گزری ہوئی ان تمام کتابوں کے ثمرات و مطالب اور علوم و معارف کو اپنے دامن وسیع میں سمیٹ لیا ہے۔ اب قیامت تک کیلئے صرف قرآن ہی قابل عمل کتاب ہے۔ یہ بات نہایت آسان مثال سے اسطرح سمجھی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں کے مطابق تمام آسمانی کتب اور صحیفے دراصل زمانہ و محل کے لحاظ سے ایک ہی کتابِ ہدایت کے مختلف ایڈیشن ہیں۔ لیکن وہ سب محفوظ نہ رہیں اور ان میں تحریفات کردی گئی ہیں۔ قرآن مجید ان تمام کتب کا حتمی ایڈیشن ہے جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔

ایمان بالرسالت:

ایمان کی شاخوں میں سے ایک اہم شاخ ایمان بالرسالت ہے۔ جب تک کوئی نبی کی رسالت پر ایمان نہ لے آئے خدا پر ایمان کامل نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی پر یقین کرنے کے بعد ہی انسان خدا کو پہچانتا ہے اور ایک مقدس ذات پر ایمان لے آتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی بہت سے مقامات پر پیغمبروں پر ایمان لانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

"اے ایمان والوں! ایمان لاؤ اللہ پر، اور اسکے رسول پر"۔ (سورۃ النساء۔ آیت ۱۳۶)

اسلامی نظریے کے مطابق انبیاء کرامؑ یعنی پیغمبر وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کیلئے دنیا میں مبعوث کیا اور جنکے قلوب پر وحی الٰہی نازل ہوتی تھیں۔ یہ پیغمبر انسانوں میں سے ہی ہوئے ہیں، البتہ وہ اپنے کردار اور صفات کے لحاظ سے دیگر عام لوگوں میں ممتاز اور مثالی ہوتے تھے۔ انکی تعداد صحیح طور پر کسی کو معلوم نہیں البتہ ایک روایت کے مطابق انکی تعداد تین لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ انبیاءؑ کا سلسلہ نسل انسانی کے آغاز سے ہی ہے۔ لیکن زمانۂ قدیم میں مبعوث ہونے والے تمام انبیائے کرامؑ کے نام و تاریخ آج محفوظ نہیں۔ قرآن مجید میں صرف پچیس انبیاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرامؑ کا نام مذکور ہے۔ بہت سے نام ہمیں بائبل سے بھی مل جاتے ہیں تاہم اس بات سے آگاہ کیا گیا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کے نام ہم نہیں جانتے جو کبھی دنیا میں مبعوث کیے گئے تھے۔

"اور ہم نے ہر امّت میں رسول بھیجے۔" (سورۃ النحل۔آیت ۳۶)

"ان (رسولوں) میں بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان ہی نہیں کیا۔" (سورۃ المومن۔آیت ۷۸)

مختلف مذاہب کے انبیاء کرام علیہ السلام کے متعلق اسلام کا یہ اصول منفرد ہے کہ اگر کوئی شخص موحد کامل ہو، اعلیٰ کردار اور اور بلند اخلاقی اقدار پر فائز ہو، لیکن انبیاء کرامؑ میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ ایک مسلمان اپنے عقائد میں اس امر کا پابند ہے کہ وہ رسولوں کے درمیان تفریق سے گریز کرے، انہیں معصوم یعنی گناہوں سے پاک بشر مانے اور تمام پیغمبروں کو برحق مانتے ہوئے جناب رسول اللہ محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرے اور اس بات کا پختہ یقین کرلے کہ اب تا قیامت کوئی نبی نہیں آئیگا' لہٰذا انہیں کی اطاعت کرنا فرض ہے۔

بعث بعد الموت پر ایمان:

اسلامی عقیدے کے مطابق ایک دن یہ تمام کائنات بمع مخلوقات کے فنا ہو جائے گی۔ لیکن اسکے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا۔ وہ میدان محشر میں اپنے اعمال کا حساب دیگا، خیر وشر کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔ نیک لوگوں کو جنت اور بدکاروں کو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ یہ محشر کب برپا ہوگا، اسکے متعلق خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس دن کو یوم الحساب، یوم الدین، یوم آخر اور یوم الجزاء بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے قیامت کے دن پر ایمان لانے پر بہت زور دیا ہے۔ بہت سے مقامات پر اس عقیدہ کی اہمیت جتائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیک کام کیے پس انکے لئے انکے رب کے پاس اجر ہے۔" (سورۃ البقرہ۔آیت ۶۲)

دوسری جگہ ارشاد ہے: "جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے، وہ سیدھے رستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔" (سورۃ المومنون۔آیت ۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمانیات کا یہ جز مختلف خیالات کیساتھ دیگر مذاہب عالم میں بھی رائج ہے۔ یہ عقیدہ انسان کی اخلاقی نگہداشت کیلئے بھی انتہائی ضروری ہے کیونکہ جب انسان کو اس بات کا یقین ہوگا کہ وہ جو کر رہا ہے اسکے لئے ایک روز خدا کے سامنے جوابدہ ہوگا اور اسے اسکے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائیگا تو وہ لازمی طور پر برے کاموں سے اجتناب کریگا اور نیکی کی طرف راغب ہوگا۔ اس کی مزید تفصیل باب ''عقیدہ بعد الموت'' میں آئیگی۔

تقدیر پر ایمان:

تقدیر سے مراد یہ ہے کہ ہر اچھی اور بری چیز کے لئے خدا تعالیٰ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے اور ہر چیز پیدا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ اسی علم اور اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔ تقدیر پر ایمان لانا بھی ایمانیات اسلام کا لازمی جز ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا پختہ یقین ہو جائے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے خدا تعالیٰ کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ اعمال اور انسان کے معاملے میں جمہور علماءِ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ انسان ایسے اعمال پر خود مختار ہے جن پر سزا و جزا دی جائیگی اور انسان افعال اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے، لیکن خدا تعالیٰ کو ازل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کس وقت کونسا شخص کیا عمل کریگا۔

حاصل کلام:

اسلام میں ایمان کے بنیادی اصولوں کو بیک وقت ماننے کا اصرار ہے۔ ان کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور ان اصولوں کو تسلیم کیے بناء کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اپنی معروف تالیف ''تعلیم الاسلام'' میں لکھتے ہیں۔

''جب تک خدا تعالیٰ کی توحید اور پیغمبروں کی پیغمبری اور خدا تعالیٰ کی کتابوں اور خدا تعالیٰ کے فرشتوں اور قیامت کے دن اور تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کو نہ مانے، ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔'' (۲۳)

خارج از اسلام:

جو شخص زبان سے کلمہ پڑھے اور مندرجہ بالا امور پر ایمان لائے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ہی ہے۔ بلکہ دیگر مذاہب کے برعکس اس میں بہت سی پابندیاں اور ایک جائز حدود بھی متعین ہے۔ اسلام کسی شخص پر بلا تحقیق کفر کا فتوی صادر کرنے کی شدید ممانعت کرتا ہے۔ البتہ جسکا کفر واضح ہو جائے اور وہ توبہ نہ کرے تو اسے خارج از اسلام مانا جاتا ہے۔ ایسے کئی امور ہیں جن سے بندہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم تاریخ اسلام میں دیکھتے ہیں کہ بہت فرقے ہیں جنہیں اسلام کے معتبر علمائے وقت نے اسلام سے خارج قرار دیا اور انکی تکفیر کی۔ حسب ذیل قسم کے اعمال سے بندہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

- ☆ ایمان کے بنیادی اصولوں کا انکار کرنا
- ☆ نماز، روزہ، حج وزکوۃ یعنی ارکان اسلام میں سے کسی کا انکار کرنا
- ☆ حضرت محمدؐ کو آخری نبی نہ ماننا
- ☆ محمد ﷺ کی ذات پاک کی توہین کرنا
- ☆ کسی بھی ہستی کو خدائی درجہ دینا
- ☆ کوئی شرکیہ عقیدہ رکھنا مثلاً، اوتار، حلول، تناسخ وغیرہ
- ☆ محمد ﷺ کے ساتھیوں یعنی اصحاب رسولؐ پر لعن طعن کرنا
- ☆ قرآن مجید کو تحریف شدہ ماننا یا اسکی توہین کرنا
- ☆ سنت وحدیث کا انکار کرنا
- ☆ بت پرستی یا کوئی شرکیہ عمل کرنا

ان اعمال کی بناء پر بندہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے البتہ اسکی تکفیر (یعنی کافر قرار دینے) کے لیے کئی شرائط وضوابط اور موانع ہیں جنہیں ملحوظ رکھ کر ہی علماء اسلام کی جانب سے کسی شخص پر کفر کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ (۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ا۔ تعارفِ مذاہب

ا۔ واضح ہو کہ یہاں ہندوستان سے مراد غیر منقسم اور قدیم ہند ہے جس میں سندھ، سری لنکا اور دیگر علاقے بھی شامل ہیں۔

۲۔ Discovery of India پنڈت جواہر لال نہرو۔ صفحہ ۷۴

۳۔ ہندو دھرما: دی یونیورسل وے آف لائف۔ صفحہ ۵۴۔ پجیا سری چندرا سیکھارا یندرا سرسوتی سوامی۔ بھارتیہ ودیا بھاون۔ ممبئی

۴۔ ایضاً

۵۔ Discovery of India صفحہ ۵۳۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔

۶۔ ہندوازم۔ صفحہ ۴۵۔ ڈاکٹر گووند داس گپتا

۷۔ Hindu view of life صفحہ ۳۱

۸۔ All About Hinduism صفحہ ۲۔ ورلڈ وائڈ ویب ایڈیشن۔ ۱۹۹۷

۹۔ تمدن ہند۔ اردو، صفحہ ۱۶۴۔ ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔ مترجم: مولوی سید علی بلگرامی۔ مطبع شمسی آگرہ۔ بھارت

۱۰۔ Discovery of India۔ صفحہ ۷۷۔ پنڈت جواہر لال نہرو

۱۱۔ تمدن ہند۔ اردو، صفحہ ۴۴۰۔ ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔ مترجم: مولوی سید علی بلگرامی۔ مطبع شمسی آگرہ۔ بھارت

۱۲۔ تمدن ہند۔ اردو، صفحہ ۴۴۴۔ ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔ مترجم: مولوی سید علی بلگرامی۔ مطبع شمسی آگرہ۔ بھارت

۱۳۔ ہندوازم۔ صفحہ ۴۹۔ ڈاکٹر گووند داس گپتا۔

۱۴۔ میری کہانی۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۰۲

۱۵۔ All About Hinduism صفحہ ۳۔ ورلڈ وائڈ ویب ایڈیشن۔ ۱۹۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ بحوالہ: ہندومت کیا ہے؟ (انگریزی) باب ۴۔از: مدیران میگزین ہندوازم ٹوڈے۔ بھارت

۱۷۔ تمدن ہند۔اردو، صفحہ ۶۶۔ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔مترجم: مولوی سید علی بلگرامی۔مطبع شمسی آگرہ۔بھارت

۱۸۔ اسلام کیا ہے؟ شیخ محمد بن سلیمان تمیمی۔صفحہ ۲۷ تا ۳۰۔دارالسلام۔(شیخ محمد بن سلیمان تمیمی کی کتاب سے نقل یہ پیرایہ قرآنی آیات کے ترجمے میں معمولی سے تغیر کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔)

۱۹۔ حجتہ اللہ البالغہ۔باب ۷۲۔صفحہ ۲۱۱۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔مترجم مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمدؒ۔مکتبہ رحمانیہ۔لاہور

۲۰۔ ان کتابوں کا مکمل تعارف اگلے باب میں پڑھیئے۔

۲۱۔ حضرت محمد ﷺ کی سوانح کے تمام حوالات یہاں درج کرنا ممکن نہیں۔مصنف نے یہ سوانح علامہ شبلی نعمانیؒ کی "سیرت النبیؐ" سے اخذ کی ہے۔حوالہ جات کے لیے سیرت النبیؐ کا مطالعہ کریں۔

۲۲۔ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش کی تاریخ کے متعلق علمائے اسلام میں اختلافات ہیں۔مشہور ہے کہ انکی ولادت اسلامی ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو ہوئی۔البتہ مستند تحقیق کے مطابق یہ تاریخ ۹ ہے۔

۲۳۔ تعلیم الاسلام: صفحہ۔۵۰، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ۔ناشر مدرسہ ابراہیم الاسلامیہ

۲۴۔ تفصیل کیلئے مطالعہ کریں:۔ایمان اور کفر۔مولانا مفتی شفیع صاحبؒ (ادارۃ المعارف۔کراچی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب اور اسکی مقدس کتابیں

دنیا کے اکثر مذاہب کی اساس اسکا تحریری لٹریچر ہے۔ ہمارے پاس بائبل، انجیل، اور وید کے کچھ نسخے موجود ہیں جن کے متعلق ان کے ماننے والوں کا دعویٰ ہے کہ یہ کتابیں الہامی ہیں۔ کسی بھی مذہبی کتاب کی بابت یہ معلوم کرنا کہ آیا یہ کتاب الہامی یا سچی ہے یا نہیں؟ اس کے معیار کو پرکھ کر بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ کیا صفات ہیں جو کسی کتاب کو الہامی قرار دینے کے لیے لازم وملزوم ہیں، اسکا یقینی طور پر صحیح تعین انسانی عقل وبساط سے باہر ہے۔

سوامی دیانند سرسوتی ستیارتھ پرکاش میں وید کے الہامی کتاب ہونے کے ثبوت میں الہامی کتاب کی خصوصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جس طرح ایشور پاک، تمام علوم کا جاننے والا، بے لوث صفات، فعل اور فطرت رکھنے والا، عادل، رحیم، وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ اسی طرح جس کتاب میں ایشور کی صفات، فعل، اور فطرت کے مطابق بیان ہو وہ ایشور کی بنائی ہوئی ہے کسی اور کی نہیں۔ نیز جس میں سلسلۂ کائنات "پرتیکش" وغیرہ ثبوت صالح اور پاکیزہ منش لوگوں کے چال چلن کے خلاف بیان نہ ہوں ایشور کا کلام ہے۔ جس طرح ایشور کا علم منزّہ من الخطاء ہے اسی طرح جس کتاب میں غلطی سے مبرا علم کا بیان ہو وہ ایشور کا کلام ہے۔" (ستیارتھ پرکاش۔ ساتواں سملاس۔)

سوامی دیانند سرسوتی کے اس اقتباس کو پیش رکھ کے انسان کی عقل اور فطرت کسی کتاب پر یقین کرنے اور اسے الہامی ماننے کے لیے جن صفات کا تعین کرتی ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔ (بالفاظ دیگر ان صفات کی حامل کتاب کو الہامی قرار دیا جاسکتا ہے۔)

- جو ایک اور کامل خدا کی پرستش کی تعلیم دے۔
- جو اپنے کامل اور عالمگیر ہونے کا خود دعویٰ کرے۔
- وہ کتاب جو تعلیمات، فصاحت وبلاغت اور ترتیب میں بے مثل اور انسانی کاوش سے باہر ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- وہ کتاب جو جامع علوم کی حامل ہو۔ سیاسی، سائنسی، معاشرتی، معاشی، غرضکہ زندگی کے تمام شعبے میں مکمل اور صحیح ترین رہنمائی فراہم کرتی ہو۔
- جس میں کوئی بھی بات عقل وفطرت کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ عقل یہ بات ہرگز تسلیم نہیں کرسکتی کہ خدا کی نازل کردہ کتاب میں کسی بھی قسم کی غلطی ہو۔
- جو تواتر کے ساتھ بلا تحریف محفوظ ہو اور خدا کی خالص سچی تعلیمات پر مبنی ہو۔
- جو فضول کلامی اور دیگر فواحشات سے پاک ہو۔
- وہ کتاب جو مصنف، مؤلف، زمانہ، تعداد، اور ہر قسم کے شکوک اور اختلاف سے پاک ہو۔
- جو اعلیٰ اخلاق کی ترجمان ہو اور انسانوں کو محبت، بھائی چارہ اور بلند اخلاقی تعلیمات سے نوازتی ہو۔
- جسکی کی تعلیمات کا انسانی حیات میں نفاذ معاشرے کے لیے سودمند اور قلبی سکون کا باعث ہو۔

وہ کتاب جس میں یہ تمام صفات پائی جاتی ہوں اور انسانی معیار پر مکمل طور پر اترتی ہو، اسے سچا اور الہامی ماننے میں کسی شخص کو تامل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی پھر اسے ٹھکرانے کا کوئی جواز انسان کو حاصل ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ کتاب جو ان صفات کی حامل نہ ہو، یقیناً الہامی قرار نہیں دی جاسکتی۔ اگرچہ وہ تقدس کی حامل ہو لیکن اسے بطور مذہبی صحیفے کے ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ باعقل انسان یہ قطعی گوارہ نہیں کرسکتا کہ وہ اپنے عقائد و اعمال بلکہ اپنی مکمل ذات کو کسی غیر الہامی اور تحریف شدہ کتاب کے حوالے کردے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هندی متونِ مقدسه

ہندو دھرم ایک کثیر ادبی سرمائے کا حامل ہے جو تقریباً ۴۰۰۰ قبل مسیح سے پانچویں صدی عیسوی تک محیط ہے۔ ان میں زیادہ تر سنسکرت زبان میں ہیں، جن میں قدیم آریائی، دراوڑی اور زرتشی رنگ ملتا ہے۔ یہ مذہبی ادبیات ہزاروں سال تک مختلف برہمنوں کے سینہ بسینہ منتقل ہوتی رہیں۔ ہندو مذہبی ادبیات میں بہت سی تصانیف ایسی بھی ہیں جن کے نام تک ہندو نہیں جانتے اور نہ ہی موجودہ دور میں انکے جدید ترجمے دستیاب ہیں۔ ان میں سے اکثر کتابیں اب ناپید ہو چکی ہیں اور صرف چند علماء ہنود ہی ان کتابوں سے اب شناسائی رکھتے ہیں۔ ان غیر مقبول اور ناپید منابعات میں تیرومرئی، تیروو شاگم، سندر مورتی، اور کچھ دیگر کتابیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کوک شاستر' کاماسوتر' تانترہ بھی معروف کتب ہیں جو محبت اور جنس کے موضوع پر ہیں۔ موجودہ ہندومت کے بنیادی ماخذ میں وید، گیتا، منو شاستر، رامائن، مہابھارت، اپنشد اور پران شامل ہیں۔ یہ کتابیں مختلف قسم کے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ یہ سب ہندوؤں کے نزدیک انتہائی مقدس اور مستند ہیں۔

ہندو مذہب کی کتب مقدسہ چھ قسموں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

☆ شروتی

☆ سمرتی

☆ اتہاس

☆ پران

☆ آگم

☆ درشن

البتہ ان چھ حصوں کی بنیاد شرتی اور سمرتی ہے اور تمام منابعات، چاہے وہ اتہاس یعنی تاریخ ہو یا اپنشد سبھی ان میں سے کسی ایک زمرے میں ضرور شمار کی جاتی ہے۔

شروتی سے مراد وہ تحریریں ہیں جو سنی گئی ہیں یا نازل کی گئی ہیں۔ یعنی اس زمرے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کو الہامی مانا جاتا ہے۔اس میں ویدک ادب آتا ہے۔

سمرتی سے مراد وہ تحریریں ہیں جو یاد کی جائیں۔شروتی کے بعد اس کی بہت اہمیت ہے۔ ان کتابوں کو مجموعی طور پر دھرم شاستر بھی کہا جاتا ہے۔یہ کتابیں ہندو دھرم کے قانون، رسوم ورواج، تاریخ اور روایات پر مبنی ہیں اور انتہائی تقدس کی حامل ہیں۔ان سمرتی کتابوں میں منودھرم شاستر، پران، گیتا، رامائن، مہابھارت اور ارتھ شاستر شامل ہیں۔(۱)

وید:

لفظ "وید" "ودیا" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں علم۔البتہ بعض علماء ہنود لغت سے بے پرواہ ہوکر وید کے معنی علم سائنس اور علوم حقہ بھی بتاتے ہیں، لیکن وہ ان معنوں کے متعلق فارسی، عبرانی، یا سنسکرت لغت سے کوئی شہادت پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

دنیا کی قدیم ترین زبان سنسکرت میں وید دنیا کا وہ قدیم ترین مذہبی لٹریچر ہے جو آج بھی بطور مذہبی صحیفہ مقبول ہے۔عام ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہ زمانے کی حدود سے ماوراء اور ازلی ہے لیکن مورخین کے مطابق یہ لٹریچر تقریباً دو ہزار سال میں مختلف رشیوں نے جمع کیا۔ہمارے پاس اسکی تدوین کے بارے میں کوئی مستند تاریخ موجود نہیں ہے تاہم یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کی قدامت آریا قوم کا ہندوستان وارد ہونے سے پہلے کی ہے۔ہندوستان آمد کے بعد بھی آریوں کی اس وید میں اضافہ ہوتا رہا چنانچہ ہمیں ویدوں میں آریوں کے قدیم وطن کے دریاؤں کے علاوہ ہندوستانی دریاؤں مثلاً گنگا، سرسوتی وغیرہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔بحر حال یہ بات یقینی ہے کہ ۹۰۰ قبل مسیح تک وید مکمل ہو گئے تھے۔

وید کتنے ہیں؟

وید کی قدیم تعداد میں ہندو علماء کا شدید اختلاف ہے۔وید کے ہی ایک حصے اپنشد کے ادھیائے ۴: کھنڈ ۱۷: منتر ۲ اور مقدس فقہی کتاب منودھرم شاستر ادھیائے ۱: اشلوک ۲۳ کے مطابق وید تین ہیں۔پتنجلی کی مہابھاشیہ کے مطابق وید ۱۱۳۱ تھے اور اور کچھ علماء کا کہنا ہے کہ وید پانچ ہیں۔ان تضادات میں وشنو پران کی یہ شہادت حقیقت اور عقلِ سلیم سے نزدیک تر ہے کہ وید ابتداء میں ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی تھا جس میں ایک لاکھ منتر تھے پھر اسکو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر مختلف ادوار میں اسکی ترتیب وتدوین ہوتی رہی۔ چنانچہ جناب منشی سورج نارائن مہر اپنی اپنشد کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"روایت یہ ہے کہ وید ایک تھا، ویاس جی مہاراج نے اُسے چار حصوں میں منقسم کر کے اپنے چار شاگردوں کو پڑھایا۔ ان شاگردوں کے اور (مزید) شاگرد ہوئے اور اُنکے اور۔ اس طرح شاخیں پھیلتی چلی گئیں۔" (۲)

وہ کونسی گمراہی تھی جسے دور کرنے کے لیے وید، گیتا، مہابھارت، اور دیگر کتبِ مقدسہ کا نزول ہوا؟ وید مقدس جن حضرات پر نازل ہوئیں تھیں انکا چال چلن کیسا تھا؟ انکی قومیت، نسبیت کیا تھی؟ اس بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وید دنیا کا قدیم ترین مذہبی مجموعہ ہے جو آج بھی ہمارے سامنے ہے۔ اگرچہ اس میں کئی تبدیلیاں ہوگئی ہیں لیکن اس کا تقدس سینکڑوں صدیاں گزرنے کے باوجود اب تک قائم ہے۔

وید کی موجودہ مسلمہ چار کتابیں ہیں۔ بلترتیب درجہ رگوید، اتھروید، سام وید اور یجر وید۔ باوجود تضادات واختلافات کہ یہ چاروں وید انتہائی مستند مانی جاتی ہے کیونکہ ہندو دھرم کی بنیاد انہی وید پر ہے۔ ان چاروں ویدوں میں سب سے اہم اور مستند رگوید ہے۔

ویدں کے رشی:

ویدوں کے لکھنے والے شاعر "رشی" کہلاتے ہیں۔ رشی کے معنی ہیں منتر دیکھنے والا۔ دیکھنے سے ہندوؤں کا مراد الہام یا دل میں دیکھنا ہے۔ رشی منتر کا متکلم ہوتا ہے جو اپنی شاعری میں دیوتا سے کلام کرتا ہے۔

سوامی ویویک آنند، پرمانند صاحب اور جمہور علماء ہنود کا خیال ہے کہ وید مختلف زمانوں میں مختلف شاعروں نے تصنیف کیے۔ قدیم روحانی شخصیتوں نے اپنے اعلیٰ روحانی مقامات کی بناء پر ان سچائیوں کو سن لیا تھا اور پھر انہی نے اسے الفاظوں کا جامہ پہنایا۔ ان رشیوں میں آریائی، برہمنی اور قدیم ہندوستان کے دیگر مکاتبِ فکر کے لوگ شامل ہیں۔

وید کے مطالعے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مختلف لوگوں کی زبان سے جاری ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے سنسکرت اشعار کا مجموعہ ہے۔اس میں کسی ایک فرد کا قصہ یا اسکی باتیں نہیں ہیں بلکہ بہت سے لوگ ہیں۔لیکن یہ شعراءصرف روحانی شخصیات (برہمن، رشی) ہی نہیں بلکہ ہر طبقے کے لوگ تھے۔یہ رشی کون تھے، کیسے تھے؟ اور انکا دین ومذہب کیا تھا؟ یہ سب باتیں تاریخ میں معمہ بنی ہوئی ہیں۔ہمیں انکے کردار، سیرت اور انکے حالات کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ان میں مرد، عورت، بچے، بوڑھے، بزرگ، شرابی بھی شامل ہیں۔مثلاً رگوید منڈل ۸، سوکت ۱۹، منتر ۳۶ کا رشی سوبھری کنو ہے اور اپنے منتر میں لکھتا ہے کہ ''پروکتس کے بیٹے ترس وسیو راجہ نے مجھ رشی کو سوا ستوندی کے تیرتھ پر پچاس رانیاں دیں۔'' اسی طرح رگوید منڈل ۱۰، سوکت ۵۸ کی رشی ایک عورت ''سوریا ساوتری'' ہے جو اپنے منتر میں اپنی شادی کا حال لکھتی ہیں۔رگوید منڈل ۱۰ کا رشی نشے یا کسی حالت غیر میں معلوم ہوتا ہے۔سوم رس (شراب) پی کر وہ یہ منتر کہتا ہے:

''گائے جیتنے کیلئے، جنگی گھوڑے جیتنے کیلئے کیا میں نے سوم رس نہیں پی رکھا؟ میں سوم رس پی کر بہت اونچائی پر جا چکا ہوں، میں ہوا کی طرح آسمان میں اڑ رہا ہوں کیا میں نے سوم رس نہیں پی رکھا؟ میں نے سوم رس پی کر توانائی حاصل کر لی ہے' اب میں گھوڑے کی طرح ہوا میں چھلانگ بھر رہا ہوں جسے بالکل ہلکے پھلکے رتھ میں جوتا گیا ہو۔

میں نے یہ مقدس آواز سن لی ہے جیسے ایک بچھڑا اپنی ماں گائے کو آواز کو سن لیتا ہے' کیا میں نے سوم رس نہیں پی رکھا؟ جیسے صانع رتھ کو موڑتا ہے، ایسے ہی میرے گھوما ہوا دل ان اشعار کو گھمارہا ہے۔کیا میں نے سوم رس نہیں پی رکھا؟'' (رگوید۔منڈل ۱۰۔سوکت ۱۱۹۔منتر ۱ تا ۷)

اسی طرح یہ رشی آگے بھی اپنی باتیں بیان کرتا رہتا ہے کہ زمین وآسمان میرے ایک ہاتھ کے برابر ہے، میں آسمان سے بھی بہت زیادہ بڑا ہوں۔وغیرہ

دلچسپ بات یہ ہے کہ ان رشیوں میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ مختلف اشیاء، دریا حتیٰ کہ جانور بھی ملتے ہیں۔مثلاً رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۶۵ منتر ۱ کا رشی ایک کبوتر ہے۔منڈل ۱۰ سوکت ۹۴ کا رشی ارہد نامی سانپ ہے جو کدور نام کے شخص کا بیٹا ہے۔منڈل ۸ سوکت ۶۸ منتر ۵ کے رشی مچھلیاں ہیں جو جال پھنسی اپنا حال بیان کرتی ہیں۔اتھروید کانڈ ۴ سوکت ۶ منتر ۱ کا رشی نیل کنٹھ ہے۔اسکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ اور کئی منتر ہیں جنکے رشی (شاعر) انسان نہیں ہیں۔ (۳)

اب تک ہم نے جو حقیقت بیان کی ہے اس کے قائل یورپی علماء کے علاوہ پرمانند صاحب، مہاتما تلک، سوامی ہری پرشاد، سوامی ویویک آنند اور انکے معتقدین بھی ہیں۔ انکے مطابق وید سینکڑوں رشیوں کا کلام ہے اور خدا نے اپنا کلام انکی زبان پر جاری کیے۔ البتہ ہندوؤں کے بعض گروہ (۴) ایسے بھی ہیں جو وید کو ہزاروں رشیوں کا کلام نہیں مانتے۔ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ وید چار رشی اگنی، وایو، آدِتیہ اور انگرہ کو الہام ہوئے۔ (۵) اور رشی منتر کو تخلیق کرنے والے نہیں بلکہ اسکے معنی بیان کرنے والے ہیں۔ چنانچہ سوامی دیانند نے اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں لکھا:

''جس جس منتر کے معنی کا علم جس جس رشی کو ہوا اور پہلے ہی ہوا، جس سے بیشتر اُس منتر کے معنی کسی نے ظاہر نہیں کیے تھے، نیز اس نے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا۔ اس توضیع کے لئے آج تک اُس اُس منتر کے ساتھ رشی کا نام بطور یادگار کے لکھا جاتا ہے۔ جو شخص رشیوں کو منتروں کا مصنف بتلا دے اس کو غلط سمجھنا چاہیے۔ وہ تو منتروں کے معنی کو ظاہر کرنے والے ہیں۔''

(ساتواں سملاس)

آریا سماج والے اس عقیدے تصدیق شتپتھ برہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیاء ۵ کے اقتباس بھی کرتے ہیں، لیکن ان میں اتھروید کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

رگوید:

آریوں کی تصنیف کردہ قدیم رگوید کو باقی ویدوں پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ تمام ویدوں سے قدیم اور مستند ہے، اور ہندوستانی تہذیب کا تاریخی مواد بھی یہی وید ہے اور بقیہ سارے وید اسی سے ہی ماخوذ ہے۔ رگوید میں ہمیں زرتشت مذہب کی تعلیمات کا رنگ بھی ملتا ہے۔ اس میں صرف آریوں کا حصہ نہیں بلکہ اس میں ہندوستان کے کئی مقامی شعراء نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہے۔ اسکے منظوم ہونے کا دور کے متعلق صحیح معلومات حاصل نہیں۔ پروفیسر میکس مولر کی تحقیق کے مطابق تقریباً ہزار سال قبل رگوید تصنیف ہوئی۔ البتہ اس بارے میں کوئی حتمی رائے دینا ناممکن ہے۔

چونکہ یہ وید بنیادی طور پر آریوں کی تصنیف کردہ ہے جنہوں نے مذہب میں نظم و مناجات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اہم مقام دے رکھا تھا، لہٰذا یہ وید مکمل طور پر نظم و مناجات پر ہی مشتمل ہے۔ البیرونی کے مطابق رگوید کو رگ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ایسے وزن میں ہے جسے رگ کہا جاتا ہے اور جس کے ارکان غیر مساوی ہیں۔ یہ اشعار آریائی قوم کے مذہبی رسوم کی ادائیگی کے موقع پر پڑھے جاتے تھے۔ اس وید میں تقریباً ۱۰ ہزار منتر ہیں جو ۱۰۲۸ مناجات (سوکت) اور دس حلقوں (منڈلوں) میں منقسم ہیں۔ ہندوؤں کے نزدیک یہ تمام وید الہامی ہیں۔ رگوید میں ہمیں کئی مظاہر فطرت کی حمد و توصیف ملتی ہے۔ کہیں سمندر کو پکارا گیا ہے تو کہیں پہاڑوں کو۔ کہیں آگ کی پرستش کی تعلیم ہے اور اسے پکارا گیا ہے تو کہیں پانی کو۔ اس منتر میں پانی سے مخاطب ہو کر رشی کہتا ہے:

"اے پانی! تو ہمیں زندگی عطا کرتا ہے' تو وہ ذریعہ ہے جو ہمارے جسم کے اندر طاقت پیدا کرتا ہے' تیری موجودگی زندگی کی خوشی کا سبب ہے۔ اے پانی! ہم تجھے خوشی سے پیتے ہیں جیسے شیر خوار بچے اپنے ماں کا دودھ پیتے ہیں۔ ہم تجھے پی کر تجھ سے محبت کرتے ہیں۔

"اے پانی! تو ہمارا ہتھیار ہے جو ہمیں بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ تیری ہی وجہ سے ہم سورج کو برسوں تک طلوع ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ مجھ سے تمام گناہوں اور خطاؤں کو دور کر دے جس نے میری زندگی کو برا بنا رکھا ہے۔ مجھے کینہ اور بغض سے پاک کر دے تاکہ میں وعدوں کی وفا کر سکوں۔"

(رگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۹)

اگرچہ شواہد سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ رگوید ویدک دور یعنی ۱۷۰۰ سے ۱۱۰۰ قبل مسیح تک کے دور میں تصنیف ہوئے لیکن اس دور کے بعد بھی یقینی طور پر بہت سے مصنفین نے اس میں بہت سے منتروں کا اضافہ کیا ہے جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ چنانچہ گوند داس گپتا لکھتے ہیں۔

"رگوید کے منتر نہ تو کسی ایک شخص کی تصنیف ہیں نہ کسی ایک زمانے کی۔ یہ منتر غالباً مختلف زمانوں میں مختلف مصنفین نے تصنیف کیے اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ان میں سے بعض منتر آریوں نے ہندوستان میں آنے سے قبل تصنیف کیے ہوں۔ یہ تمام منتر سینہ بسینہ چلے آتے تھے اور ہر زمانے کے شعراء اس میں رفتہ رفتہ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ غالباً جب یہ مجموعہ بہت ضخیم ہو گیا تو اسے موجودہ شکل میں مدون کر دیا گیا۔" (ہندوازم صفحہ ۱۵)

اسی تحریف کا نتیجہ ہے کہ آج رگوید کے بہت سے منتر ہندو علماء کے نزدیک مشتبہ ہیں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی منتر کو ٹھکراتا ہے تو کوئی اسے رگوید کا جز مانتا ہے۔ رگوید کے منتروں کی ابتدائی تعداد ۱۰۰۰ تھی، لیکن مختلف مصنفین اس میں منتروں کا اضافہ کرتے گئے لہٰذا آج مختلف نسخوں میں منتروں کی تعداد میں شدید اختلاف ہے جو اس کے تحریف شدہ قرار پانے کے لیے کافی ہے۔

☆ انوواک انوکرمنی کے مطابق رگوید کے منتروں کی تعداد ۱۰۵۸۰ ہے۔

☆ پنڈت دیانند کے مطابق ۱۰۵۸۹۔

☆ سائن اچاریہ کے مطابق تقریباً ۱۰۰۰۰

☆ پنڈت شیوشنکر آریہ کے مطابق ۱۰۴۰۲

☆ پنڈت جگن ناتھ کے مطابق ۱۰۴۵۲

☆ ستیہ ورت شاستری ۱۰۴۴۲

اتھروید:

چھ ہزار منتروں پر مشتمل اس وید اپنی نوعیت میں مختلف ہے۔ اس وید میں زیادہ تر جادو ٹونا وغیرہ کی ہی تعلیمات ہیں۔ ایک ہزار سے زائد منتر رگوید سے ہی ماخوذ ہے البتہ ایک کثیر حصہ نثر پر بھی مشتمل ہے۔ دیگر ویدوں کے مقابلے اس کی اہمیت کم اور اکثر ہندو علماء اسے ویدوں سے خارج قرار دیتے ہیں۔

رگوید کی طرح یہ وید بھی تحریفات سے پر ہے۔ بلکہ پنڈت ویدک منی صاحب کے الفاظ میں "حقیقت میں جس قدر بری حالت اس اتھروید کی ہوئی اتنی اور کسی وید کی نہیں ہوئی۔ سائن اچاریہ کے بعد بھی کئی سوکت اس میں ملا دیے گئے۔" (وید سروسو صفحہ ۹۷)

سوامی دیانند رگوید آدی بھاشیہ بھومکا ہندی کے صفحہ ۸۶۰ پر لکھتے ہیں کہ اتھروید کا پہلا منتر اوم شنو دیوی ہے۔ لیکھرام کلیاتِ آریا مسافر اور مہا بھاشیہ کی مصنف کے مطابق بھی پہلا منتر اوم شنو دیوی ہے۔ لیکن موجودہ وید پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منتر چھبیسواں ہے۔ یعنی پہلے پچیس منتر بعد میں ملائے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سام وید:

تیسرا وید سام وید ہے۔لفظ سام سنسکرت لفظ Saman سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی موسیقی کہ ہیں۔اگرچہ سام وید بھی رگوید کی طرح قدیم مانا جاتا ہے لیکن اسکی کوئی تاریخی حیثیت نہیں۔ اس وید میں محض گیت اور بھجن ہیں۔۷۵ منتروں کے علاوہ تمام منتر معمولی فرق کے ساتھ رگوید سے ہی ماخوذ ہے۔

اگر ہم سام وید میں تحریف کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اجمیر میں آریوں کا شائع کردہ نسخہ سب نسخوں سے مختلف ہے۔ان کے مطبوعہ سام وید میں مہانا منی سوکت کے ۱۰ منتر اور ارنیک ادھیاء کے ۵۵ منتر علماء سلف کے نزدیک وید کا جز نہیں اسے وید میں بعد میں ملایا گیا ہے۔اسی طرح تقریباً ہر مطبوعہ سام وید کے منتروں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

☆ اجمیر میں آریوں کا شائع کردہ سام وید میں منتروں کی تعداد ۱۸۳۴ ہے۔

☆ جیوانند ودیا کے مطبوعہ سام وید میں منتروں کی تعداد ۱۸۰۸ ہے۔

☆ پنڈت سات ولیکر کے نزدیک منتروں کی تعداد ۷۰ ہے۔

☆ سوامی ہری پرشاد کے شائع کردہ سام وید میں ۶۵ منتر ہیں۔

منتروں کے علاوہ ہمیں سام وید کے مختلف نسخوں میں کثرت سے اختلاف ملتا ہے۔اس کے لیے پنڈت جے دیو شرما کا سام وید بھاشیہ مطبوعہ اجمیر کے حواشی ملاحظہ کریں۔

یجر وید:

یجر وید تقریباً تمام رگوید سے ہی ماخوذ ہے۔اس وید کا درجہ بقیہ تینوں ویدوں سے کم ہے اور صرف چند مذہبی رسومات کے مواقع پر ہی یہ پڑھی جاتی ہے۔اسکا دور تصنیف ۱۰۰۰ سے ۶۰۰ قبل مسیح کے درمیان بتایا جاتا ہے۔اس وید کے دو حصے ہیں واجنئی سمہتا اور تیتریا سنگھتا۔یہ وید اُن منتروں کا مجموعہ ہے جو خاص قربانی کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔یجر وید میں ہمیں بہت سے غیر معروف دیوتاؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔جنکی جائے رہائش، کنواں، آگ، پہاڑ، ندی ہوا اور نالہ بھی مذکور ہے۔ اس کے علاوہ قربانی میں استعمال ہونے والی مختلف اشیاء مثلاً دودھ، گھی، اناج، لکڑی وغیرہ کو مخاطب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ بیان ہے:

"تم چاول ہو۔ دیوتاؤں کو سیر کرو۔ اندر جانے والی سانس کے لیے تجھ کو، باہر جانے والی سانس کے لیے تجھ کو، تمام جسم میں ساری سانس کے لیے تجھ کو پیتا ہوں۔ نہایت عمدہ، لمبی عمر کو حاصل کرنے کے لیے تجھ کو قائم کرتا ہوں"۔ (یجروید ادھیاء ا منتر ۲۰)

بقیہ ویدوں کی طرح یجروید بھی دیوتاؤں کے متعلق تقدیسی کلام سے پُر ہے، لیکن یجروید میں ہمیں نہ صرف دیوتا بلکہ بہت سی اشیاء اور ہستیوں کی تعظیم ملتی ہے۔ مثلاً یجروید کے مندرجہ ذیل پڑھیں، جس میں رُدّر یعنی طوفان کے دیوتا کی حمد وثنا کی گئی ہے۔ لیکن ہم ان اقتباسات کے ذریعے یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہاں آخر کونسے دیوتا کی تعظیم کی گئی۔ ہم عجیب سے کشمکش میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔

"کمان کو پورے طور پر کھینچنے والے کے لیے تعظیم، جانداروں کے مالک کے لیے تعظیم۔ فتح کرنے والے کیلئے تعظیم۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی فوج کے مالک کے لیے تعظیم۔ شمشیر زن بہادر کے لیے تعظیم۔ چوروں کے مالک کے لیے تعظیم۔ چل پھر کر کرنے والے گھ کترے کے لیے تعظیم۔ جنگلوں کے مالک کے لیے تعظیم۔ ٹھگ کے لیے، دغا باز کے لیے، اٹھائی گیروں کے مالک کے لیے تعظیم۔ تلوار رکھنے والے، تیر انداز ڈاکوؤں کے مالک کے لیے تعظیم۔ مسلح مار دینے والے، خفیہ چوروں کے مالک کے لیے تعظیم۔ خنجر رکھنے والے، رات کو پھرنے والے، سینده لگانے والے چوروں کے لیے تعظیم۔"

(یجروید۔ ادھیائے ۱۶۔ منتر ۲۰۔ ۲۱)

یہاں ہم نے دو منتروں کا ترجمہ پیش کیا ہے، اس پورے ادھیائے میں نہ جانے کس کس کے لیے تعظیم کی گئی ہے۔ سونے والے، جاگنے والے، کھڑے ہونے والے، بھاگنے والے، بالوں والے، گنجے، گھوڑوں کے مالک کے لیے، مچھلی کا شکار کرنے والے کے لیے، کتوں کے شکاری کے لیے، کنوئیں اور گڑھے میں رہنے والے کے لیے، اندھیرے اور دھوپ میں رہنے والے کے لیے اور نہ جانے کن کن کے لیے تعظیم کی گئی ہے۔

دیگر ویدوں کی طرح یجروید بھی تحریف سے پاک نہیں ہے، اس میں بھی کئی قسم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریفات ملتی ہیں۔ حتیٰ کہ ہندوستان میں مختلف خطوں میں اس کے مختلف نسخے پائے جاتے ہیں جس میں کثرت سے اختلافات ہیں۔

☆ بمبئی والے یجروید میں ۲۵ ادھیائے کے ۴۷ منتر ہیں لیکن سوامی دیانند نے جو یجروید اجمیر سے چھپوایا ہے اس میں ایک منتر کا اضافہ ہے یعنی ۴۸ منتر ہیں۔ یہ ایک منتر بعد میں ملایا گیا ہے۔

☆ یجروید بھاشہ بھاشیہ دیانند ادھیائے ۹ منتر ۲۰ میں ایک لفظ گمیات ملایا گیا ہے۔

☆ یجروید بھاشہ بھاشیہ دیانند ادھیائے ۲۶ منتر ۲۱ میں لفظ اگناوہ کو گراوابنا دیا گیا۔

☆ یجروید بھاشہ بھاشیہ دیانند ادھیائے ۱۶ منتر ۳۸ میں لفظ میدھیا کو ناموزوں سمجھ کر میگھیا بنا دیا گیا۔

☆ یجروید بھاشہ بھاشیہ دیانند ادھیائے ۳۸ منتر ۱۴ میں لفظ گھرم کو دھرم بنا دیا گیا اور سگھرم کو سدھرم بنا دیا گیا۔

☆ یجروید بھاشہ بھاشیہ دیانند ادھیائے ۲۶ میں لفظ ایوہتے کو اپوہتے بنا دیا گیا۔

☆ یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۴۸ اور ادھیائے ۱۳ کے منتر ۵۸ کا ایک کثیر حصہ (لوکا نتا اندرم لوکم ـــ) آریوں کے شائع کردہ یجروید میں کہیں نہیں۔

☆ یجروید ادھیائے ۱۴ منتر ۳۱ کا آخری حصہ آریوں کے شائع کردہ نسخے کے علاوہ کسی میں نہیں ملتا۔

یجروید میں منتروں کی تعداد میں اختلاف بھی دراصل اسکے تحریف شدہ ہونے کی گواہی ہے۔

☆ سوامی دیانند کے نزدیک یجروید کے کل منتر کی تعداد ۱۹۷۵ ہے۔

☆ شیو شنکر کے نزدیک تعداد ۱۹۸۷ ہے۔

☆ سوامی ہری پرشاد کے نزدیک کل منتر ۱۰۰۰ ہیں۔

چاروں ویدوں میں جتنے اختلافات ہیں اس کا اندازہ لگانا یقیناً ممکن نہیں۔ ان میں اختلافات، ردوبدل اور ترمیم اسطرح اور اس قدر کی گئی ہیں کہ موجودہ چاروں وید مشتبہ ہو جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ یہ حقیقت بھی علماء ہنود کے نزدیک مسلمہ ہے کہ وید نہ تو تحریف اور اختلافات سے پاک ہے اور نہ ہی اسکی تعلیمات فطرتِ انسانی کے مطابق ہے۔ وید میں کئی ایک ایسی تعلیم ہیں جن سے انسانی اخلاقی اقدار پست ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویدک ادب کی تقسیم:

تمام ویدک ادب کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یہ تقسیم زمانہ تصنیف اور انکے موضوع کی بنیاد پر ہے۔ چاروں وید کا پہلا حصہ سمہتا کہلاتا ہے۔ جو دراصل ویدوں کے اصل اشعار اور سب سے قدیم حصہ ہے۔ اس حصے میں زیادہ تر مظاہر فطرت کی حمد و ثناء اور قربانی میں پڑھے جانے والے منتر ہیں۔ اسکے علاوہ ہمیں آریائی دیوی دیوتاؤں کا ذکر ملتا ہے، عام طور پر جب ہم خاص وید کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد یہی سمہتا ہوتا ہے۔ اسکے بعد دوسرا حصہ برہمن کہلاتا ہے، جو برہمنا عہد میں تصنیف ہوا۔ اس حصے میں ہمیں یگیہ، ہون اور مذہبی رسوم کے قاعدوں کی تفصیل ملتی ہے۔ تیسرا حصہ آرنیکا اور چوتھا حصہ اپنشد کہلاتا ہے۔

ویدوں کی تصنیف:

وید کے مورث درحقیقت آریہ ہیں۔ ہندوستان میں جب آریہ داخل ہوئے تو وہ اپنا مذہبی لٹریچر بھی اپنے ساتھ لائے جسے آج ہم وید کہتے ہیں۔ مورخین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہند میں قدم رکھتے وقت اگرچہ انکے پاس ایک مذہبی لٹریچر تھا لیکن یہ کسی کتاب کی صورت میں محفوظ نہیں تھا۔ بلکہ یہ مناجاتیں لوگوں میں عام تھیں۔ ویدک عہد یعنی پندرہ سو قبل مسیح میں جب آریا ہندوستان آئے تھے تو وہ فن تحریر سے بالکل ناآشنا تھے۔ یہ منظوم مناجاتیں سینہ بسینہ چلی آتی رہی اور مختلف دور میں مختلف ماحول و معاشرے کے شاعروں نے اس میں اضافہ کیا۔ کبھی ذاتی جذبات، کبھی کسی قبیلے سے جنگ کے قصے، کبھی کوئی غیر معمولی واقعہ، غرضکہ جو باتیں لوگوں میں عام ہوئی اسے منظوم کردیا گیا۔ اسکے بعد بھی جب فن تحریر عام ہو چکا تھا مذہبی کتابوں کو، بالخصوص ویدوں کو ضبط تحریر میں لانا مکروہ فعل سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ ہزاروں سال تک ہر سنے سنائے اشعار یعنی سمرتی کو وید سمجھ لیا گیا۔ حتیٰ کہ البیرونی کے زمانے (۱۰۰۰ء) تک اسے صفحہ قرطاس پر لانے کا اہتمام نہیں ہوا تھا۔ البیرونی نے اپنی کتاب الہند میں کہا ہے کہ ایک کشمیری برہمن نے خلاف دستور وید کو قلمبند کی اور اسکی تفسیر لکھی تاکہ یہ لوگوں کے دلوں سے محو نہ ہو جائے لیکن یہ نسخہ بھی اب موجود نہیں ہے۔ ہمیں وید سب سے قدیم نسخہ پندرہ سو عیسوی کا ملتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویدویاس:

ہم پڑھ آئے ہیں کہ ویدوں کے منتروں کے متعلق ہنود کا عقیدہ ہے کہ یہ منتر مختلف رشیوں نے بیان کیے لیکن انہیں تالیف کرنے والے ویاس تھے۔ ویاس دراصل ایک شخصیت نہیں بلکہ کئی شخصیات کا لقب ہے۔ ہندو مسلک وشنومت والے انہیں وشنو دیوتا کا ایک اوتار مانتے ہیں۔ پران کے مطابق میں وشنو ایک دانشور کی صورت میں دنیا میں آتا ہے اور وید کو تقسیم کرتا ہے۔ وشنو پران نامی مقدس کتاب میں ہے کہ:

"ہر دواپر (تیسرے عہد) میں وشنو دیاس کی صورت میں انسانیت کی بھلائی کے فروغ اور وید جو کہ مختلف حصوں میں ہے لیکن اصل میں ایک ہے اسے تقسیم کرنے کے لیے آتا ہے۔"

(وشنو پران۔ کتاب ۳۔ باب ۴)

پران کے مطابق تقریباً اٹھائیس مرتبہ وشنو دیوتا ویاس بن کر دنیا میں آیا ہے۔ انکے نام بالترتیب پران میں درج ہے۔ آخری ویاس جس نے مہابھارت تالیف کی، انکا نام پران میں "کرشن دواپاین" لکھا ہے۔ زرتشت سے مناظرے کے بعد وید کو تین یا چار حصوں میں ازسرنو مرتب کرنے والے یہ ویاس کا دور چھٹی صدی عیسوی کے قریب ہے۔ گروپرنما کے نام سے آج بھی ایک تہوار منایا جاتا ہے جو ویاس کی تاریخ پیدائش اور وید مرتب کرنے کی تاریخ سے منسوب ہے۔ ہنود کی رزمیہ داستانوں سے ویاس کے بارے میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ستیاوتی کے بیٹے تھے اور ایک جزیرے پہ جنم لیا تھا۔

برہمنا:

تاریخ کے باب میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ ویدک دور کے اختتام کے وقت برہمنوں کو مذہبی قیادت حاصل ہوگئی تھی، انہوں نے اپنی تعلیمات اور اپنی مذہبی قیادت کے جواز میں جو کتب تالیف کیں انہیں برہمنا کہا جاتا ہے۔ وید کے بعد ہندوؤں کے نزدیک مقدس اور اہم ترین کتاب یہی برہمنی ادب ہے۔ یہ دراصل چاروں ویدوں کی تفسیر ہے، لیکن اسے بھی الہامی مانا جاتا ہے۔

یہ کتابیں ہندوؤں کے اعلیٰ طبقے یعنی برہمن نے اپنے اعلیٰ مقام اور مذہبی پیشوائی ثابت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے لکھی تھیں۔ اس لیے اس میں ہمیں کئی واقعات اور باتیں حقیقت کے خلاف ملتی ہیں۔ اس کا عہد تقریباً ۸۰۰ قبل مسیح سے ۵۰۰ قبل مسیح تک ہے۔

اپنشد:

ویدک ادب میں اپنشد ہندومت کی اہم ترین کتاب ہے۔ بعض کے نزدیک اسے وید پر فوقیت حاصل ہے۔ لفظ اپنشد تین لفظوں کا مرکب ہے۔ اپا، نی، اور شد۔ اپا کے معنی قریب، نی کے معنی نیچے، اور شد کے معنی بیٹھنا ہے۔ یعنی اپنشد کے معنی ہے قریب ہو کر زمین پر بیٹھنا۔ جیسے معلم کے نزدیک شاگرد بیٹھتے ہیں۔ اپنشد کے یہ معنی صحیح معلوم ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان فلسفیانہ خطبات کا مجموعہ ہے جو جنگل میں گوشہ نشین گروؤں نے اپنے شاگردوں کو دیے البتہ علماء کے مطابق ''شد'' کے معنی کھولنے یا ختم کرنے کے ہیں یعنی اپنشد سے مراد وہ علم ہے جس سے جہالت اور لاعلمی ختم ہو جائے۔

ابتداء میں لفظ ''ویدانت'' اپنشدوں کے لیے استعمال ہوتا رہا جسکا مطلب ہے ''ویدوں کا انت'' اس سے مراد یہ ہے کہ اپنشد دراصل وید کا ہی مقصد بیان کرتی ہے اور وید کی تعلیمات کا نچوڑ اور ویدک ادب کا سب سے آخری حصہ ہے۔ حالانکہ اپنشد بھی ویدک ادب میں ہی شامل ہے لیکن اسکی اہمیت کا دیگر حصوں کی نسبت زیادہ ہے۔

تاریخی لحاظ سے اپنشد ہندوستان کی قدیم دانش کا ماخذ ہے، جس میں وید کی تشریح ایک منفرد اسلوب میں ملتی ہے۔ اپنشد کے اقتباسات کسی فلسفی بزرگ کے اقوال کی مشابہ لگتے ہیں، اسکے طرز بیان میں ہمیں جابجا تمثیل اور دہریت نظر آتی ہے۔ خدا، انسان، کائنات اور دیگر معاملات نہایت دقیق انداز سے فلسفیانہ رنگ میں بیان کیے گئے ہیں۔ جس سے ہمیں بہت سے مقامات پر اپنشد ایک غیر عقلی کتاب بھی لگتی ہے۔ مثلاً برہدارنیک اپنشد کے ادھیائے ۱ میں ہمیں انسانی حسیات کے درمیان جھگڑے کا ذکر ملتا ہے کہ کون زیادہ افضل ہے۔ اس جھگڑے میں مختلف اعضاء کان، ناک، دل، دماغ قلب وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ الخ

اپنشد کا موضوع اخلاقیات بھی ہے اور مذہبی معاملات بھی۔ تمام تعلیمات روح (آتما) اور خدا (برہما) کے گرد گھومتی ہے۔ مسلمانوں کے عہد میں جب تصوف کا فروغ ہوا تو اپنشد کے فارسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عربی ترجمے بھی کیے اور کئی ایک مزید اپنشد بھی لکھی گئیں۔ خدا کے معاملے پر اسلامی فلسفہ اور تصوف کے برعکس توحید کے بجائے ہمہ اوست اور وحدت الوجود کی تعلیم ہمیں اپنشد میں بکثرت ملتی ہے۔ اپنشد کی فلسفیانہ تعلیمات نے اسلامی تصوف کی بہت سے شخصیات کو بھی متاثر کیا ہے۔ چنانچہ آج بہت سے ایسے صوفی گروہ ہیں جو ہمہ اوست اور وحدت الوجود میں فرق نہ کرتے ہوئے اپنشدی خیالات کے قائل نظر آتے ہیں حالانکہ اسلامی صوفیت میں وحدت الوجود اور اپنشد کا ہمہ اوست کا نظریہ دونوں آپس میں متضاد ہے۔

مورخین کے مطابق اپنشد کے خطبات ۹۰۰ سے ۲۰۰ قبل مسیح کے قریب کسی عرصے میں مرتب ہوئے۔ البتہ ان میں سے بہت سی بعد کی پیداوار ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اپنشد چودھویں صدی عیسوی تک کی تصانیف ہیں۔ بدقسمتی سے وید کی طرح اپنشد کی تعداد میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ روایتی طور پر انکی تعداد ۱۰۸ بتائی جاتی ہے، البتہ غیر متنازعہ اپنشد ۱۲ ہیں۔

پُران:

اپنشد کے بعد پران کا درجہ ہے۔ اسے بھی وید کی طرح الہامی خیال کیا جاتا ہے۔ وید کی نسبت پران بہت ہی سہل الفہم اور تشریحی کتاب ہے۔ اس میں دیوتاؤں کی حکایات ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس میں ریاضی، ہیت، جغرافیہ اور فلکیات کا علم بھی موجود ہے۔ پران میں کئی ایسے پیچیدہ حساب موجود ہیں جسے ہم خاص یونانی خیالات کا عکس کہہ سکتے ہیں۔ البتہ ان میں بہت سی غلطیاں ہیں جسکی نشاندہی البیرونی نے اپنی "کتاب الہند" میں کی ہے۔ پران کی تاریخ وید کے دور کی ہی بتائی جاتی ہے۔ کیونکہ وید اور پران دونوں میں ایک دوسرے کا ذکر ملتا ہے، مطالعے سے یہ غالب گمان ہوتا ہے کہ پران کا وجود وید سے پہلے تھا۔ پُرانوں کی تعداد اٹھارہ ہے اور ان میں تقریباً آٹھ لاکھ سے زیادہ اشعار ہیں۔ ان میں ہمیں کئی رشیوں کا خطاب ملتا ہے۔ مانا جاتا ہے کہ یہ خود بھگوان کا کلام ہے مہارشی ویاس نے اس کتاب کو صرف مرتب کیا تھا۔ البتہ پران کے مطالعہ کرتے ہوئے کئی غیر عقلی، غیر اخلاقی، دیومالائی قصے، اور متضاد باتیں ملتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ایک شخص کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اس میں بھی کئی زمانوں میں کئی مصنفین میں زور آزمائی کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ پران کی تصدیق ویداور کئی دیگر کتب کرتی ہیں مگر آریا سماج والوں کا خیال ہے کہ اٹھارہ پران جو کہ ویاس جی کی طرف منسوب کی جاتی ہے سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے اور ایک غیر مستند کتاب ہے۔ آریا سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی نے اپنی تصنیف ''ستیارتھ پرکاش'' کے آٹھویں سملاس (باب) میں پرانوں پر کڑی تنقید کی ہے اور اسے غیر مستند قرار دینے کے لیے کئی ایک باتیں پرانوں سے نقل کی ہیں۔ پران کے متعلق انکا یہ رویہ ان میں لکھے ہوئے قصوں کی وجہ سے ہے جسے ہم آگے بیان کرینگے۔

منو دھرم شاستر:

دنیا کی دیگر قدیم تہذیبوں کی طرح ہندو تہذیب میں بھی ایک زمانے میں مذہب اور مذہبی رہنما ہی عوام کی پوری زندگی کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ سلطنت کے قوانین میں ویدوں کا خاص خیال کیا جاتا تھا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ہندو فقہاء نے مختلف فقہی کتابیں تصنیف کیں جو کہ دراصل ویدوں کی تفسیر تھی۔ ان کتابوں میں یالکیہ، سوترا، پریشد، ارتھ شاستر اور منوسمرتی وغیرہ شامل ہیں۔ ہندوؤں کے مجموعۂ قوانین کو دھرم سوتر بھی کہتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مقدس اور بااثر قانون منو دھرم شاستر ہے۔

یہ برہمنی عہد میں تصنیف کیا گیا وہ قانون ہے جسے ہندو دھرم میں فقہ کا درجہ حاصل ہے۔ منو دھرم شاستر میں ہندو دھرم کے مختلف رسوم ورواج اور قوانین وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں ہندو دھرم کی مقدس ترین کتاب منو شاسترا اہم مقام رکھتی ہے، جو ہندو دھرم کا قانونِ مقدس ہے۔ منو شاستر زمرے سمرتی کی سب سے مستند ترین کتاب مانی جاتی ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک منو شاستر کا وہی مقام ہے جو ویدوں کا ہے کیونکہ یہ ویدوں کا حاصل مانا جاتا ہے۔ اس کا خود منو شاستر میں ہے کہ:

> ''منو نے جو بھی قانون کسی شخص کے لیے متعین و مقرر کیے ہیں، ویدوں میں بعینہٖ بیان شدہ ہیں؛ اس لیے کہ وہ عظیم رشی ہر جگہ اور زمانے کا علم رکھتا ہے۔''

(منو دھرم شاستر: باب ۲: اشلوک ۷)

دھرم کے علمِ معاشرت میں اس کتاب کا کثیر حصہ ہے۔ قوانین کے مجموعے کا درجہ رکھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی اس کتاب نے ہندوستانی تہذیب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں جو آج بھی ہندو معاشرے میں قائم ودائم ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قانون کوشل خاندان کے بادشاہ منو نے تقریباً ۸۸۰ قبل مسیح میں وضع کیے تھے۔ اسی نسبت سے یہ قانون منو کے نام سے معروف ہوئے۔ لیکن انکی شخصیت تاریخی لحاظ سے کافی تاریک ہے۔ لیکن یہ بات بھی اہل علم کے نزدیک مسلمہ ہے کہ منوشاستر کی تدوین کے بعد بھی بہت سے برہمن مصنفین نے، اپنے لیے مختلف مراعات اور رعنائیاں حاصل کرنے کے لیے، دیگر تصانیف کی طرح منو میں بھی ایسے قوانین شامل کر لیے جو انصاف اور انسانیت کے شدید مخالف ہیں۔

مہابھارت:

اگرچہ مہابھارت ویدک ادب میں شمار نہیں کی جاتی لیکن یہ ہندو متونِ مقدسہ میں سب سے طویل اور بلند مقام کتاب ہے۔ دو لاکھ پندرہ ہزار اشعار پر مشتمل مہابھارت دنیائے ادب کی طویل ترین نظم ہے۔ یہ دراصل ہستناپور ریاست کے دو خاندانوں کورو اور پانڈوؤں کے درمیان ہونے والی ایک بہت بڑی جنگ کی کہانی ہے۔ اس کہانی میں میں جوئے کی بازی ہارے ہوئے پانچ پانڈو (منگول) انتقام کے لیے ۱۰۰ کورو کے خلاف لڑتے ہیں اور بھگوان کے اوتار شری کرشن کی مدد سے پانڈو یہ جنگ جیت جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے عام عقیدے کے مطابق مہابھارت ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ قبل مسیح کے درمیان کسی دور میں دلی کے قریب واقع ہوئی۔ لیکن بعض ہندو علماء مثلاً موہن داس گاندھی، سوامی پرمانند اور سوامی اڑگڑانند کے مطابق مہابھارت حقیقی جنگ کا نام نہیں بلکہ انسانی جسم (میدانِ عمل) میں نفس کے خلاف ہونے والی جنگ کا بیان جسے مہابھارت (بمع گیتا) میں تمثیلی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ سوامی اڑگڑانند گیتا کی تشریح "یتھارتھ گیتا" کے پہلے باب میں لکھتے ہیں:

> "ماہرین آثارِ قدیمہ پنجاب میں، کاشی اور پریاگ کے درمیان وہ مختلف جگہوں پر کرک شیتر (میدان جنگ) کی تحقیق میں لگے ہیں، لیکن گیتا کے مصنف نے خود بتایا ہے کہ جس میدان میں یہ جنگ ہوئی وہ کہاں ہے؟ ارجن! یہ جسم ہی میدان ہے۔"

لیکن اکثر مورخین کا ماننا ہے کہ مہابھارت اصل تاریخی حقائق پر مبنی ہے کیونکہ ہستناپور اصلی شہر تھا اور آج بھی اسکے آثار ملتے ہیں۔ اسکی تاریخ ۱۰۰۰ قبل مسیح تعین کرنے میں ہمیں بدھ مت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدس کتابوں سے بھی مدد ملتی ہے جس میں اس اہم قبیلے کا ذکر ملتا ہے۔اس سے پہلے کی کسی تصنیف میں ہمیں ان خاندانوں کا ذکر نہیں ملتا۔اس کہانی میں ایسے کردار اور روایات ملتی ہیں جس سے یہ لگتا ہے کہ یہ مافوق الفطرت ہستیوں کی کہانی ہے، لیکن ساتھ ہی ایسے شواہد بھی ملتے ہیں جس سے اس جنگ کا تاریخی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ان پریشان کردینے والے دلائل کو مدنظر رکھ کر ہمارا قیاس ہے کہ مہابھارت واقعی دو قبیلوں کے درمیان ہونے والی جنگ کی کہانی ہے لیکن اسے موجودہ نسخے میں مسخ شدہ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔لہٰذا اسکے افسانوی معیار اور مبالغہ کے باعث اسکی کوئی تاریخی اہمیت نہیں۔مورخِ ہند اے ایل باشم ''ہندوستانی تہذیب کی داستان'' میں مہابھارت کی تاریخی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مہابھارت میں جن دلیر اور شجاع لوگوں کے نام آئے ہیں وہ صحیح طور پر معاصر سرداروں کے نام ہیں، لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کہانی کی اتنی بھی افادیت نہیں ہے جتنی کہ ایلیڈ کی (Norse) اور آئرلینڈ کے افسانوی ادب کی، اس کا مقابلہ بہتر طریقے پر (Nibelungenlied) سے ہوسکتا ہے جو ایک دور کی پیداوار ہے جو اس سے بہت مختلف ہے جسکا اس میں بیان ہوا ہے۔اور جو بہت سی مختلف فوجی روایات کی آمیزش کا نتیجہ ہے۔مہابھارت کی بنیاد پر دسویں صدی قبل مسیح میں ہندوستان کی سیاسی اور معاشرتی تاریخ مرتب کرنا اتنا ہی بیکار ہے جتنا کہ میلوں کی (Morte & Arthur) سے رومیوں کے انخلا کے مابعد برطانیہ کی تاریخ مرتب کرنا ہے۔''(٦)

مہابھارت پر تجزیہ کرتے ہوئے موسیو لیبان فرانسیسی لکھتے ہیں:

''اسمیں اس قسم کے عیوب ہیں کہ اسکو یورپی شوق سے نہیں پڑھ سکتا۔یہ ہمیں ایک ایسی دنیا میں لیجاتے ہیں جہاں کے احساسات اور استدلال ہماری دنیا سے بالکل علیحدہ تھے،اسکے خیالات ایسے خلاف عقل اور خلاف قیاس ہیں کہ ان سے کسی قدیم اور ابتدائی زمانے میں تو دلچسپی ہوسکتی تھی لیکن یہ ہمارے زمانے کے لیے بالکل پوچ اور لچر ہیں۔''(٧)

ہمیں مہابھارت کے مولف اور اسکا زمانۂ تالیف کے بارے میں علم نہیں ہے کیونکہ نہ اسکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولف کوئی ایک ہے اور نہ ہی زمانہ! تاہم ہم اسکے اسلوب سے اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کتاب گوتم بدھ کے ظہور کے بعد رزمیہ عہد (۵۰۰ ق م سے لیکر ۴۰۰ عیسوی) میں لکھی گئی اور پھر مہا بھارت کو ویاس جی کی تصنیف بتایا جاتا ہے، جس نے اپنے شاگرد ویشم پائن کو اس کی تعلیم دی تھی۔ لہٰذا اس کی باقاعدہ ترتیب کا دور چھٹی صدی قبل مسیح کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اسکے بعد مختلف ادوار میں مختلف مصنفین نے اس میں اضافہ اور ردوبدل کیا۔ اور اسکی موجودہ صورت پانچویں صدی عیسوی تک بتائی جاتی ہے۔ راما شنکر ترپاٹھی اپنی کتاب History of Ancient India میں مہا بھارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ایک قدیم روایت کے مطابق اس عظیم الشان کتاب کے مصنف دواپائن ویاس تھے، لیکن اس کی زبان اسلوب اور بیان میں عدم یکسانیت صاف ظاہر کرتی ہے کہ یہ کسی ایک دماغ یا کسی ایک دور کی تصنیف نہیں ہے۔ اس کی موجودہ صورت اصل نظم میں وقتاً فوقتاً اضافوں کا نتیجہ ہے۔ زمانے کی رفتار کے ساتھ اس میں کافی تبدیلیاں کی گئیں، اضافے ہوتے رہے اور برہمنوں نے اسے فلسفیانہ، مذہبی، ناصحانہ اور علم الاصنام کے عظیم الشان مواد سے مالا مال کردیا۔"

(باب ۵۔ مہا بھارت: اس کا عہد)

اسی طرح ستیارتھ پرکاش میں ہے کہ:

"مہاراجہ بھوج کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کے زمانے میں پچیس ہزار اور اب میری آدھی عمر میں تیس ہزار اشلوک والی مہا بھارت کی کتاب ملتی ہے۔ جو ایسی ہی بڑھتی گئی تو مہا بھارت کی کتاب ایک اونٹ کا بوجھ ہو جائیگی۔"

(ستیارتھ پرکاش۔ سوامی دیانند سرسوتی۔ سملاس گیارہواں)

جیسا کہ راما شنکر ترپاٹھی صاحب اور سوامی دیانند سرسوتی نے لکھا ہے مہا بھارت کسی ایک زمانے یا شخص کی تالیف نہیں ہے بلکہ یہ ایک تحریف شدہ کتاب ہے جس میں مختلف زمانے کے مختلف ذہن کے لوگوں نے اضافہ اور ردوبدل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راماٸن:

رزمیہ نظمیات میں مہابھارت کے بعد ۲۴ ہزار اشعار پر مشتمل راماٸن آتی ہے، جو ہندوؤں کی عوامی کتاب ہے۔ قدیم ویدک تعلیمات کے برعکس راماٸن میں ہمیں ہندومت کے عام مروج مسلک شیومت، وشنومت اور شکتی مت، کے دیوتاؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔ راماٸن بھگوان کے اوتار شری رام چندر کا قصہ ہے جو ہنومان کی مدد سے راکشسوں کے راجہ راون کو مار کر اپنی بیوی سیتا کو چھڑاتے ہیں۔ راماٸن میں وشنو بھگوان کے بہت سے نئے اوتار کی صورت میں خدا اور دیوتاؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔

حالانکہ موضوع کے اعتبار سے مہابھارت اور راماٸن دو مختلف تصانیف ہیں، لیکن اس میں بھی مہابھارت کی طرح بہت سے واعظانہ بیانات ملتے ہیں۔ مہابھارت اور راماٸن کو اس وقت انتہائی تقدس حاصل ہے، لیکن بنیادی طور پر بشمول بھگود گیتا یہ کتابیں محض ادبی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ دونوں عظیم رزمیات ابتدائی دور میں غیر مذہبی تھیں، لیکن مسیحی عہد سے گپت کے درمیان انہیں بہت سے الحاقات کے عوض مذہبی تقدس حاصل ہوا۔ راماٸن کا پہلا اور آخری یعنی ساتواں حصہ یقینی طور پر بعد کا اضافہ مانا جاتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کیونکہ جب ہم راماٸن کا مطالعہ کرتے ہیں ان میں کچھ ایسی باتیں ملتی ہیں جس پر ایمان لانا ہماری عقل گوارا نہیں کرتی۔ مثلاً راماٸن کے مطابق رام چندر کے والد راجہ وسورتھ جب ساٹھ ہزار برس کے ہوئے تو انکے ہاں چار بیٹے ہوئے۔ اسی طرح سیتا جی کے متعلق بھی یہ بیان ملتا ہے کہ جب انکی پہلی اولاد ہوئی تو انکی عمر دس ہزار تینتیس سال تھی۔ راماٸن کے طرزِ بیان کے بارے میں اے ایل باشم لکھتے ہیں:

> ”راماٸن کا اندازِ بیان میں کم ناہمواری ہے۔ موخرالذکر میں کہیں کہیں قواعد اور عروض کی غلطیاں عام پائی جاتی ہیں۔“ (۸)

راقم الحروف کو خود راماٸن میں تحریفات کا اندازہ تب ہوا جب دورانِ تحقیق راماٸن کے مختلف نسخوں میں اس قدر تضاد دیکھا کہ ہر ایک منفرد کتاب معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اکثر مورخین اور علماء بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ بنگال کے نسخے میں اتنے اضافے اور تبدیلیاں ہو چکی ہیں کہ اب وہ قابل اعتبار نہیں۔ ہندوستان کے مختلف حصوں میں پائے جانے والے راماٸن کے مختلف نسخوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں اختلاف کے سبب ہم کسی ایک نسخے کو اصل نہیں کہہ سکتے۔

رامائن کی تالیف کا زمانہ معین نہیں، بلکہ کئی صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے۔ البتہ ایک خیال کے مطابق رامائن کے موجودہ صورت ۴۰۰ برس قبل مسیح میں مرتب کی گئی۔ اسکے مصنف وشنو دیوتا مانے جاتے ہیں اور اسکے مولف (ویاس کی صورت میں) وال میکی مانے جاتے ہیں، جس کے آشرم میں رامائن کے مطابق سیتا نے پناہ لی تھی۔

بھگود گیتا:

لفظ بھگود ''بھگ'' سے ہے جس کے معنی جاہ وجلال ہے۔ اور گیتا سے مراد نظم ہے۔ یہ کتاب اٹھارہ باب اور سات سو اشلوک پر منقسم مہابھارت کے ۲۵ تا ۴۲ باب پر مشتمل ہے۔ یہ مجموعہ وہ مکالمے ہیں جو ارجن اور کرشن کے درمیان مہابھارت میں ہوئے۔ یہ ہندوؤں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ ویدک عہد کے بعد تصنیف ہونے کی وجہ سے گیتا اگرچہ الہامی نہیں مانی جاتی لیکن اپنے بہترین اسلوب، تعلیم اور مذہبی اہمیت کے باعث گیتا کی اہمیت وید سے بھی کہیں بڑھ کر معلوم ہوتی ہے اور ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں بھگود گیتا ایک بااثر متن ہے۔ اسکی تحریر و تدوین کے زمانے اور اسکے مصنف کے متعلق علماء ہنود کا شدید اختلاف ہے کہ یا تو یہ کتاب کسی نے لکھ کر کرشن جی مہاراج کی طرف منسوب کردی ہے یا پھر خود مہاراج جی کی ہی تصنیف ہے۔

ستیارتھ پرکاش:

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد ہندو دھرم میں جو اصلاحی تحریکیں اٹھیں ان میں سے ایک آریہ سماج ہے۔ یہ فرقہ دورِ حاضر میں سوامی دیانند سرسوتی کے ہاتھوں تشکیل پایا ہے۔ ہندوؤں میں یہ فرقہ اگرچہ بہت کم تعداد میں ہے، لیکن یہ ایک بااثر فرقہ ہے۔ اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی نے ایک کتاب لکھی ''ستیارتھ پرکاش''۔ یہ آریہ سماج کی ایک مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے دیگر مذاہب پر مضحکہ خیز تنقید کے علاوہ ہندو دھرم کے تمام معاملات بیان کیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتب مقدسہ کے بارے میں علماء ہنود کی رائے:

وید کتب مقدسہ ہندومت کی بنیاد مانی جاتی ہے، جو کہ علماء ہنود کے مطابق تقریباً دو ہزار سال قبل تصنیف کیے گئے، لیکن ان میں بہت سے مقامات پر ایسی اشیاء اور کتابوں کا ذکر ملتا ہے جو تحقیقات کی رو سے پہلے موجود نہ تھے۔ اسکے علاوہ اس میں علم کائنات اور طب کے متعلق ایسے اصول ملتے ہیں جنہیں آج جدید سائنس رد کرتی ہے۔ مزید یہ کہ باوجود مذہبی کتاب ہونے کہ علماء ہنود وید پر متفق نہیں۔ اگر ہم ہندوستان کے مختلف علاقوں سے وید کے مختلف نسخوں کا مطالعہ کریں تو حیرت ناک طور پر ان میں بہت سا اختلاف نظر آئیگا۔ اور چونکہ یہ تصنیف ایک شخص کی نہیں ہے لہٰذا اس میں مختلف قسم کے خیالات ملتے ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگرچہ وید ہندو دھرم کی بنیاد ہے لیکن علماءِ ہنود اسکے تحریف شدہ ہونے اور اسمیں حظِ نفسانی کے دخول کا اعتراف بھی کرتے ہیں، گویا وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہندو دھرم تحریف شدہ اور غیر الہامی مذہب ہے۔ چنانچہ وید الہامی ہونے کے عقیدے کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو تلاشِ ہند صفحہ ۷۷ میں رقمطراز ہیں:

> ''بہت سے ہندو ویدوں کو الہامی مانتے ہیں۔ یہ میرے نزدیک ہماری بڑی بدقسمتی ہے کیونکہ اس طرح اس کی حقیقت ہم سے اوجھل ہو جاتی ہے کہ وید صرف اُس زمانہ کی معلومات کا مجموعہ ہے۔ وہ بہت سی چیزوں کا غیر مرتب شدہ ذخیرہ ہے۔''

سوامی دیانند سرسوتی ''ستیارتھ پرکاش'' کے آٹھویں سملاس میں لکھتے ہیں:

''پرانوں میں بہت سی باتیں جھوٹی ہیں اور کوئی گھنا کھشر نیاء سے سچی بھی ہیں، جو سچی ہیں وہ وید وغیرہ سچے شاستروں کی اور جو جھوٹی ہیں وہ ان پوپوں کے پران روپ گھر کی ہیں جیسے شیو پران میں شیوؤں نے شیو کو پرمیشور مان وشنو، برہما، اندر، گنیش، اور سوریہ کو انکا غلام قرار دے دیا ہے۔''

پروفیسر پنڈت کشن کمار بھٹاچاریہ کہتے ہیں۔

> ''رگ وید کو اس ملک کے شاعروں اور رشیوں نے تصنیف کیا ہیں اور مختلف زبانوں میں لکھا گیا اور پھر اونچ نیچ، ذات پات، خداؤں کی کثرت بہتات یہ وہ باتیں ہیں جو عقل وانسانیت دونوں کے دامن پر بدنما داغ ہیں۔'' (ہندوازم صفحہ ۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر گووند داس گپتا لکھتے ہیں:

"ہم نہایت آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کتابیں جو آج ہمارے پاس موجود ہیں ویاس جی کے مرتب کردہ نسخے کے مطابق نہیں ہے۔" (ہندوازم صفحہ ۸۴)

پروفیسر پنڈت چندر منی ودیا ترجمہ نرکت میں لکھتے ہیں:

"اگر وید پرماتما کی عطا کردہ ہیں تو اسکی زبان میں ادھورے پن کی اتنی بڑی غلطی نہیں ہونی چاہیئے" (۹) (صفحہ ۹۶ حصہ اول)

ہندو دھرم میں تقدس کی حامل کتاب "میتا پراں" میں لکھا ہے:

"ایک وید میں متعدد بار تحریف ہوئی ہے۔ رشیوں کی نسلوں نے اس میں نگاہ کی خرابی اور دل کی لغزش کے باعث بہت سی اختلافی چیزیں داخل کردی ہیں۔"

(بحوالہ۔ ہندوازم صفحہ ۹۰)

ایک اور مقدس کتاب منودھرم شاستر میں ہے۔

"ویدوں میں متصادم وہ تمام اصول ابھرتے ہیں اور فنا ہوجاتے ہیں جھوٹے اور ناکارہ ہیں کیونکہ انہیں بعد کے زمانوں میں لکھا گیا ہے۔" (منودھرم شاستر: باب ۱۲۔ اشلوک: ۹۶)

ان اقتباسات سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ ہندو دھرم میں کوئی مقدس کتاب ایسی نہیں ہے جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاسکے کہ یہ اختلافات سے پاک اور من وعن ویسی ہی ہے جیسا کہ انکے بانی نے انہیں دی تھی۔ ہندو علماء خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ اس وقت کسی بھی مستند کتاب سے محروم ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کتب مقدسہ

ہندومت کی طرح اسلام کثیر ادبی سرمائے کا حامل نہیں لیکن اسلامی کتب مقدسہ دنیا کی دیگر مقدس کتابوں سے کافی مختلف ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے بنیادی ماخذ صرف قرآن مجید اور سنت و حدیثِ رسول ﷺ ہے۔ یہ مذہبی ادبیات آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی مختلف صورتوں سے محفوظ کیے جاتے رہے ہیں اور انکی تدوین وحفاظت اس طرح کی گئی کہ کسی بھی اور مقدس کتاب کے متعلق ہمیں ایسی مثال نہیں ملتی۔ جناب حضرت محمد ﷺ پر جو احکامات خداوندی نازل ہوئے اور جو اقوال و عمل آپ ﷺ سے وابستہ تھے وہ تمام خود نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے لکھوا دیا۔ یہ مقدس منابعات کلامِ الٰہی اور حدیثِ نبوی ﷺ پر مشتمل ہیں۔

اسلام کی بیشتر مقدس کتابیں عربی میں تحریر کی گئیں' البتہ اسلام کی عالمگیریت کی وجہ سے دنیا کی تمام زبانوں میں ان کے بہت سے اعلیٰ اور جدید تراجم دستیاب ہیں۔ مختلف موضوعات پر احادیث اور کلامِ الٰہی قرآن مجید ہی مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے۔ انکے علاوہ کسی بھی کتاب کو مسلمانانِ عالم حرفِ آخر تصور نہیں کرتے۔ یہی دو ماخذات عہدِ نبوی ﷺ سے اب تک تمام مسلمانوں میں بطور مذہبی منابع رائج ہیں۔ قرآن مجید کے متعلق مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ یہ خالص خدائی کلام ہے۔ البتہ احادیث نبوی ﷺ کے متعلق ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ بلکہ حدیث کے متعلق اہل اسلام کا ماننا ہے کہ یہ معنی کے اعتبار سے خدا کی ہی بات ہے لیکن لفظی اعتبار سے رسول ﷺ کا قول ہے۔ احادیث آپ ﷺ کے اقوال کا مجموعہ ہے جسمیں لفظی ردوبدل ممکن ویقینی ہے۔ لیکن مستند وصحیح احادیث کے نفس مضمون قائم رہنے کی وجہ سے اسکی حجیت تسلیم کی جاتی ہے۔

قرآن مجید:

لفظ ''قرآن'' کے لغوی معنی کے متعلق چار رائے ہیں۔ اول یہ کہ یہ اسم غیر مشتق ہے۔ اسکے علاوہ کئی جماعتوں کا یہ بھی خیال ہے کہ یا تو یہ لفظ قرءٌ سے مشتق ہے یا قراءۃ سے یا قرن سے۔ قرءٌ کے معنی ہے جمع کرنا۔ اس معنی کے لحاظ سے قرآن کو ''القرآن'' اسلئے کہا گیا کہ یہ اول وآخر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام علوم کا مجموعہ ہے اور اسکی حیثیت ایک جامع کتاب کی ہے۔ اگر قراءۃ سے مشتق ہے تو اسکے معنی ہے پڑھی ہوئی یا تلاوت کی گئی کتاب۔ تو اس لحاظ سے قرآن اسلئے کہا گیا کہ یہ کتاب بصورت وحی جبرائیلؑ پڑھ کر سناتے تھے یا یہ کتاب دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

اگر اسکا مادہ قرن ہے تو اسکے معنی ملنا یا ساتھ رہنے کے ہیں۔ اس معنی کی رو سے اسے قرآن اسلئے کہا گیا کہ یہ کتاب حق وہدایت اپنے ساتھ رکھتی ہے نیز اسکی سورتیں اور آیات اسی طرح آپس میں مربوط ہیں کہ ان میں کوئی تعارض ہے اور نہ تخالف۔ اور قرآن مجید کے مضامین بھی باہم اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ انکو ایک دوسرے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

۱۱۴ سورتوں پر منقسم اور ۶۶۶۶ آیات پر مشتمل قرآن مجید وہ آخر اور جامع کلام الٰہی ہے جو خاتم النبیین پیغمبر اسلام محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ بائبل کے مطابق موسیٰ پر خدائی احکام ایک ہی بار نازل ہوئے۔ جبکہ قرآن کا نزول تیئس سال کے عرصے میں نجماً نجماً، مختلف حالات وواقعات کے مطابق ہوا۔ اور حضرت محمدؐ کے ساتھی صحابہ کرامؓ اسے کتابت اور حافظے کے ذریعے محفوظ کر لیتے تھے۔ البتہ وہ اصحابؓ جنہیں حضرت محمدؐ نے خاص وحی کی کتابت کی خدمت کے لیے مقرر کیا تھا، ان میں زید بن ثابتؓ اور معاویہؓ بن ابوسفیان شامل ہیں۔

قرآن مجید کی ترتیبِ نزولی اور ترتیبِ مصحف دونوں مختلف ہے۔ اکثر سورتیں اور آیات جو پہلے نازل کی گئیں، آخر میں درج ہیں۔ جیسا کہ سب سے پہلی وحی یعنی اقراء قرآن مجید کی ۹۶ سورت میں ہے۔ ترتیب کے اس اختلاف سے قرآن مجید کے معانی ومفاہیم کے ایک نیا پہلو سامنے آتا ہے جس سے واقعات، تعلیمات اور مفاہیم کو بالترتیب سمجھنے کی آسان سہولت حاصل ہوتی ہے۔ یہ اختلاف بعد کا نہیں ہے بلکہ خود حضرت محمدؐ نازل شدہ آیات کو بایں تصریح لکھوا دیتے تھے کہ یہ فلاں سورت کی آیات ہیں اور انہیں اس ترتیب سے لکھو۔

قرآن مجید حضرت محمدؐ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی بہت سے صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور اسے لکھ کے محفوظ بھی کر دیا تھا۔ لیکن اس کلام کو کتابی صورت حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد ہی ملی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں اسے یکجا کیا گیا اور کتابی صورت دے دی گئی۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد حضرت عثمانؓ نے اسکی تدوین وحفاظت کے لیے اپنے دورِ خلافت میں کئی اہم اقدامات کیے۔

قرآن مجید کا اسلوب انتہائی پر کیف ہے، اس میں عقلیت اور روحانیت دونوں رجحان یکساں ملتے ہیں۔لیکن اپنی تعلیمات انسانوں تک پہنچانے کے لیے کسی بھی قسم کی فلسفیانہ قسم کی بحث نہیں ہے بلکہ قرآن انسان کو خدا پر ایمان لانے اور اپنی تعلیمات سمجھانے کے لیے غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہمیں بہت سے مقامات پر دلائل بھی دیتا ہے۔

یہودیت، اور عیسائیت کے مقدس صحائف کی طرح قرآن مجید بھی الوہی زبان کا حامل ہے۔لیکن اسکی زبان اب تک زندہ ہے، جبکہ عبرانی زبان اب ناپید ہو چکی ہے۔ یہ بات بلا تردد کہی جا سکتی ہے کہ قرآن نے عربی زبان کو نہ صرف زندہ جاوید بنایا بلکہ اسے ایک بین الاقوامی حیثیت بھی دی اور آج دنیا میں کروڑوں باشندے عربی زبان بولتے ہیں اور اسلام سے گہرا تعلق رکھنے والے علماء بھی اس پر مہارت لازمی حاصل کرتے ہیں۔عربی زبان جو کہ نہایت ہی بلیغ اور فصیح زبان ہے، قرآن مجید اسکی وہ مثال ہے جو نکتہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔صرف اہل عرب ہی نہیں بلکہ عربی زبان سے ناآشنا قاری بھی جب قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو وہ خود کو ایک غیر معمولی اور الوہی کیفیت میں ڈوبا ہوا محسوس کرتا ہے۔اس کی تصدیق صرف اہل اسلام ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے بہت سے دیگر اہل علم بھی کرتے ہیں۔چنانچہ معروف مستشرق کیرن آرم سٹرانگ ''خدا کی تاریخ'' میں لکھتی ہیں: (۱۱)

''بہت سے لوگ اسے (قرآن مجید) سنتے ہی ایمان لے آئے۔انہیں فوراً یقین ہو گیا کہ صرف خدا ہی یہ خوبصورت اور مسحور کن الفاظ تخلیق کر سکتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ حضرت محمدؐ کے شدید مخالف حضرت عمرؓ بن خطاب قرآن کی آیت سنتے ہی مسلمان ہو گئے تھے۔اس کے قبول اسلام کا واقعہ بہت مشہور ہے۔کلام کی خوبصورتی نے انہیں جاہلیت چھوڑ کر اللہ کے دین میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا۔یہ قرآن کا ہی معجزہ ہے جس نے خدا کو دور ہی کہیں رکھنے کے بجائے ہر اہل ایمان کے ذہن ودل میں بسا دیا۔اسلام قبول نہ کرنے والے قریش (قبیلہ) بھی قرآن کے حوالے سے متضاد آراء رکھتے تھے کیونکہ یہ انہیں جانے پہچانے قواعد سے بالاتر لگتا تھا: اس میں کسی کاہن کی کہانت جیسی کوئی چیز نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ نہ ہی یہ کسی جادوگر کا منتر تھا۔ کچھ روایات سے پتا چلتا ہے کہ شدید ترین مخالف قریشی بھی کسی سورت کو سننے پر لرز کر رہ گئے۔ یہ ایک نئی تحریر تھی جس نے لوگوں کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا۔ اس کی کامیابی میں قرآن کے مسحور کن اثرات اور معجزات نے کافی اہم کردار ادا کیا ہے۔"

کیا قرآن مجید الہامی ہے؟

روئے زمین پر واحد قرآن مجید کو ہی یہ مسلمہ اعجاز حاصل ہے کہ یہ کتاب انسانی دخل اندازی سے مکمل طور پر محفوظ ہے۔ اسکی کسی آیت، کسی ایک لفظ میں بھی کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ تقریباً پندرہ سو سال گزر جانے کے باوجود بھی یہ صحیفہ معجزاتی طور پر اسی صورت' انھی الفاظ اور اسی ترتیب کیساتھ موجود ہے۔ قرآن مجید نے خود تمام انسانیت بلکہ کل مخلوق کو یہ چیلنج دیا کہ سب مل کر بھی قرآن جیسی کتاب تو در کنار ایک چھوٹی سی صورت بھی نہیں لکھ سکتے جو اپنی خوبصورتی' فصاحت و بلاغت' تحفیظ' منطق فلسفہ' مفہوم و معانی اور گہرائی اور آفرینی میں قرآن کے مثل ہو۔ فرمایا:

" قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ."

"(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ اگر تمام جن و انس جمع ہو جائیں اور کوشش کریں کہ اس قرآن کی مثل پیش کر دیں تو وہ ہرگز ہرگز اسکی مثل نہ بنا سکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار بن جائیں۔"

(سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت ۸۸)

" وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"

"اور اگر تم شک میں ہو اس (قرآن) کے بارے میں ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی لے آؤ، اور اللہ کے علاوہ اپنے سب مددگاروں کو ہی بلا لو اگر تم (شک و انکار) میں سچے ہو۔" (قرآن مجید۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۳)

قرآن کا یہ چیلنج اب تک تشنۂ جواب ہے۔ ایسی تصنیف انسانی بساط سے ہی باہر ہے جو کبھی فرسودہ نہ ہو۔ جبکہ قرآن مجید کا زبان و بیان' مفہوم و معانی' براہین و دلائل کبھی فرسودہ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔قرآن مجید کے الہامی ہونے کی شہادت نہ کہ صرف خود مسلم علماء بلکہ بہت سے غیر مسلم حتیٰ کہ ہندو اہلِ علم بھی دیتے ہیں اور قرآن مجید پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ چند اقوال درج ذیل ہیں۔(۱۲)

ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی:

"قرآن دلوں میں ایسا زندہ اور پرزور جوش ایمانی پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔"

گوئٹے:

"ہم جسقدر قرآن کے قریب پہنچتے ہیں۔یعنی اس پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ اسی قدر دور کھنچی جاتی ہے یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے،وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے،فرحت آمیز تحیر بھی دیتی ہے اور آخرکار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے۔"

بابا گرونانک صاحب:

"تورات زبور انجیل اور وید وغیرہ سب کو پڑھ کر دیکھ لیا قرآن ہی قابل قبول اور اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی۔اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جسکی تلاوت سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے وہ قرآن مجید ہی ہے۔" (جنم ساکھی سنگھ سبھا ص ۱۲۷)

بابا بھوپندرناتھ باسو:

"تیرہ سو برس کے بعد (یہ بات انہوں نے ڈیڑھ سو سال قبل لکھی تھی) بھی قرآن کی تعلیم کا یہ اثر موجود ہے کہ ایک خاکروب بھی مسلمان ہونے کے بعد بڑے بڑے خاندانی مسلمانوں کی برابری کا دعویٰ کرسکتا ہے۔"

مہاتما گاندھی:

"مجھے قرآن کو الہامی تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے۔"

جرمن مستشرق نولڈیکی:

"یورپ کے جن جن مصنفین نے اب تک اس امر کی زبردست کوشش کی ہے کہ قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تحریف ثابت کریں وہ اپنی سعی اور جدوجہد میں حیرت انگیز طور پرناکام رہے ہے۔

(انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا۔)

سر ولیم میورد:

''اس بات کی تسلی بخش اور قابلِ اطمینان اندرونی اور بیرونی شہادت موجود ہے کہ قرآن اس وقت بھی ٹھیک اسی شکل وصورت میں محفوظ و مامون ہے جس حالت میں حضرت محمد ﷺ نے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔'' (لائف آف محمد ﷺ ۔ص ۲۵)

اعجازِ قرآن:

اب ہم قرآن مجید کے اُن اعجاز کا مختصر لیکن جامع جائزہ لینگے جن کے سبب قرآن مجید تمام کتب سماوی میں ممتاز ہے۔قرآن مجید کس کس لحاظ سے معجزہ ہے' یہ کوئی مختصر موضوع نہیں ، بلکہ وسعت کی وجہ سے اس کے متعلق سینکڑوں صفحات رقم کیے جاسکتے ہیں اور بہت سوں نے اس پر ضخیم کتابیں بھی لکھ ڈالی ہیں۔اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہاں گنجائش نہیں کہ تمام اعجاز قرآن کا تفصیلی جائزہ لیا جائے۔لہٰذا چند نکات ہی بیان کیے جاتے رہے ہیں۔

عدم تثلیث:

قرآن مجید کے تمام اعجازات اسی معجزہ کے گرد گھومتے ہیں۔قرآن مجید ہر لحاظ سے ایک بے مثل معجزہ ہے اور اسکے مدعی صرف مسلمان ہی نہیں ، بلکہ خود قرآن مجید میں بھی تقریباً پانچ مقامات پر کل نسل انسانی کو یہ چیلنج دیا گیا ہے کہ اگر معترضین کو لگتا ہے کہ قرآن محمد ﷺ کا کلام ہے، یا کسی انسان کی تصنیف ہے تو تمام مخلوق مل کر اپنی تمام ذہانت و فطانت' قادر الکلامی' اور دیگر ذرائع بروئے کار لائیں اور ایک ایسی کتاب تو دور اس جیسی چند ایک سورت ہی بنالائیں ، جو اپنی صفات کے لحاظ سے قرآن کے مثل ہو۔

رسول کریم ﷺ کی بعثت کے وقت عرب اپنی فصیح لسانی میں تمام دنیا سے ممتاز تھے۔انہیں اپنی فصاحت پر اس قدر ناز تھا کہ وہ اپنے سوا تمام غیر اقوام کو ''عجم'' یعنی گونگا کہتے تھے۔قرآن مجید نے انہیں دعوت دی کہ وہ اس جیسی کوئی مثال پیش کر کے یہ ثابت کردیں کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ قرآن مجید میں ان دو مقامات پر ارشادِ ربانی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ آیات ۸۸ میں ہے کہ:

" قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ہ"

"(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ اگر تمام جن وانس جمع ہو جائیں اور کوشش کریں کہ اس قرآن کی مثل پیش کر دیں تو وہ ہرگز ہرگز اسکی مثل نہ بنا سکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار بن جائیں۔"

" وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہ"

"اور اگر تم شک میں ہو اس (قرآن) کے بارے میں ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی لے آؤ، اور اللہ کے علاوہ اپنے سب مددگاروں کو ہی بلالو اگر تم (شک وانکار) میں سچے ہو۔" (قرآن مجید۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۳)

حضرت محمدؐ کے عہد میں عرب میں بہت سے ایسے مستشرقین تھے، جنہوں نے کوشش کی کہ قرآن کی سی کوئی تصنیف محمد ﷺ کے سامنے پیش کر کے انکی نبوت کا انکار کر دیں لیکن تاریخ شاہد ہے کہ قرآن مجید کا یہ چیلنج نہ اس دور میں پورا کیا جا سکا اور نہ ہی عصر حاضر میں پورا نہیں کیا جا سکا ہے۔ قرآن مجید کا یہ چیلنج اب تک بدستور قائم ہے۔ اعتراض کرنے والے منکرین قرآن اور ایسے نامراد لوگوں سے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

" فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَا"

"پس اگر تم نے نہ کیا۔ تم ہرگز نہیں کر سکتے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔" (قرآن مجید۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۳۔۲۴)

حفاظت کا اُلوہی انتظام:

قرآن مجید کا سب سے بڑا مسلمہ اعجاز یہ ہے کہ یہ کتاب دیگر مذہبی صحائف کے برعکس ہر قسم کی تحریف وتبدل سے پاک ہے۔ مسلمانوں کا اس بات پر پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری کلام حتمی وحی قرآن مجید کی صورت میں محفوظ فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ اور یہ تاقیامت محفوظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہیگا۔ قرآن مجید کے اس اعجاز کی شہادت بہت سے غیر مسلم اہل علم بھی دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ جیسے جلیل القدر انبیاءؑ پر نازل ہونے والے مقدس صحائف اگرچہ نام سے آج بھی رائج ہیں اور انہی سے منسوب کیے جاتے ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان میں بھی تحریف ہوچکی ہے لہٰذا اب یہ ناقابل قبول صحیفے ہیں۔ لیکن قرآن مجید کو اعزاز حاصل ہے کہ خود خداوند باری تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ یہ کتاب تاقیامت جوں کی توں محفوظ رہی گی۔

" اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ہ "

" بیشک ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ الحجر۔ آیت ۹)

عقل حیران ہے کہ قرآن مجید کی حفاظت کا اہتمام اس معجزانہ طریقے سے کیا گیا ہے کہ ضخیم ہونے کے باوجود آج دنیا میں سینکڑوں مسلمان بوڑھے، جوان، بچے، عورتیں اسکے حافظ ہیں۔ ہر سال ماہ رمضان میں سینکڑوں حفاظ تراویح پڑھاتے ہیں۔ یہ خصوصیت صرف قرآن مجید کو ہی حاصل ہے۔ بائبل، وید، انجیل یا گیتا' ہمیں مذاہب عالم کے کسی بھی مقدس صحیفے کے حافظ نہیں مل سکتے۔ بیشک یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ یہ یاد کرنے والوں کو جلد اور آسانی سے یاد ہوجاتا ہے جس سے اسکی حفاظت کا بھرپور اہتمام رہتا ہے۔ چاہے ہر مطبع سے قرآن کے نسخے ختم کرلئے جائیں لیکن مسلمانوں کے قلوب سے کلام الٰہی کو نہیں مٹایا جاسکتا۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کی بے پناہ کاوشوں کے باوجود قرآن مجید تحریف سے پاک ہے۔

اگرچہ ابتدائی طور پر جب قرآن محمد ﷺ پر نازل ہوا تب اس میں قرأت اور لہجے کا اختلاف پایا جاتا تھا لیکن بعدازاں خلیفہ حضرت عثمانؓ نے سب کو ایک قرأت و لہجے پر جمع کیا اور اب لفظ، ترتیب، سورت ہر لحاظ سے پوری ملت اسلامیہ ایک ہی متن پر متفق ہیں۔ چودہ سو سال گزرجانے کے باوجود قرآن مجید میں کسی لفظ و آیت یا زبر، زیر پیش میں ترمیم و تبدیلی نہیں کی گئی۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید من و عن کل کا کل محفوظ ہے۔ اسمیں نہ کوئی تحریف ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلوبِ کلام وفصاحت وبلاغت:

قرآن مجید اپنے پختہ اسلوبِ کلام کے لحاظ سے ایک معجزہ ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی لیکن بادلیل آیات میں نہایت اہم مضامین کا احاطہ کر لیتا ہے۔ جسے بلا تمثیل سمجھنا انسانی عقل کے لیے محال ہے۔ قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے نقطہ عروج پر ہے۔ قرآن کا اسلوب اور اندازِ بیاں اسقدر پختہ لیکن شیریں ہے کہ معترضین چاہے ہر زبان کے ادب چھان لیں ایسا روح پرور اسلوب کہیں نہیں مل سکتا۔ یہ کتاب اپنے الفاظوں کے انتخاب، تلفظ، ربط و جوڑ، وزن اور ادبی معیار میں اپنی مثال آپ ہے۔

قرآن مجید حضرت محمد ﷺ پر ایسے عہد میں نازل ہوا ہے کہ جس وقت عرب سارے عالم میں فصیحوں کے سرتاج بنے ہوئے تھے۔ نزول قرآن کے وقت عرب میں بہت سے فصیح اللسان شاعر وادیب موجود تھے جو صرف عرب ہی نہیں بلکہ تمام قوموں میں ممتاز تھے اور انکی زبان آوری پر لوگ رشک کرتے تھے، لیکن یہ سارے آتش زبان، بڑے سے بڑے ادیب وشاعر بھی قرآن کی فصاحت وبلاغت کے آگے شکست کھا پڑے تھے۔ قرآن کا منفرد اسلوب، طرز بیاں حکیمانہ رنگ آج تک کسی ادب میں تخلیق نہیں ہوسکا ہے۔ کیونکہ ایک خدائی کلام کی صوتی حسن وترنم، فصاحت وبلاغت، اور اسلوب کا مقابلہ کرنا انسانی بساط سے باہر ہے۔ قرآن کی فصاحت وبلاغت' اسکی ادبیت' اور اسکے صوتی آہنگ کی معجزانہ تاثیر کا اعتراف صرف مسلم ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی اس اعجاز کے معترف ہیں۔ چنانچہ قرآن کی فصاحت وبلاغت کا مغربی دانشورین بھی اعتراف کرتے ہیں۔

پاپولر انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے:

> ''قرآن مجید کی زبان بلحاظ لفظ عرب نہایت فصیح ہے۔ اسکی انشائی خوبیوں نے اسے اب تک بے مثل اور بے نظیر ثابت کیا ہے۔''

معروف مغربی عالم جارج سیل لکھتے ہیں:

> ''قرآن کریم بلاشبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب ہے۔ کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بھی بڑھا ہوا معجزہ ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم غیب کے لحاظ سے معجزہ:

قرآن مجید غیبی علوم کا خزانہ ہے۔ اسمیں گزرے ہوئے پیغمبروں اور ماضی کے دیگر معاملات کے متعلق بہت سی ایسی خبریں درج ہیں جن کے مستند شواہد سے تاریخ محروم تھی۔ اسکے علاوہ مستقبل کی ایسی پیشین گوئیاں ہیں جو من وعن پوری ہوئی ہیں۔ قرآن مجید نے اپنے غیب کے اس اعجاز کو خود اسطرح بیان کیا ہے۔

" تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ . مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ط فَاصْبِرْ . اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ"

"(اے محمد ﷺ!) یہ (کلام) غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اس سے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ ہی آپ کی قوم۔" (قرآن مجید۔ سورۃ ھود۔ آیت ۴۹)

قرآن مجید کئی اعتبارات سے غیب ہے' یعنی جنت، دوزخ، فرشتے اور دیگر ماورائے عقل امور غیب میں ہیں۔ فرعون کی لاش کے متعلق خبر، غلبہ روم کی پیشین گوئی، بائبل کی تحریف، غلبہ اسلام کی پیشین گوئی اور بہت سے ایسے مخفی حقائق سے قرآن مجید نے پردہ اٹھایا ہے جسے سن کر مخالفین قرآن بھی حیران و ششدرہ گئے اور قرآن کے اس اعجاز کی شہادت دینے لگے۔

قرآن مجید میں غیب اور مستقبل کی کن کن باتوں کا ذکر ہے' اس موضوع پر کئی بہترین کتابیں موجود ہیں۔ یہاں اسکے تفصیلی جائزہ لینا ممکن نہیں۔ اور ہمارا مقصد اختصار کیساتھ حقائق جاننا ہے، لہٰذا یہاں قرآن مجید میں سے دو اہم موضوع کا ذکر کر رہے ہیں۔

غلبۂ روم کی پیشین گوئی:

قرآن مجید کی تمام پیشین گوئیوں میں سب سے واضح اور حیرت انگیز پیشین گوئی غلبۂ روم کے متعلق ہے۔ ایران کے مجوسیوں نے جب اہل روم یعنی عیسائیوں کو شکست دی تو اس پر کفار مکہ نے بھرپور مسرت کا اظہار کیا تھا۔ لیکن خدا نے اپنے کلام قرآن مجید میں اعلان فرمادیا کہ اہل روم جلد فتح یاب ہونگے اور ایرانیوں پر غالب آجائینگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" الٓمّٓ ہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ہ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْ م بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ہ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ . لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ . وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ہ "

"الم۔رومی مغلوب ہوگئے۔قریب ترین سرزمین میں، اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب وہ غالب ہونگے۔چند برسوں میں، اقتدار تو اللہ ہی کا ہے پہلے اور بعد میں بھی، اور اس غلبہ والے دن مومن بھی (اپنی فتح پر) خوش ہونگے۔" (۱۳) (قرآن مجید۔الروم ۱تا۴)

تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن مجید کی اس پیشین گوئی کے ٹھیک نو برس بعد ۶۲۲ء میں روم وفارس پھر ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے اور قرآن کی خبر کے مطابق رومی کمانڈر ہرقل کے بھائی تھیوڈور نے ایرانیوں کو شکست دیدی۔پھر ہرقل عراق پر حملہ آور ہوا اور نینوا کے قریب اہل فارس کو شکست سے دوچار کردیا۔اسی دن مسلمانوں نے مشرکین مکہ کو بدر کے مقام پر شکست فاش دی اور وہ اپنی جنگ بدر کی فتح پر نہایت خوش تھے۔قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی مختصر سے عرصے میں پوری ہونے پر بیشمار غیر مسلم مسلمان ہوگئے تھے۔

بائبل اور دیگر کتب سماوی میں تحریف:

اگر ہم ماضی میں جھانکیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید انکشاف سے پہلے اہل کتاب بائبل میں تحریف وتبدل سے بیخبر تھے۔اور اسے خالص الہامی کلام مانتے تھے۔حالانکہ بہت سے عیسائی مذہبی رہنماؤں میں اس الہامی کتاب میں من مانی تبدیلیاں کیں اور اسکی تعلیمات بالکل مٹادیں۔لیکن قرآن مجید نے دنیا کو اس علمی حقیقت سے آگاہ کیا کہ جس کتاب کو وہ الہامی جانتے ہیں وہ خالص الہامی نہیں رہی بلکہ اب وہ محض انسانی ذہن کا اختراع ہے۔مصنفین کے ایک گروہ نے اس میں بیشمار تغیر وتبدل کیا جس سے اسکی حقیقی تعلیمات انہی تحریفات میں حل ہوگئیں ہیں۔قرآن مجید نے دنیا کو اس حقیقت سے اسطرح آگاہ کیا:

" اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْ م بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ہ "

"پس کیا تم امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان لینگے، اور ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے کلام (بائبل) کو سنتا ہے پھر سمجھ لینے کے بعد اسکو بدل دیتا ہے، حالانکہ وہ جانتا ہے۔"

(قرآن مجید۔سورۃ البقرہ۔آیت ۴۷)

قرآن مجید کے اس حیرت انگیز انکشاف کے بعد ہی اہل کتاب اس حقیقت سے آشنا ہوئے جو کتاب انکے ہاتھوں میں ہے وہ اصلی بائبل نہیں۔ بلکہ بائبل کی محرف صورت ہے۔ اس حقیقت سے آگاہ ہونے کے بعد عیسائی علماء بائبل کے تحریف شدہ ہونے کا برملا اعتراف کرنے لگے۔

امیّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ امی یعنی بے پڑھے لکھے تھے۔ پورے عرب میں وہ نام سے کم اور صادق وامین اور اُمّی کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔ نبوت سے اور بعد زندگی میں کبھی کسی مکتب یا استاد سے کوئی تعلیم حاصل نہ کی۔ اور نہ ہی کسی شاعر و ادیب سے فصیح اللسانی سیکھی۔ جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ العنکبوت کی آیت ۴۸ میں ہے۔

" وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَٰبٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ "

"اور اے (محمد ﷺ) اس سے پہلے آپ کوئی کتاب نہیں پڑھا کرتے تھے اور نہ ہی اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، ورنہ اہل باطل اسی وقت شک میں پڑ جاتے"

حضرت محمدؐ کے ان پڑھ ہونے کے باوجود اس قدر فصیح، تمام علوم میں جامع اور علم و ہدایت سے معمور کلام کا جاری ہونا قرآن مجید کا اعجاز ہے۔ یہ بات ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص بنا کسی استاد کی رہنمائی کے سائنس، معاشرت، سیاست، اقتصادیات اور غیب کا حال بیان کرے۔ جبکہ قرآن میں ان سب کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔

عدم اختلاف:

قرآن مجید عدم اختلاف کے لحاظ سے بھی ایک یکتا معجزہ ہے۔ جسکا اعلان خود قرآن مجید نے ان الفاظوں میں کیا۔

" أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"پھر کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں ضرور اختلاف پاتے۔" (سورۃ النساء۔ آیت ۸۲)

اگر ہم وید، بائبل یا کسی بھی مذہب کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں بہت سے تضادات و اختلافات ملیں گے۔ مضامین میں اختلاف، موضوع و کردار کی صفات کی میں، تاریخ و مقام میں، غرضکہ اسقدر اختلافات ہیں جنکا شمار ممکن نہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے جب اہل مکہ کو اسلام کی دعوت دی تو وہ آپ کی جان کے دشمن بن گئے اور پیغمبر کو اس دعوت سے روکنے کے لئے ظلم و ستم، طعنے، مراعات کی لالچ اور دیگر ہر طرح کے حربے استعمال کیے۔ یہ عرصہ تیئس سال پر مشتمل تھا جس میں قرآن مجید نازل ہوا جس میں کفار کا ظلم و ستم، ہجرت اور پھر سیادت کا تاج' ایسے ایسے حالات پیش آئے جن میں کسی بھی شخص کا یکسر حالات میں رہنا محال ہے۔ لیکن قرآن مجید ان متغیر حالات کے باوجود ہر قسم کے اختلافات و تضادات سے پاک رہا۔

علمی معجزہ:

قرآن مجید علمی لحاظ سے بھی ایک معجزہ ہے۔ اسکا موضوع وید یا اپنشد کیطرح فلسفہ، یا صرف اخلاقیات وغیرہ نہیں بلکہ قرآن مجید کا موضوع انسان اور اسکی ہدایت ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں ہمیں ہر قسم کے علوم کے متعلق رہنمائی مل جاتی ہے اور دقیق سے دقیق مسائل بھی قرآن کی روشنی میں حل کیے جاسکتے ہیں۔ کوئی بھی مسئلہ چاہے وہ تہذیب، نفس، تزکیہ، حصول نجات یا خواہ سائنس کا ہو، قرآن مجید میں اس کے متعلق بنیادی و اصولی ضرور بیان ملے گا۔ اپنی جامعیت اور مضامین کی وسعت کے معجزے کی بابت خود قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ:

"وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝"

"اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔"

(القرآن مجید۔ سورۃ الانعام۔ آیت ۵۹)

قرآن مجید میں جن جن علوم کا ذکر ہے اسکا ذکر کرنا ممکن نہیں البتہ یہاں اسے چار موٹے موٹے عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- روحانی علوم: خدا کی توحید، صفات، رسالت، ایمانیات اور عبادات کا علم
- معاشرتی علوم: سیاست، اقتصادیات، تمدن، عمرانیت، اخلاقیات، قانون اور معاشرہ سے متعلق دیگر امور کا علم۔
- سائنسی علوم: علم کیمیاء، طبیعیات، طب، نباتات، فلکیات، علم ہندسہ، طبقات الارض، اور سائنس کے دیگر علوم۔
- علوم لسانیہ: ادب، صرف ونحو، علم بیان، معانی، وغیرہ۔

قرآن مجید کی علمی جامعیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول مروی ہے کہ:

"جو شخص علم حاصل کرنا چاہے، اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کا دامن تھام لے کیونکہ اسی قرآن میں ہی اول سے آخر تک سارا علم موجود ہے۔" (۱۴)

اپنی اسی کتاب (الاتقان) میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ قرآن مجید کے اس اعجاز کے متعلق لکھتے ہیں:

"قرآن نے اپنے اندر اس قدر علوم اور معارف جمع کر لیے ہیں جس قدر نہ تو کسی کتاب نے جمع کیے ہیں اور نہ ہی انکے جاننے پر احاطہ کر سکا ہے۔ قرآن نے ان علوم کو بہت ہی تھوڑے کلمات اور معدودے چند حروف میں ہی فراہم کر لیا ہے۔" (نوع ۶۴۔ فصل)(۱۵)

سنت اور حدیث:

قرآن مجید کے بعد اسلام کا دوسرا اہم ترین ماخذ سنت وحدیث ہے۔ لفظ سنت کے لغوی معنی طریقہ ہے۔ البتہ شرعی اصطلاح میں سنت سے مراد رسول کریم ﷺ کی فعلی روش ہے، جو اپنے اندر تواتر کا رنگ رکھتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے احکام الٰہی پر خود عمل کیا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے دیکھ کر وہ کام کیا۔ اس کے بعد نسلاً بعد نسلٍ تواتر کے ساتھ وہ عمل ہم تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز (عبادت) کا حکم دیا تو رسول کریم ﷺ نے خدا کے اس حکم کو اپنے عمل سے بیان کیا کہ فجر کی نماز کیسے پڑھنی چاہیے، ظہر کی نماز کیسے پڑھنی چاہیے، عصر کی نماز کیسے پڑھنی چاہیے، مغرب اور عشاء کی نمازیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کس طرح پڑھنی چاہئیں۔ پس وہ عملی نمونہ جواب تک اس امت میں جاری ہے اسی کا نام سنت ہے۔

لغت میں حدیث ہر قسم کے کلام کو کہتے ہیں۔ البتہ شرعی اصطلاح میں "آنحضرت ﷺ کے ۲۳ سالہ دور نبوت کے ارشادات، کلمات طیبات، قضایا اور فیصلے، افعال و احوال، سیر و اخلاق، الغرض اس طویل مدت میں آنحضرت ﷺ نے امت کو جو زبانی حکم دیا یا جو کچھ عملاً کر دکھایا یا کسی عمل کی تصویب قولاً یا سکوتاً فرمائی ان ہی امور کے مجموعے کا نام حدیث ہے۔" (۱۶) حدیث کے لئے اور بھی کئی اصطلاح استعمال کی جاتی ہیں مثلاً روایت، خبر، سنت اور اثر۔

حدیث کی اہمیت مسلمانوں کے نزدیک مسلمہ ہے کسی حدیث کے متعلق یہ بات ثابت ہو کہ یہ حدیث پیغمبر محمد ﷺ کی ہی ہے تو اسے ماننا مسلمانوں کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ قرآن۔ کیونکہ یہ قرآن مجید کی ہی تشریح ہے۔

عہد نبوی میں احادیث کی حفاظت زمانے میں رائج تینوں طریقوں سے ہوئی یعنی حفظ، تعامل اور کتابت۔ صحابہ کرامؓ کے پاس احادیث کے مختلف مجموعے تھے لیکن انھیں کسی ایک صحیفے میں بمع ابواب مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ انکی باقاعدہ تدوین تیسری صدی ہجری میں کی گئیں۔ جب بہت سے محدثین نے حجاز، شام، عراق، بغداد اور دوسرے ممالک جہاں صحابہ کرامؓ اور انکے تابعین رہتے ہیں تحصیل حدیث کے لئے سفر کیے اور احادیث کے کچھ مجموعے منظر عام پر آئے۔ اہل سنت الجماعت کے چھ مستند معتبر احادیث کا ذخیرہ بھی اسی دور میں مرتب ہوا جو قرآن مجید کے بعد اسلامی تعلیمات کا مستند ترین ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ ان مجموعوں کو انکی صحت کے معیار کے باعث "صحاح ستہ" کہا جاتا ہے۔ صحاح درج ذیل ہیں۔

صحیح بخاری: (۱۹۴۔۲۵۶ھ)

صحیح بخاری احادیث کا سب سے بلند اور مستند ترین مجموعہ ہے جس کا۔ اسکا اصل نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله وسننه و ایامه" ہے۔ اسکے مولف محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ ہیں، جو ۱۹۴ ہجری کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ بخاری شریف میں کل ۹۰۸۲ احادیث ہیں اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو اسکی تعداد تقریباً چار ہزار رہ جاتی ہیں۔ (۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کا حافظہ نہایت ہی قوی تھا۔ جس صحابی اور تابعی سے حدیث سنی ان کی تاریخ ولادت، جائے پیدائش، وفات، وطن ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ احادیث کے حصول کیلئے انہوں نے کوفہ، مکہ، بصرہ شام، عفان، دمشق اور دیگر بہت سے شہروں کا سفر کیا جو صحابہ کرامؓ کا مسکن رہا۔ انکی وفات ۸۲۶ ہجری میں ہوئی۔

صحیح مسلم: (۲۰۲۔۲۶۱ھ)

صحیح مسلم حافظ بن مسلم بن الحجاج القشیری کی تالیف ہے۔ اسمیں احادیث کی تعداد کل بارہ ہزار ہے لیکن مکررات کو حذف کر دیا جائے تو یہ تعداد چار ہزار ہو جاتی ہے۔

امام بخاری کی طرح خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی بلا کا حافظہ بخشا تھا۔ اور شوق علم بھی اس قدر تھا کہ اسکی تحصیل کیلئے کئی بلاد اسلامیہ کا سفر اختیار کیا۔ صحیح مسلم کا مقام و مرتبہ بخاری شریف کے بعد ہے۔ لیکن حسن ترتیب کے لحاظ سے یہ تالیف بخاری سے بڑھ کر ہے۔ (۲۰)

سنن ابی داؤد: (۲۰۲۔۲۷۵ھ)

سنن ابی داؤد چار ہزار آٹھ سو احادیث کا ذخیرہ ہے۔ جن میں بیشتر فقہی و قانونی مسائل پر مشتمل ہے۔ اسکے مولف ابو داؤد سلیمان بن الاشعثؒ ہیں۔ جو ۲۰۲ ہجری میں پیدا ہوئے اور حدیث کے حصول کے لیے متعدد بلاد اسلامیہ میں سفر کیے۔ امام بخاری اور امام مسلم کے شیوخ و اساتذہ امام احمد بن حنبلؒ، عثمان بن ابی شیبہ اور قطبہ بن سعید اور دیگر محدثین کرام سے سن تقریباً پانچ لاکھ احادیث یاد کیں تھیں۔ انہی میں سے انتخاب کر کے امام داؤد صاحب نے سنن مرتب کی۔

جامع ترمذی: (۲۰۹۔۲۷۹ھ)

جامع ترمذی کے مولف حافظ ابو عیسیٰ محمد بن موسیٰ ہیں۔ جو ۲۰۹ ہجری میں ترمذ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے احادیث امام داؤد اور امام بخاریؒ سے سماعت کیں لیکن دیگر محدثین کرام کی روایت برقرار رکھتے ہوئے تحصیل حدیث کے واسطے متعدد سفر بھی کیے۔ اور امام داؤد سے بھی حدیث سماعت کی۔ ترمذی شریف فقہی مسالک کی تفصیل سے وضاحت کے باعث دوسری تالیفات سے ممتاز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنن ابن ماجہ: (۲۰۹-۲۷۳ھ)

چار ہزار احادیث پر مشتمل یہ مجموعہ حافظ محمد بن یزید ابن ماجہؒ کی تالیف ہے۔ ابن ماجہؒ کی ولادت ۲۰۹ ہجری میں قزوین میں ہوئی۔ اکیس سال کی عمر تک قزوین میں ہی مختلف اساتذہ سے علم حاصل کرتے رہے۔ لیکن ۲۳۰ ہجری میں علم حدیث کی تحصیل کیلئے بصرہ، کوفہ، بغداد اور دمشق کا سفر اختیار کیا۔ سنن ابن ماجہ شریف میں بہت سی ایسی منفرد روایات ملتی ہیں جو صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں نہیں۔

سنن نسائی: (۲۱۴-۳۰۳ھ)

یہ امام ابو عبدالرحمٰن بن شعیب نسائی کی تصنیف ہے۔ امام صاحب ۲۱۴ھ میں خراسان میں پیدا ہوئے۔ اور بعد ازاں علم حدیث کے لئے حجاز، مصر، شام اور عراق کے سفر کیے۔ صحت کے لحاظ سے بخاری اور مسلم کے بعد نسائی شریف میں کم ضعیف حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

اسلامی قانون کے دیگر ماخذ:

اسلامی قانون کے ماخذ میں قرآن وسنت کے علاوہ تعامل صحابہ، اجماع، قیاس، بھی ہے لیکن چونکہ اس میں مختلف مسالک کے اعتبار سے کچھ معاملات میں فرق واقع ہے، اور یہ ماخذ بھی دراصل قرآن وسنت سے ہی اخذ ہیں لہٰذا اس کا یہاں تفصیلی ذکر کرنا غیر ضروری ہوگا۔

بحرحال قرآن مجید اور احادیث کی ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ کچھ دیگر کتابیں بھی ہیں جو اہل اسلام کے نزدیک مستند مانی جاتی ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو حضرت محمد ﷺ کے بعد انکے اصحابؓ اور پھر تابعینؒ کے نے تالیف کیں۔ قرآن مجید کی تفاسیر میں تفسیر ابن عباسؓ اور تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری مستند تسلیم کی جاتی ہے اور احادیث کے دیگر ذخائر میں مشکوٰۃ شریف اور طبری شریف اور دیگر شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ۲۔ کتبِ مقدسہ

۱۔ ہندو متونِ مقدسہ کا تعارف علماء ہنود کے ہی مختلف خطبات و کتابیات سے ماخوذ ہے لہٰذا دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے قارئین کو ان کتب اور انکے موضوع و کردار کی بابت اچھا یا برا ہونے اختلاف ہو سکتا ہے البتہ مصنف کی کوشش رہی ہے کہ متفقہ اور حقیقت پر مبنی معلومات کی روشنی میں ہی تعارف پیش کرے۔

۲۔ اپنشد اردو۔ ترجمہ شنکر بھاشیہ۔ مقدمہ: نگارشات پبلشرز، لاہور

۳۔ بحوالہ: مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں۔ پرویز، طلوع اسلام ٹرسٹ

۴۔ اس میں سرفہرست سوامی دیانند سرسوتی ہیں۔

۵۔ رگوید ایک مطالعہ، سوامی دیانند جی سرسوتی۔ صفحہ ۱۳، نگارشات پبلشرز

۶ ہندوستانی تہذیب کی داستان، اے ایل باشم۔ باب ۲۔ صفحہ ۶۸، نگارشات پبلشرز

۷۔ تمدن ہند۔ اردو، صفحہ ۳۳۲۔ ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔ مترجم: مولوی سید علی بلگرامی۔ مطبع شمسی آگرہ۔ بھارت

۸۔ ہندوستانی تہذیب کی داستان، اے ایل باشم۔ باب ۹۔ صفحہ ۲۰۶، نگارشات پبلشرز

۹۔ پرماتما سے مراد خدا ہے۔

۱۰۔ تحریف کا ثبوت مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ اور دیگر مضامین سے ماخوذ ہے۔

۱۱۔ خدا کی تاریخ: کیرن آرم سٹرانگ۔ صفحہ ۱۳۳۔ نگارشات پبلشرز

۱۲۔ یہ اقوال "ذکری مصر" جلد اول صفحہ ۳۲۷ تا ۳۳۳ سے اخذ کیے گئے ہیں۔

۱۳۔ الم اور قرآن مجید میں درج اسطرح کے دیگر الفاظ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ جنکے معنی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۱۴۔ "الاتقان" جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ الاتقان فی العلوم قرآن ۔از: علامہ جلال الدین سیوطیؒ ۔حصہ دوم نوع چونسٹھ ۔صفحہ ۳۱۶۔
مشتاق بک کارنر لاہور

۱۶۔ انکار حدیث کے نتائج ۔مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ۔صفحہ ۸، المیزان ناشر

۱۷۔ اصول حدیث مولانا، حبیب الرحمٰن ۔صفحہ ۳۳، دعوۃ اکیڈمی

۱۸۔ اصول حدیث مولانا، حبیب الرحمٰن ۔صفحہ ۳۳، دعوۃ اکیڈمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب میں تصورِ خدا کی اہمیت

انسان دنیا میں ہمیشہ سے کسی نہ کسی ہستی کے سامنے جھکنے کے لیے بیقرار رہا ہے۔ چنانچہ خدا کی بابت عقیدہ آج نہیں بلکہ قبل از تاریخ بھی موجود تھا۔ آج بھی خدا یا کسی ایسی ہستی کا عقیدہ دنیا کے ہر دین میں موجود ہے جو پوری کائنات کا خالق و مالک اسکا نگہبان اور پرستش کا سزاوار ہے۔

تصور خدا دراصل وہ بنیادی عقیدہ ہے جس میں پوری کائنات کی تخلیق سے لیکر اس میں ہونے والی تمام تبدیلیوں سے ایک عظیم ہستی وابستہ بتلائی گئی ہے۔ خدا وہ عظیم ہستی ہے جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔ یہ عظیم الشان کائنات اور اس میں بیشمار اقسام کی مخلوقات کا تخلیق ہونا کوئی اتفاقی عمل نہیں ہے۔ جیسا کہ مادہ پرستوں کا دعویٰ ہے۔ بلکہ ان سب امور، کاروبار کائنات کے پس پردہ ایک ہستی ہے جو اسے منظم طریقے سے چلا رہی ہے۔ خدا کا وجود کوئی معمولی بات نہیں، اور نہ ہی ہم کسی کو بھی خدا ٹھہرا سکتے ہیں۔ بلکہ خدا ایک، تنہا اور یکتا ہے چنانچہ اپنی ذات و صفات میں بھی یکتا اور لامثل ہی ہوگا۔ وہ تمام مخلوقات کا خالق و مالک، تمام علم کا جاننے والا، تمام نقائص و عیوب سے پاک اور قادر المطلق ہے۔ اگر کوئی شخص یا ہستی اگرچہ خرق عادات یا صاحب تصرف ہو، جو کہ سوتا ہو، کھاتا پیتا ہو، بیمار ہوتا ہو، انسانوں کی سی صفات کا حامل ہو، تو ہم اسے ہرگز خدا نہیں ٹھہرا سکتے کیونکہ خدا سونے، کھانے پینے، ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔

نظریۂ الٰہ کسی بھی مذہب کے مطالعے کی بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی بھی مذہب ہو اسکی تعلیمات کو صحیح طرح سمجھنے کے لیے پہلے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ وہ مذہب اپنے پیرو کو خدا کی بابت کیا تعلیمات دیتا ہے، اس مذہب کے پیرو خدا کو کسطرح، کس حیثیت سے جانتے اور مانتے ہیں اور کسطرح خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مذہب کی صداقت کا معیار اور اسکے حق ہونے کی دلیل تصور خدا ہی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کی ذات و صفات کی بابت جسطرح کا بھی تصور کوئی مذہب اپناتا ہے وہ مذہب اسی اساس سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ تثلیث، توحید، اور متعدد خدا، یہ سب خدا کے متعلق وہ مختلف تصورات ہیں جو دنیا میں بسنے والی مختلف قوموں نے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے شعور اور فکری سطح کے مطابق قائم کیے۔ سامی مذاہب نے خدا کے تصور کو ہمیشہ سے ہی وحدانیت سے جوڑے رکھا ہے۔ اگر چہ یہ توحید ناقص بھی رہی لیکن بحر حال ایک خدا کا احساس ہمیشہ انکے ہاں رہا ہے۔ البتہ غیر سامی مذاہب میں تثلیث اور کثرت پرستی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یہاں ہم سامی مذہب اسلام اور غیر سامی مذہب ہندومت میں تصورِ خدا کا جائزہ لینگے۔

ہندو دھرم میں تصور خدا

ہندودھرم میں تصورِ خدا کیا ہے؟ اسے سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔ عام طور پر ہندو خدا کے لیے بھگوان اور ایشور کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ لفظ بھگوان کے لغوی معنی خوش بخت ہیں۔ اپنے مفہوم میں یہ لفظ الہامی، مقدس، پر جلال اور عظیم ہستی تک پہنچ کر ہندوؤں کے ہاں خدا کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

اسکے علاوہ لفظ ''ایشور'' بھی قادر مطلق کے لیے عام استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ مختلف صورتوں میں ہمیں بہت سے مقامات پر ملتا ہے۔ قدیم تہذیب میں یہ لفظ ''مہیشورا'' (Maheshvara) کی صورت میں شیوا دیوتا کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ بدھ مت میں یہ لفظ الوکتیشورا (Avalokitesvara) کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ شکتی مت میں یہ ایشور ایک نسوانی خدا کی حیثیت سے ''ایشوری'' کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ بحر حال یہ لفظ ہندومت میں عام طور پر توحید پرست لوگ ایک مختار کل قوت کیلئے کہتے ہیں اور کثرت پرستوں کا یہ لفظ انکے خاص دیوتا کیلئے ہوتا ہے۔

ہندوؤں میں رواج پانے والی اصطلاحات کے علاوہ بھی ویدوں میں خدا کو پکارنے کے لیے کئی اصطلاحات استعمال کی گئیں ہیں۔ بھگوان یا خدا سے مراد ہنود کے ہاں کوئی ایک متعین ہستی ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص کا الگ الگ بھگوان یعنی خدا ہے۔ ہندومت میں ہر فرقے میں انکے بھگوان یعنی خدا کے لیے جدا جدا تصورات قائم ہیں۔ ہمیں بیک وقت توحید کا مبہم تصور بھی ملتا ہے اور ہمہ اوست اور کثرتِ خدا کا بھی۔ ویدوں میں ہمیں دیوتاؤں کی کثرت ملتی ہیں۔ جن میں اگنی، سوتا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوم، رڈر، وایو اندر اور بہت سے دیگر نام شامل ہیں۔ ہمیں ہندوؤں کی مختلف کتابوں میں خدا کے متعلق مختلف تصور ملتا ہے۔

ہمہ اوست:

اپنشدوں میں خدا کو پہچاننے کے لیے جس تعلیم کا سہارا لیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کائنات میں تمام مظاہر کی حقیقت آتمن یا برہمن ہی ہے۔ ہر شے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، مقدس اور الہامی ہے کیونکہ اُس میں خدا کا ظہور ہے۔

اگر ہم اپنشد سے خدا کا تصور دریافت کریں تو معلوم ہوگا کہ اپنشد برہمن یا آتمن کو لامحدود اور ناقابل ادراک حقیقت سمجھا جاتا ہے۔ اپنشد کے مطابق برہمن یا آتمن درحقیقت ہماری سوچ سے ماورا اور لامحدود ہے۔ ہم چاہیں اسے کسی نام یا صفات سے یاد کرلیں لیکن وہ الفاظ، صفات اور سوچ چونکہ ہمارے ذہن کی پیداوار ہوگی اس لیے محدود ہوگی جبکہ برہمن یا آتمن ہر طرح کے الفاظ اور تصور سے پاک ہے۔ ہمیں اس کا ادراک صرف اسکی کائنات سے ہوسکتا ہے۔ وہ دراصل ابدی قوت اور کائنات کی ''روح'' ہے، ہر انسان کی ''انا'' ہے اور کائنات کی تمام بڑی چھوٹی چیز اور لوگوں کے دلوں میں ہے۔(۱)

یہ تمام تعلیم جو ہندو دھرم میں زمانوں سے مروج ہے وہ ''ہمہ اوست'' کی تعلیم ہے۔ ہمہ اوست ہمیں جو باتیں سکھاتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا کوئی وجود نہیں رکھتا بلکہ وہ سب کچھ ہے۔ وہ بیک وقت تمام کائنات میں سمایا ہوا ہے۔ یعنی اس عقیدے کی رو سے ایک ہندو کے لیے سورج، چاند، حیوان اور انسان سبھی خدا ہیں۔ اور مظاہر فطرت خدا کا مظہر ہے۔ اس عقیدے کا ہمیں ویدوں میں زیادہ ذکر نہیں ملتا۔ یہ فلسفہ درحقیقت قدیم ہندوستانی دانش کا ماخذ اپنشد اور گیتا میں درج ہے۔ چنانچہ بھگود گیتا میں کرشن ارجن کو کہتے ہیں کہ:

''مجھ سے اعلیٰ و مطلق کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ یہ سارا عالم موتیوں کی مالا کی طرح مجھ سے گتھا ہوا ہے۔ میں پانی میں سیلان ہوں۔ انسان میں طاقت ہوں۔ شمس وقمر میں روشنی ہوں۔ ویدوں میں اومکار (او+اہم+کار=خود کا آکار) خود کی شکل ہوں، آسمان میں آواز اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانوں میں انکی مردانگی ہوں۔ زمین کی پاک مہک ہوں۔ آگ میں جلال ہوں۔ سب جانداروں میں انکی زندگی ہوں۔ میں ریاضت کشوں میں انکی ریاضت ہوں۔ اے ارجن! تو ہر وجود کا تخم مجھے ہی جان۔ میں عقلمندوں کی عقل ہوں، جلالی حضرات کا جلال ہوں۔"

(گیتا۔ باب ۷۔ اشلوک ۸۔۱۱)

"جو مجھے اپنا پناہ گزین بناتے ہیں، جو بربادی اور موت سے نجات کے لیے جدوجہد کرتے ہیں وہ اس عظیم آتما کو پہچان لیتے ہیں جو انکی ذات میں رہتا ہے اور اسکا ہر عمل اپنی انتہائے کمال کو پہنچتا ہے"۔

(گیتا۔ باب ۷۔ اشلوک ۲۹)

گیتا کی ان اشلوک میں ہر شے کو خدا بنا دیا گیا ہے اور خدا کے وجود میں تمام اشیاء میں رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح جب ہم اپنشد کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بکثرت وہ اشلوک ملتی ہیں جن میں ہمہ اوست کی تعلیم دی گئی ہے۔ جیسے:

"پرماتما تمام اشیاء میں پوشیدہ ہے۔ اور ظاہر نہیں ہوتا، صرف باریک بین لوگ تیز عقل سے اسے دیکھتے ہیں۔" (کٹھ اپنشد ادھیائے ا۔ پانچویں ولی۔ اشلوک ۱۲)

"پرماتما تمام چیزوں کا مالک اور بادشاہ ہے۔ جس طرح گاڑی کے پہیے کی ناف اور اوپر کے چکر میں ارے لگے ہوتے ہیں اسی طرح اس آتما میں تمام چیزیں، تمام دیوتا، تمام لووک، تمام پران، اور تمام جیو ہیں۔" (برہدارنیک اپنشد ادھیائے ۲۔ حصہ ۵۔ اشلوک ۱۵)

دیوی دیوتا:

دیوتا یا دیوی سنسکرت لفظ "دیوا" سے ماخوذ ہے۔ جسکے معنی خدا کے ہیں۔ (۲) سنسکرت میں یہ لفظ ایرانی زبان کے لفظ "دیوا" سے آیا ہے جو دراصل یورپی لفظ "دیواس" سے بنا ہے جسکے معنی "آسمانی" یا "روشن" کے ہیں۔ مونث صورت میں یہ لفظ "دیویھ" (Devih) پڑھا جاتا ہے۔ جیسا کہ عام زبان میں ہم دیوی کہتے ہیں۔ یہ لفظ مذہب زرتشت کی مقدس کتاب اوستا میں دَیوا (Daeva) لکھا ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں یہ لفظ بہت ہی معمولی سے فرق کے ساتھ موجود ہے۔ البتہ ہر زبان میں اسکا مطلب خدا یا ایسی روشن اور مقدس ہستی ہی ہے جو بہت سے تصرفات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حامل ہیں۔ انگریزی میں اسکے لیے Demi Gods, Deity اور Divine جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

دیوتاؤں کا تصور دنیا میں قدیم زمانوں سے رائج ہے۔ تاہم تاریخ میں دیوتاؤں کا تصور ایک واحد معبود مطلق کی حیثیت سے کبھی نہیں ملتا۔ اسلام کے سوا دیگر مذاہب کی طرح ہندومت میں بھی دیوتا وہ قابل پرستش مقدس ہستیاں ہیں جن سے مخلوق کو مختلف قسم کے فیض حاصل ہوتے ہیں۔ مسٹر گونداس کی تحقیق کے مطابق ویدوں میں ۳۳ دیوتا تھے لیکن بعد میں انکی تعداد تینتیس کروڑ سے بھی تجاوز کر گئی کیونکہ ہر کام کے لیے ایک الگ (یا کئی) دیوتا کا اعتقاد رکھا گیا۔ چنانچہ یجروید میں ہے:

"تیز رفتار گھوڑے، مارخور بکرے اور نیل گائے کا دیوتا سورج ہے۔ کالی گردن والے پشو کا دیوتا اگنی ہے۔ داغدار پیشانی والی بھیڑ کا دیوتا سرسوتی ہے۔ کالے رنگ والے تند خو، بائیں اور دائیں طرف سفید دھاریوں والے یا بالکل سیاہ دھاریوں والے پشوؤں کا دیوتا یم ہے۔ جس کے سفید داغ ہو اس پشو کا دیوتا وایو ہے۔" (یجروید۔ ادھیائے ۲۴۔ ترجمہ: مسٹر پرویز)

اگر ہم دیوتاؤں کے متعلق ویدوں میں بیان کردہ قصوں کو نظر انداز کر دیں تو یہ سوچنا ممکن ہے کہ بالکل ویسا تو ہرگز نہیں لیکن ان کا تصور اسلام میں فرشتوں کے تصور سے کچھ ملتا جلتا ہے' اسلامی تصور کی طرح ہمیں ہندوؤں کے ہاں "چترگپت" نامی ایسے دیوتا کا بھی ذکر ملتا ہے جس کے ذمے انسان کے اعمال ضبط تحریر میں لانا ہے۔ اسکے علاوہ وید کے مطابق یہ بھی ایک واحد معبود مطلق کی پرستش کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہندومت میں بھی دیوتا کا تصور درحقیقت فرشتوں جیسا تصور ہی ہو لیکن تصرفات کے حامل ہونے کے سبب انہیں پرستش کے لائق سمجھ لیا گیا ہو۔ چنانچہ رگوید میں بیان ملتا ہے کہ:

ایشور ہی روحانی اور جسمانی طاقتیں عطا کرنے والا ہے اور سب دیوتا اسی کا حکم مانتے ہیں۔ اس ایشور کی خوشی ہمیشہ کی زندگی کرنے والی ہے اور موت کا خاتمہ کرنے والی ہے۔ اس ایشور کو چھوڑ کر ہم کس کی عبادت کر رہے ہیں؟ (رگوید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۲۱۔ منتر ۲)

رگوید میں جن دیوتاؤں کا ذکر ملتا ہے ان میں زیادہ تر کائنات کے مظاہر شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رگوید کے خاص دیوتا اندر، ورن اگنی، مترا، سوریہ اور سوم ہیں۔ یہ سارے دیوتا قدیم آریائی دیوتا ہیں جنکی پرستش مابعد کے ہندومت میں بھی کی جانے لگی۔ ہندوستان جیسی وسیع، خوبصورت اور شاداب سرزمین جہاں بیشمار فطری مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، ایسے میں وہ قوم جسکا شعور نہایت ہی پست تھا، کوئی حیرت نہیں کہ وہ سورج، چاند ستارے اور دیگر پراسرار چیزوں کی پرستش کرنے لگے یا ان سے التجائیں کریں۔ ہندومت کے ابتدائی دور سے ہی انسان سے زیادہ طاقتور اور عقل سے بالاتر ہر فطری وغیر فطری شے کو خدا مانا جاتا تھا۔ چنانچہ آگ، ستارے، سورج، گائے، سانپ، لنگم اور یونی یعنی زنانہ عضو آج بھی مختلف مندروں میں پوجے جاتے ہیں۔ ویدوں کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ڈراوڑی قوم میں ان مظاہر فطرت کی پرستش اسی خاطر کی جاتی تھی کہ انکے مطابق یہ سب انکی ضروریات پورا کرتے تھے۔ وہ ان سب کو خدا یا ایک جاندار، طاقتور اور قابل پرستش ہستی یعنی دیوتا مانتے تھے۔ چنانچہ ویدوں اور اپنشد میں ہمیں ''اے اگنی، (آگ) اے اندر (بادل) اے ردرا'' اور اس طرح کے جملے کثرت سے ملتے ہیں جن میں ان سے دعائیں مانگی گئیں ہیں۔ اسی طرح پانی سے خطاب والے منتر ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔

ہندو دھرم میں اگرچہ بہت سارے دیوتا رواج پا چکے تھے لیکن ان تینتیس کروڑ خداؤں کا تصور ابتدائی دور میں نہ تھا۔ دیگر مذاہب سے اختلاط کے سبب ان کتب مقدسہ میں مذکور خدا اور انکی دیگر تعلیمات دوسرے مذاہب سے شیر وشکر ہو گئیں۔ ۷۰۰ قبل مسیح تک بہت سے نئے دیوتا اور خدا عوام میں مقبولیت حاصل کر گئے تھے۔ ۴۰۰ صدی عیسوی تک ۳۳ خداؤں کا تصور قائم ہو چکا تھا لیکن اضافت کا یہ عمل رکا نہیں بلکہ مزید پروان چڑھ کر مقبول ہوتا گیا۔

آریوں کا قدیم دیوتا اندر تھا جو بیک وقت جنگ اور موسم کا دیوتا تھا۔ رگوید میں مذکور تمام دیوتاؤں میں اندر اور اگنی کی اہمیت سب سے نمایاں ہے۔ سوریہ کے معنی سورج ہیں، یہ ایک شمسی دیوتا ہے۔ اگنی اور سوریہ دیوتا کا تعلق زرتشت یا پھر قدیم آریائی دھرم سے منسلک معلوم ہوتا ہے جس میں انکی پرستش کی جاتی ہے۔

ویدوں کے مطابق دیوتاؤں میں بھیڑ میں ایک عظیم الشان ہستی جسے ہم خدا کہتے ہیں، کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہچاننے کے لیے سب سے بہترین اور درست علامت اگنی (آگ) ہیں۔لیکن اگر ہم اگنی کی تحقیق کرینگے تو ہمارا ذہن الجھتا ہی جائیگا۔یجروید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوتا دراصل کوئی خاص ہستی نہیں بلکہ یہ وہی عام عناصر ہیں۔لیکن رگوید کے منتروں میں اسے ایک کوئی روحانی ہستی کی حیثیت سے ہی پیش کیا گیا ہے۔چنانچہ رگوید کے سب سے پہلے منتر میں اسے خدا سے تعلق جوڑنے اور قربانی (یکیہ خدا تک پہنچانے والے) کے لیے وسیلہ اور ایک پیغمبر بتایا گیا ہے اور اسی رگوید میں تیرہویں منڈل میں اگنی کو بطور معبود پیش کیا گیا ہے۔

اسی طرح ایک دیوتا گنیش ہے جو کہ ہنود کا وہ معبود ہے جس کا سر ہاتھی کا ہے اور جسم انسان کا۔ان دیوتاؤں کے علاوہ ہندو دیگر اور بھی دیوی دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔یہ رجحان ہندومت میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔یہ بات بلا شک وشبہ کہی جا سکتی ہے کہ ہندو دھرم میں خدا کی کوئی ایک ہستی متعین نہیں بلکہ ہر مقدس کتاب میں ایک نئے دیوتا اور خدا کا ذکر ملتا ہے۔ویدا اپنے پُر زور الفاظ میں مظاہر فطرت آگ، ہوا، سورج اور پانی کی پرستش کی تعلیم دیتا ہے۔اپنشد بھی ایک ایسے غیر شخصی خدا کی پرستش کی حمایت کرتا ہے جو انتریامی یعنی ہر شے میں سمایا ہوا ہے۔چنانچہ اسکا ظہور سورج، چاند ستارے ہر اشیاء میں ہے اور اسکا جسم تمام اجسام کا مجموعہ ہے۔گیتا، پران، رامائن وغیرہ میں مزید اور بھی کئی مختلف خداؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔

موجودہ ہندومت میں وہ خدا اور دیوتا جن کی پرستش کی جاتی ہے، انکی تعداد ۳۳ کروڑ تک بتائی جاتی ہے۔ان میں، سورج، چاند، آگ، ہوا، دمنا، متنگی، سائیں ہنومان، (بندر دیوتا) اِندر، کرما، شکتی، رام، کرشنا، شکن، ورن، سکندر، اور بدھ مشہور ہیں۔

ان دیوتاؤں میں سے بیشتر دیوتاؤں کی تکمیل دیویوں سے ہوتی ہے۔دیوی ایک نسوانی خدا کا تصور ہے جو ہندو دھرم میں برہما کے نسبت زیادہ مقبول ہے۔موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے آثار سے یہ ثابت ہو چکی ہے کہ ہندوستان میں آریوں کی آمد سے کافی عرصہ پہلے ہی ایک دیوی کی پرستش عام تھی۔

دیوی ماں کا سب سے مشہور اور مقبول تصور کالی اور درگا ماتا ہے۔ہندو صحائف کے علاوہ اسکی مورتی سے بھی اسکے کردار کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔شیر پر سوار ایک راکھشس (بدمخلوق) کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے ترشول (ایک قسم کا ہتھیار) سے مارتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ گلے میں لٹکتی ہوئی کھوپڑیاں اور آدھی باہر نکلی ہوئی لال زبان اس بات کی علامت ہے کہ وہ ابھی ابھی خون پی کر آئی ہے۔ اسطرح یہ اسکا ایک خوفناک پہلو ہے لیکن ساتھ ہی وہ اپنے دوسرے ہاتھ کے اشارے سے اپنے بھگتوں کو تسلی دیتے ہوئے نظر آتی ہے۔ یعنی ایک طرف وہ بدکار اور رکھشسوں کے لیے ایک خوفناک ہے تو دوسری طرف وہ اپنے بھگتوں کے لیے محافظ اور ان سے محبت کرنے والی دیوی ماں ہے۔

دیوی دراصل خدا کی محبوبہ یا بیوی مانی جاتی ہیں۔ ان دیویوں میں رام کی بیوی سیتا، کرشن کی محبوبہ رادھا، برہما کی بیوی (ساتھی ہی بیٹی بھی) سرسوتی، شیو کی بیوی پاروتی، کرشن کی ملکہ خاص رکمنی اور اس کے علاوہ قدیم تہذیبوں سے تقدس کی حامل رہنے والی دیویاں درگا، گنگا، مایہ، اور دھومرتی معروف ہیں۔

حیوانیت پرستی:

اپنشد کے ہمہ اوست کے نظریہ کے تحت ہی ان متعدد خداؤں کے علاوہ ہندومت میں حیوانوں کی پرستش بھی کی جاتی ہے۔ جن میں گائے، بیل، سانپ، ہاتھی، مچھلی اور بندر بھی شامل ہے۔ انکی پوجا ہندوستان کے مختلف علاقوں کے مندروں میں کی جاتی ہے اور انتہائی فراخ دلی سے خدائی صفات سے نواز کر انہیں اپنا معبود تسلیم کیا گیا ہے۔ اس حیوانیت پرستی میں اگرچہ بندر اور سانپ کا ذکر ویدیا کسی اور قدیم ہندی کتب میں نہیں ملتا۔ البتہ مختلف حیوانات کا ذکر بطور دیوتا کی سواری کے ضرور ملتا ہے۔ گمان ہے کہ ہندھرم میں حیوانیت پرستی اور یہ تقدیس اسی باعث ہو۔ گائے اور بیل کے متعلق وید بھی تقدیسی کلام سے بھری پڑی ہے۔ وید میں ہے:

"پرجاپتی دیوتا (خالق کائنات) اور پرمیشٹھی دیوتا اس کے دوسینگ ہیں۔ اندر دیوتا اس کا سر ہے۔ اگنی دیوتا اسکی پیشانی ہے۔ یم دیوتا اسکے گلے کی گھنڈی ہے۔ سوم دیوتا اسکا مغز ہے۔ آسمان اوپر کا جبڑا ہے اور زمین نیچے کا جبڑا۔ الخ۔ سارا جہان اور کل دیوتا گویا گائے کا ہی سراپا ہے۔" (اتھروید کانڈ ۹ سوکت ۷۔)(۳)

"بیل نے زمین وآسمان کو اٹھایا ہوا ہے۔" (رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۳۱: منتر ۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بیل اس وسیع پھیلتی ہوئی زمین اور بہشت کو سنبھالے ہوئے ہے، بیل نے ہماری درمیان اس کشادہ فضا کو سنبھالا ہوا ہے، بیل نے بادلوں کے چھ طبقات کو تھاما ہوا ہے۔"

(اتھروید، کانڈ ۴۔ سوکت ۱۱۔ منتر ۱)

گائے سے حاصل شدہ اشیاء یعنی دودھ، مکھن، پیشاب اور گوبر تزکیہ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ مانا جاتا ہے۔ ہفتے میں ایک مقررہ دن کو گائے کے پیشاب اور گوبر کو گھر میں بچھانے کا رواج آج بھی بہت سے ہندوستانی دیہاتوں میں رائج ہے۔ اور ہندو قانون میں بھی اس عمل کو طہارت والا عمل قرار دیا گیا ہے۔ منودھرم شاستر میں ہے کہ:

"پاک صاف اور پر سکون جگہ منتخب کرنے کے بعد اس پر گائے کے گوبر کا لیپ کرے۔ لیپ کا رخ جنوبی ہونا چاہیے۔" (منوشاستر: باب ۵۔ اشلوک ۲۰۵)

"زمین پانچ طرح سے پاک ہوتی ہے: جھاڑو سے' گائے کا گوبر لیپنے سے' گائے کا دودھ یا پیشاب چھڑکنے سے' سطح کی مٹی کھرچنے سے اور اس پر ایک دن رات گائے کے قیام سے۔"

(منوشاستر: باب ۵۔ اشلوک ۲۰۵)

اگرچہ ان جانوروں بالخصوص گائے کی پوجا عام کی جاتی ہے لیکن ہندو اس بات کا شدید انکار کرتے ہیں کہ وہ گائے یا ان جانوروں کو خدا یا دیوتا سمجھ کر اسکی پرستش کرتے ہیں، بلکہ انکا دعویٰ ہے کہ وہ صرف ہمہ اوست کے تحت اسکی عزت واحترام کرتے ہیں۔ بحر حال جو بھی ہو، اس بات سے کسی ذی عقل شخص کو انکار نہیں کہ ہندوؤں کے ہاں گائے کا جو تقدس ہے وہ یقیناً خدا کا بھی نہیں ہے۔

عقیدۂ تثلیث: (تری مورتی)

ہندومت میں اصلاح کی خاطر جو تبدیلیاں کی گئیں ان میں تری موری کا تصور نہایت اہم ہے۔ اسکی رو سے حقیقی خدا یا دیوتا تین ہیں۔ باقی تمام خدا، دیوتا و دیویاں انہی کے ماتحت ہیں۔ ان میں سے ایک خالق، ایک نگہبان اور ایک تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ گویا ہندوؤں نے تین کاموں کیلئے تین الگ الگ خدا اپنے ذہن میں متعین کر دیے۔ ان تین خداؤں کا نام بالترتیب درجہ براہمہ، وشنو اور شیو ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برہمہ: (خالق)

براہمہ سے مراد خالق ہے۔ یہ دیوتا کائنات کا نقطہ آغاز مانا جاتا ہے۔ لہٰذا اسکا درجہ بھی بہت اونچا ہے۔ ویدک ادب کے آخری حصے میں برہما کو ایک واحد اور سب سے اعلیٰ خدا مانا گیا ہے۔ اگر چہ اسکے متعلق بنیادی عقیدے یعنی خالق ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسکی اہمیت کم ہوتی گئی اور رزمیہ ادب میں اسے دوسرے دیوتاؤں کی طرح محض ایک مقدس روح کا حیثیت سے پیش کیا گیا ہے جس نے یہ کائنات تخلیق کی۔ ہمیں شیوا اور وشنو کی پوجا کرنے والے ہندو بہت سے مل جائینگے لیکن برہما، ویدوں کے اس عظیم دیوتا کی پرستش کرنے والے بہت ہی کم یا شاید بالکل نہیں ملیں گے۔ بلند مقام ہونے کے باوجود برہما کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں۔ اجمیر میں قائم ایک قدیم آریائی مندر کے علاوہ اس دیوتا کے مندر ہندوستان میں شاذ و نادر ہیں۔

وشنو: (نگہبان)

دوسرے خدا کا نام وشنو ہے، جسکے معنی ہیں نگہبان یا چلانے والا۔ جیسا کہ برہما اس کائنات کا خالق تھا، اسی طرح اس طرح کائنات محافظ اور نگہبان وشنو دیوتا ہے۔ دلچسپ بات ہے کہ برہما کی اہمیت ہمیں ویدک ادب میں ملتی ہے لیکن رزمیہ ادب میں اسکی کوئی خاص حیثیت نہیں ہے۔ جبکہ وشنو دیوتا جو کہ ویدک ادب میں کسی خاص مقام سے محروم ہے، اسے رزمیہ ادب میں عظیم دیوتا کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ بالخصوص شیو کے برعکس اسکا کردار رحمدل بتایا گیا ہے جو مخلوق کی حفاظت اور معاونت کے لیے وقتاً فوقتاً جزئی یا کبھی کلی طور پر بشری، انسانی اور مختلف صورتوں میں دنیا میں آتا ہے جسے اوتار کہا جاتا ہے۔ اوتار کا تفصیلی ذکر آگے کیا جائیگا۔

شیو: (تباہ کرنے والا)

شیو سے مراد ہے تباہ کرنے والا۔ یہ دیوتا قدیم ہندو تہذیب کی ان باقیات میں سے ہے جو آج بھی موجود ہے۔ وادیٔ سندھ سے برآمد کئی ایسی مہریں ملی ہیں جن سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ شیو یا اس جیسے کسی اور دیوتا کی پرستش قدیم دور میں بھی کی جاتی تھی۔ ہندوستان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب آریائی قوم نے قدم رکھا تو انکے ہاں بھی ایک غضبناک دیوتا کا تصور تھا جسے وہ ''رُدر'' کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ دیوتا ہو بہو شیو جیسا تھا چنانچہ دونوں تہذیبوں کے اختلاط کے بعد شیو اور آریائی دیوتا رُدر کو ایک ہی تسلیم کر لیا گیا تھا۔

ہندوؤں میں یہ دیوتا ایک غضبناک حیثیت رکھتا ہے۔ جو اپنی وحشت اور جلال سے سب کو اپنے آگے جھکا دیتا ہے۔ ویدوں اور پران کے مطابق شیو ''رُدر'' دیوتا کی صورت میں کوہستان ہمالیہ کی بلند پہاڑی کیلاش پر گہرے مراقبے میں مستغرق اور شیر کی کھال پر بیٹھا رہتا ہے اور اپنے مراقبے کے ذریعے دنیا کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اسکی پرستش لنگ یعنی عضو تناسل کے توسط سے کی جاتی ہے۔ اسکی محبوبہ بیوی پاروتی ہے جسکی بہت سی صورتیں ہیں۔ اوما کی صورت میں پاروتی ایک رحم دل ماں، کامی کی صورت میں قدرتی آفات کی دیوی اور درگا کی صورت میں ایک خوفناک دیوی ہے۔

برہما، شیوا اور وشنو:

برہما کائنات کا نقطۂ آغاز مانا جاتا ہے۔ لیکن مہابھارت، وید اور خاص کر پرانوں میں ان دیوتاؤں کے بارے میں جو کچھ لکھا اسے پڑھ کر ہم اس بات کا تعین نہیں کر سکتے کہ برہما نے سارے باقی دیوتاؤں کو جنم دیا ہے یا شیوا یا وشنو نے۔ ہمیں پرانوں میں ان کے بارے میں بیک وقت عجیب و غریب باتیں ملتی ہیں مثلاً شیو پران میں تخلیق کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ برہما وشنو سے پیدا ہوا اور پھر شیوا اچانک نمودار ہو گیا۔ لیکن متسیہ پران کے مطابق برہما نے خود کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اسی طرح ان دیوتاؤں کے بارے میں عجیب و غریب حکایات بھی عام ملتی ہے۔ جسکا ذکر متعلقہ باب میں آئیگا۔ یہاں ہم تخلیق کائنات کے وقت برہما اور وشنو میں ہونے والی بحث نقل کرینگے، جو کہ متسیہ پران کے خلاصے میں تخلیق کے عنوان کے تحت نقل ہے:

''برہما نے شیوا سے تخلیق کے عمل میں مدد کے لیے پوچھا۔ ''تم اس طرح کوئی نوع کیوں نہیں پیدا کرتے؟''

شیوا نے تخلیق کا آغاز کیا لیکن اس نے تمام مخلوقات کو اپنی طرح لازوال بنایا۔

برہما نے کہا۔ ''یہ تم کیا کر رہے ہو؟ لازوال مخلوق مت بناؤ اسکے بجائے کوئی فانی مخلوق بناؤ۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب میں شیوا نے کہا: ''کیا میں اس کام سے دستبردار ہو جاؤں؟ اگر میں تخلیق کرونگا تو صرف لافانی خلقت بناؤنگا۔''

برہما نے درخواست کی: تو پھر مہربانی ہوگی تم تخلیق نہ کرو، میں اپنی خلقت کی خود فکر کرلونگا۔''

اسکے علاوہ لنگ پران میں ''برہما اور وشنو'' کے تحت یہ قصہ درج ہے کہ برہما اور وشنو آپس میں اس بات پر جھگڑنے لگے کہ کون کس کا خالق ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے یہ طے پایا کہ دونوں ایک دوسرے کے شکم (پیٹ) میں جا کے دیکھیں گے کہ کون کس سے بنا ہے۔ وشنو برہما کے شکم کے اندر گیا، اسے کوئی انتہاء نہ ملی تو وہ واپس لوٹ آیا۔ پھر برہما وشنو کے شکم میں گیا تو وشنو نے نکلنے کے تمام راستے بند کر دیے۔ جب برہما نے وشنو کو دھمکی دی تو وہ برہما سے معافی مانگنے لگا۔

اسی طرح ان تینوں دیوتاؤں کے بارے میں مہابھارت پران اور دیگر کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے اسے پڑھ کے انسانی عقل شرما جاتی ہے اور ان خرافات کے باجود ہنود کا ان کتابوں پر ایمان دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔

www.kitabosunnat.com

اوتار:

لفظ اوتار (Avatar) دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ او کا مطلب ہے نیچے، اور تار کا مطلب ہے آنا یا گزرنا، یعنی اوتار سے مراد ''وہ جو نیچے اترا'' یا ''وہ جو نیچے آیا''۔ بعض علماء ہنود مثلاً سوامی امر جیوتی کے مطابق اوتار لفظ ''اوترنا'' سے ہے جسکے معنی خدا کا ظہور یا اسکی طرف سے تنزل ہے۔ عام مذہبی اصطلاح میں اس سے مراد زمین پر کسی بھی صورت میں دیوتا یا خدا کا نزول ہے۔

حالانکہ خدا وہ ہستی ہوتی ہے جو غیر مرئی، قادرِ کل، تمام برائیوں اور مجبوریوں سے پاک ہو اور چونکہ یہ تمام نظام کائنات خدا کی ہی تخلیق ہے، لہٰذا عقل کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ اچھی بری تقدیر کا خالق خدا ہی ہے۔ وہ جو چاہے، جس طرح چاہے اور جب چاہے کر سکتا ہے لیکن اسکے باوجود ہندو دھرم میں عقیدہ اوتار عقیدت کے ساتھ رائج ہے۔ اس عقیدے کے مطابق خدا نیک لوگوں کی مدد، دھرم کے قیام اور برائی کے خاتمہ و بیخ کنی کے لیے اکثر لباسِ بشری و حیوانی میں دنیا میں آتا ہے۔ اسکے لیے خدا کوئی بھی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ چنانچہ زمین پر آنے والے ایک زبردست سیلاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے منو اور ویدوں کو بچانے کے لیے خدا کا مچھلی کی صورت میں زمین پر آنا اور اپنا شباب برقرار رکھنے کے لیے آبِ حیات سمندر میں تلاش کرنے کے لیے خدا کا سمندری کچھوا بننے کا واقعہ ہندو دھرم میں عام مشہور ہے۔ ہندو دھرم کا یہ اہم ترین عقیدہ ویدوں میں کہیں نہیں ملتا البتہ پران اور گیتا میں اسکا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً:

"جب کبھی نیکی کا خاتمہ ہوتا ہے، اور بدی پھیلتی ہے، تب میں خود ظاہر ہوتا ہوں۔ نیکوں کی حفاظت اور جو برے ہیں انھیں ختم کرنے کے لیے۔ نیکی کو قیام کے لیے ہر عہد بعد میں خود ظاہر ہوتا ہو۔"

(بھگود گیتا۔ ادھیائے ۴۔ اشلوک ۸۔۵)

ہندو دھرم میں اوتاروں کی تعداد بیشمار ہیں۔ بھگوت پران میں ہمیں ۴۰ اوتاروں کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کی وضاحت بھی ملتی ہے کہ اوتار لاتعداد ہیں۔ پہلے باب میں وشنو کے بائیس 22 اوتاروں کا ذکر ہے۔ البتہ ان میں دس مقبول اوتار ہیں جنکے بارے میں ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں کافی کچھ درج ہیں۔

☆ متسیا	مچھلی کی صورت میں
☆ کورم	کچھوے کی صورت میں
☆ وراہا	خنزیر کی صورت میں
☆ نرسنگھ	آدھے شیر اور آدھے انسانی جسم کی صورت میں
☆ ومنا	پست قد برہمن کی صورت میں
☆ پرشو	پرشورام کی صورت میں
☆ رام	رامائن کے مرکزی کردار رام کی صورت میں
☆ کرشن	گیتا کے بنیادی کردار کرشن کی صورت میں
☆ بدھ	مہاتما گوتم بدھ کی صورت میں
☆ کلکی	مستقبل میں آنے والے کلکی کی صورت میں

باقی غیر معروف اوتار کے نام یہ ہیں:

☆ موہنی	ایک عورت کی صورت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ یجنا	قربانی کے دیوتا کی صورت میں
☆ پریتھو	---
☆ دوانتری	آیورویدک ادویات کا دیوتا (یاباپ)
☆ کپیلا	سانکھیا مسلک کا بانی
☆ دتاتریا	تثلیث (برہما، وشنو، شیو) کا مشترکہ اوتار۔
☆ رشابھا	---
☆ نرائن	---
☆ ویاس	ویدوں کو مرتب کرنے والا مولف

پران میں وشنو کے علاوہ ہاتھی نما دیوتا گنیش کے بھی مختلف حیوانی صورتوں میں چار اوتاروں کا ذکر ہے۔ وشنو کے ہم پلہ شیو کے بھی اٹھائیس 28 اوتاروں کا نام درج ہے۔ اسکے علاوہ دیوی ماتا اور کئی دوسرے دیوتا ہیں جنکے اوتاروں کا ذکر مختلف صحائف میں ہیں۔ جن میں ہنومان، سیتا، رادھا اور بہت سی ہستیاں شامل ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہندوؤں کے مطابق خدا کا اوتار کلی بھی ہوسکتا ہے اور جزئی بھی، لہٰذا ہر اچھی اور عظیم ہستی کو وشنو کا اوتار ہی تصور کیا جاتا تھا۔ ہنود میں اوتار کے تحت ہر ہستی کو اپنا معبود مان لینے کے بارے میں ڈاکٹر موسیو لیبان فرانسیسی لکھتے ہیں:

"ہندو کی جبلت ایسی واقع ہوئی ہے کہ کیسا ہی دیوتا اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ اسکے سامنے پیش کیا جائے وہ اسے خوشی سے مان لیتا ہے بلکہ خود کو ہدایت کرنے والے کو وشنو کا ایک اوتار ماننے کے لئے تیار ہے۔ اسی وجہ سے نصرانی مشنری ہندوؤں میں زیادہ کامیاب نہیں ہوتے۔ حضرت مسیحؑ جنکے حالات کسی قدر کرشن سے ملتے ہوئے ہیں۔ وشنو کے اوتار سمجھے جاتے ہیں۔ اور مشنریوں سے ہندو یہی کہتے ہیں ہم میں عیسیٰ مسیحؑ موجود ہیں اور ہم تم سے زیادہ نصرانی ہیں۔ جس زمانے میں پرس آف ویلز ہندوستان میں تشریف لائے تو انکی شان وشوکت دیکھ کر ہند کے عوام الناس انہیں یہی وشنو کا اوتار سمجھے تھے۔" (۵)

آریا سماج والے چونکہ اسلامی تعلیمات سے متاثر فرقہ ہے اس لیے یہ عقیدۂ اوتار کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدید انکار کرتے ہیں۔ انکے مطابق شری کرشن جیسے صالح لوگوں کو خواہش ہوتی ہے کہ وہ دھرم کے قیام کے لیے دوبارہ جنم لیں چنانچہ اس میں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں ہے کہ وہ اس کا اظہار (گیتا میں) کریں، جو لوگ اوتار کے قائل ہیں وہ دراصل وید سے جاہل ہیں۔

توحید:

اسلام کے سوا آج کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جس نے اپنی تعلیمات میں خدا کی وحدانیت کو برقرار رکھا ہو۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا کے ہر دین وشریعت کی بنیاد درحقیقت توحید ہی ہے جو رائج تو نہ ہو سکی البتہ آج بھی مذاہب کی کتبِ مقدسہ میں انکی جھلک ملتی ہے۔ اسی طرح ہندو دمت میں جہاں بے شمار مظاہر فطرت، دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی ہے وہیں انکے سب کے پس پردہ ایک عظیم واحد ہستی بھی پوشیدہ ہے۔ تمام دیوتا اور خدا اپنے بھکتوں (چاہنے والوں) کے لیے خدائے واحد کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کے نزدیک یہ ضروری نہیں کہ خدائے واحد کو تسلیم کرنے کے لیے دوسرے دیوتاؤں کا انکار کیا جائے، بلکہ وہ دوسرے دیوتاؤں کو اپنے مخصوص دیوتا کے ماتحت جانتا ہے۔ ویدوں کے مطابق اگنی، وایو، وشنو، شیوا درحقیقت ایک ہی خدا ہے۔ پجاریوں نے انہیں مختلف کردیا ہے۔ رگوید میں ہمیں اسی قسم کا بیان ملتا ہے:

"پجاری ایک ہی خدا کو بہت سے ناموں سے پکارتے ہیں۔ وہ اسے اندر بھی کہتے ہیں اور متر بھی ورن بھی کہتے ہیں اگنی بھی۔" (رگوید۔ منڈل ا۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۶۴)

"اے اگنی! تم ہی نیکوں کی دلی تمنائیں پوری کرنے والے اندر ہو۔ تم ہی عبادت کے قابل ہو۔ تم ہی بہت لوگوں کے قابل تعریف وشنو ہو۔ تم برہما اور برہسپتی ہو۔" (رگوید۔ منڈل ۲۔ سوکت ا۔ منتر ۳)

ہندو دھرم میں متعدد خداؤں کا تصور رواج پانے کے بعد بہت سی اصلاح تحریکیں اٹھیں جنہوں نے دیوتاؤں کی تعداد گھٹا کر تین تک محدود کرنا چاہا اور تری مورتی کا تصور قائم کیا تاہم آریا سماج جو کہ ہندوؤں کا ایک بااثر فرقہ ہے، ان کے علاوہ کسی میں توحید کا تصور قائم نہ ہو سکا۔ آریا سماج والے مانتے ہیں کہ اگنی، وشنو، شیوا، ردو، برہسپتی، پرجاپتی وغیرہ سب خدا کی صفات ہیں۔ چناچہ سوامی دیانند سرسوتی نے "ستیارتھ پرکاش" کے پہلے سملاس (باب) میں خدا کے ان سو ناموں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح کی ہے۔

چونکہ ہندوؤں کی اکثریت شیومت، وشنومت اور سناتن دھرم سے تعلق رکھتی ہے، جن میں خدا کے اوتار کا تصور قائم ہے لہٰذا اوتار کے گمراہ کن اور مضر عقیدے کے سبب توحید جو کہ عقل و فطرت کے عین مطابق ہے، ہندو دھرم میں مروجیت سے اب تک معذور ہے۔ ہندو دھرم میں توحید کی تعلیمات کا حوالے آگے دیے جا رہے ہیں۔

خدا کا گھر:

ویدوں میں ہمیں مختلف دیوتاؤں کے مختلف گھر کا ذکر ملتا ہے۔ اتھر وید کے مطابق خدا یعنی کہ ایشور بہشت میں واقع ایک شہر میں اپنے محل میں رہتا ہے۔ چنانچہ اتھر وید میں لکھا ہے کہ:

''جو برہما کے اُس شہر کا جانتا ہے جو امرت (آب حیات) سے گھرا ہوا ہے، اسی کو برہما اور برہم طویل عمر اور اولاد عطا کرتے ہیں۔ نہ اسکی بصارت جاتی ہے اور نہ طبعی زوال (بڑھاپے) سے پہلے اسکی سانس۔ ہاں وہی شہر کہ جسکی وجہ سے اسکا نام پرش ہوا۔'' (اتھر وید۔ کانڈ ۱۰۔ سوکت ۲۔ ۲۸)

خدا کی جائے رہائش اس شہر کے بارے میں مزید لکھا ہے کہ:

''اُس شہر کی آٹھ فصیلیں اور نو دروازے ہیں۔ وہ دیوتاؤں کا شہر ہے جسکا نام ایودھیاء ہے۔ اس میں بہشتی روشنی سے ڈھکا ہوا سونے کا ایک صندوق ہے۔ اس سونے کے صندوق میں تین ڈنڈے اور تین کھمبے ہیں۔ اس میں جو ایشور رہنے والا ہے اسے برہم کے جاننے والے ہی جانتے ہیں۔ وہاں اس سنہری محل میں برہما رہتا ہے جسکا نام اپراجت ہے۔ اس کی ہر جانب نور چمک رہا ہے۔''

(اتھر وید۔ کانڈ ۱۰۔ سوکت ۲۔ منتر ۳۱)

وشنو پران کے مطابق بھی برہما اپنی بیوی سرسوتی کے ساتھ بہشت میں ستیا لوک (حق کی جگہ) میں رہتا ہے۔ لنگ پران کے مطابق وشنو اپنی بیوی پاروتی اور اپنے بیٹے گنیش کے ساتھ ورانسی نام کے شہر میں رہتے ہیں۔

متون مقدسہ میں خدا کا مقام وحیثیت:

ذیل میں ہم ہندو متونِ مقدسہ کے چند اقتباسات نقل کر رہے ہیں جن سے قارئین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے یہ واضح ہو جائیگا کہ ہندومت میں خدا کی تعریف، حیثیت، عظمت اور اسکا کیا مقام ہے۔

"وہ اپنے آپ بنا سانس کے سانس لے رہا تھا اور اسکے سوا کوئی دوسری شے نہ تھی"

(رگوید۔منڈل ۱۰۔سوکت ۱۲۹)

"وہ دینے والا اور کرم کرنے والا ہے۔" (رگوید۔منڈل ۳۔سوکت ۳۴۔منتر ۱)

"وہ اندر تنہا تمام امارت کا مالک ہے۔ عطا کرنے والا، وہ ثروت، رتھ، گاؤں اور گھوڑوں سے محبت کرنے والا ہے۔" (رگوید۔منڈل ۱۔سوکت ۵۲۔منتر ۱۴)

"ہزاروں سروں والا پرش، (ایشور) ہزاروں آنکھوں والا، ہزاروں پاؤں والا وہ کائنات کو سب طرف سے دس انگل دور سے گھیر کر ٹھہرا ہوا ہے۔"

(رگوید۔منڈل ۱۰۔سوکت ۹۰۔منتر ۱)

"نہ وہ کثیف ہے، نہ دقیق، نہ وہ عریض ہے، نہ طویل نہ وہ آگ کی طرح سرخ ہے نہ پانی کی طرح سیال، وہ بے سایہ ہے۔ اس میں تاریکی نہیں ہے، وہ بے ہوا، بے آکاش، بے تعلق کے، بے ذائقہ کے، بغیر بو کے ہے، وہ بے چشم ہے، بغیر کان کے ہے، بغیر دہانہ کے، بغیر دل کے، بے روشنی، بے منہ، بے اندازہ، بغیر ظاہر و باطن کے ہے۔ وہ کچھ نہیں کھاتا۔ اس کو کوئی نہیں کھاتا۔"

(برہدارنیک اپنشد۔ادھیائے ۳۔حصہ ۷۔اشلوک ۸)

"وہ تمام دیوتاؤں اور انسانوں کا خالق ہے۔ وہ لازوال دانت والا، بہت کھانے والا، اور علم والا ہے۔ اس کی مہما بہت بھاری ہے۔ خود نہ کھایا جاتا ہوا وہ سب کچھ بھی کھاتا ہے جو نہیں کھانا ہے۔"

(چھاندوگیہ اپنشد۔ادھیاء ۴۔کھنڈ ۳۔اشلوک ۷)

(۴) "وشنو دیوتا جگتی چھند کے ساتھ آسمان پر چلتا ہے۔" (یجروید۔ادھیاء ۲۔منتر ۲۵)

"مخلوق کا مالک اپنی مخلوق کے ساتھ عیش کرتا ہے۔" (یجروید۔ادھیاء ۸۔منتر ۳۶)

"وشنو کاموں کی وجہ سے تعریف کیا جاتا ہے۔ وہ خوفناک درندہ پہاڑ میں ٹھہرے ہوئے شیر کی مانند ہے جسکے وسیع تین قدموں میں سب کی سب مخلوق رہتی ہے۔"

(یجروید۔ادھیاء ۳۔منتر ۱۲)

"اگنی دیوتا آسمان کا سر اور کوہان ہے۔" (یجروید۔ادھیاء ۳۔منتر ۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''زمین کی کھال تو ہے۔زمین کی گود میں بیٹھ۔'' (یجروید۔ادھیاء۴۔منتر۳۰)

''وشنو ساری کائنات پر اپنے پاؤں سے چلا۔تین قدم رکھے۔یہ دنیا اُس کے دھول والے پاؤں میں ہے۔'' (رگوید منڈل ا۔سوکت۲۲۔منتر۱۷)

''آج میں گھی کو دیوتاؤں کیلئے بحفاظت تمام پیش کرتا ہوں۔اے وشنو! پاؤں سے میں تجھے نہ ٹھکراؤں۔'' (یجروید۔ادھیاء۲۔منتر۸)

''تم روشن ہو۔تیز ڈاڑھ والے ہو۔'' (یجروید۔ادھیائے ۱۵۔منتر ۳۷)

''اے اندر! ہم نے دولت کے لیے تیرا دایاں ہاتھ پکڑا ہے۔''
(رگوید منڈل ۱۰۔سوکت ۴۷۔منتر۱۳)

''پرجاپتی کے فرج کو صرف عقلمند دیکھتے ہیں۔'' (یجروید۔ادھیاء۳۱۔منتر۱۹)

''تو مرد ہے، تو عورت ہے، تو کنواری لڑکی ہے، تو بوڑھا آدمی ہے جو لاٹھی سے لڑکھڑا رہا ہے۔''
(اتھروید کانڈ۱۰۔سوکت۸۔منتر۲۷)

''اے سب کے خدا! تیری آنکھ کو تعظیم، تیری کھال کی تعظیم، تیرے قابل زیارت جسم کے آگے پیچھے کو تعظیم ہو۔ پیٹ کے لیے، زبان کے لیے، تیرے منہ کے لیے، دانتوں کے لیے، تیرے دانتوں کی بدبو کے لیے تعظیم ہو۔'' (اتھروید کانڈ۱۱۔سوکت۲۔منتر۶،۵)

''اے رُدّر دیوتا! تیرے غضب کیلئے تعظیم، تیرے تیر کیلئے تعظیم، اور تمہارے دونوں بازوؤں کے لئے تعظیم ہو۔'' (یجروید: ادھیاء۱۶۔منتر۱)

ہندوؤں کے ہاں ان تینوں دیوتاؤں کی جو صفات بتائی گئی ہیں ان سے ہر صاحب فہم شخص کو تعجب ہوگا کہ کیونکر ہنود اپنے خداؤں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں، انکے متعلق ایسا سوچتے ہیں اور خدا کا ایسی صفات سے متصف کرنے والی کتابوں کو الہامی مانتے ہیں۔ان کی مزید تفصیل حکایات میں بھی دی جائینگی۔

اگرچہ ہندو دھرم کی کتب مقدسہ میں تحریفات کے سبب انکی تعلیمات میں تضادات اور خرافات کی بھرمار ہیں۔لیکن خدا کی ہستی کے متعلق ان خرافات کے علاوہ ہمیں ان کتب میں چند مقامات پر توحید کی تعلیم بھی ملتی ہے جو کہ بدقسمتی سے رائج نہ ہوسکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"نہ اسکے ماں باپ ہیں۔ اور نہ ہی کوئی دوسرا خدا۔" (سویت سواترا اپنشد ۶:۹)

"بلاشبہ خدا عظیم ہے۔" (اتھروید کانڈ ۲۰۔ سوکت ۵۸۔ منتر ۳۰)

"وہی ایک خدا ہے۔ دوسرے دیوتاؤں کو نام دینے والا۔" (رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۸۲۔ منتر ۳)

"اس پرمیشور کے علاوہ کوئی بھی دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں، نواں یا دسواں نہیں ہے۔" (اتھروید کانڈ ۱۳۔ سوکت ۴۔ منتر ۱۶، ۱۸)

"بھگوان ایک ہی ہے، دوسرا نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے ذرا بھی نہیں ہے۔" (برہما سوترا)

"جھوٹے خداؤں کی پرستش وہی لوگ کیا کرتے ہیں جنکی عقل وفہم مادی خواہشات نے چرالی ہے۔"
(گیتا۔ باب ۵۔ اشلوک ۲۰)

"خدا پیدا کرتا ہے۔ خدا کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔" (رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۲۹۔ منتر ۷)

حاصل کلام:

ہندو دھرم میں متعدد خداؤں کے تصور کے ساتھ خدا کی جسامت، جنس، اسکی بیویاں، محبوبہ اور خدا کو دیگر مخلوقی صفات کا بھی برملا ذکر ملتا ہے۔ کہیں اسے تمام کائنات کی پس پردہ ایک عظیم روح پرماتما کی صورت میں سامنے کیا گیا ہے تو کبھی اسے مختلف مظاہر فطرت میں دیکھا گیا ہے۔ نیز اسے برہما، پرماتما، بھگوان، ایشور اور بہت سے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ حلول اور اوتار کے عقیدہ کی بنیاد پر بہت سے حیوانات بھی قابل پرستش ٹھہرائے جاتے ہیں۔ تاریخ مذاہب کی کتب میں ہندوؤں کے بیشمار خداؤں کا ذکر ہے۔ لیکن ہمیں کسی بھی ایک ہستی کی متعین حیثیت نہیں ملتی۔ مثلاً اگنی کو کہیں بحیثیت ایک عنصر کے پکارا گیا ہے تو کہیں ایک آسمانی دیوتا کی حیثیت سے۔ اسی طرح رام، کرشنا، بدھ اور دیگر دیوتاؤں کا معاملہ ہے۔ کچھ لوگ انہیں ایک پیغمبر کی حیثیت سے مانتے ہیں تو کچھ انہیں خدا مانتے ہیں۔ چنانچہ کسی ایک ہستی کو ہندوؤں کے لیے معبود مطلق قرار دینے کے بجائے ہم صرف اتنا ہی بیان کر سکتے ہیں کہ ہندومت میں خدا کی بابت ہمہ اوست (یعنی ہر شے خدا ہے)، تثلیث اور دیوی دیوتا یعنی متعدد خداؤں اور اوتار کا تصور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینِ اسلام میں تصورِ خدا

جیسا کہ اوپر جائزہ لیا گیا کہ ہندو دھرم میں خدا کا تصور یہ ہے کہ ہر شے خدا ہے۔ لیکن برعکس اسکے اسلام میں خدا کا تصور توحید پر مبنی ہے۔ خدا کے متعلق جو عقائد ہیں، وہ ہندو دھرم کی طرح دنیا کے مختلف مذاہب میں رائج تصور خدا کا مرکب نہیں بلکہ قرآن کے مطابق یہ تصور وہی قدیم خیال ہے جو حضرت عیسیٰؑ، موسیٰؑ داؤدؑ اور دنیا میں مبعوث کیے گئے باقی تمام پیغمبروں نے انسان تک پہنچایا۔

اللہ:

اسلام میں خدا یعنی قادر مطلق اور خالق کائنات کو "اللہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ نام جو کہ خدا کے اسم خاص کے لیے کہا جاتا ہے، دراصل بہت ہی قدیم لفظ ہے۔ یہ لفظ مشرق وسطیٰ، ہندوستان اور دنیا کے دیگر خطوں میں معمولی سی صوتی تبدیلی کے ساتھ ایک ہستی اعلیٰ کے لیے رائج رہا ہے۔ بائبل کے عربی اور عبرانی تراجم میں بھی یہ لفظ ہمیں اکثر ملتا ہے جسکا ترجمہ God ہی کیا جاتا ہے۔ ایل، ایلوہ، اللہ، الٰہ، الا درحقیقت لفظ اللہ کی ہی مختلف صورتیں ہیں اور اللہ کا یہ لفظ ہمیں مختلف صورتوں میں صرف عیسائیت، یہودیت اور سامی مذاہب میں ہی نہیں بلکہ ہندوؤں کی رگوید میں بھی ملتا ہے۔ پنڈت سندر لال اپنی کتاب گیتا اور قرآن میں لکھتے ہیں:

"قرآن سب سے بڑی ہستی کو اللہ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ رگوید میں ایشور کے لیے جو نام استعمال ہوئے ہیں ان میں سے ایک اِلہ ہے جس کا بنیادی مادہ "اِل" یا "ایل" ہے جسکے معنی ہے حمد وثناء کرنا۔ پرستش کرنا۔ تقریباً چھ ہزار سال پہلے سمیریا کی زبان میں "ایل" کا لفظ خدا کے لیے تھا۔ سمیرین شہر بابلون کا لفظ حقیقتاً "باب ایل" تھا۔ یعنی خدا کا دروازہ۔ یہی وہ لفظ تھا جس کے ذریعے اسکی کسی نہ کسی شکل میں عبرانی، سریانی، کلدانی زبانوں میں خدا کی ہستی مراد ہوتی تھی۔ عام شکل "ایلیا، الوہ" تھی۔ یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے کہ رگوید کے دور سے دور حاضر تک اللہ کا لفظ کسی نہ کسی شکل میں خدا کے لیے استعمال ہوتا آیا ہے۔" (٦)

اسی طرح آریا سماج کے معروف سنسکرت عالم شری گنگا پرشاد اُپادھیائے لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''رگوید میں جو لاکھوں سال پہلی کتاب مانی جاتی ہے خدا کے لیے ''ایلیہ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ایلیہ کے لغوی معنی ہیں قابل پرستش ہستی۔ وید میں یہ لفظ اللہ کی ذات کے لیے مخصوص طور پر استعمال ہوا ہے۔''(۷)

''الله کے ماننے والے اپنے صدقات کے ذریعے خداؤں کی خدمت کرینگے اور اس کے علاوہ جنت کی خوشیوں سے ہمکنار ہونگے۔'' (رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۹۵۔ منتر ۱۸)

وید میں ہمیں الله کا لفظ کئی مقامات پر ملتا ہے۔ مثلاً رگوید منڈل ا۔ سوکت ۱۳ کے منتر ۹، سوکت ۱۲۸۔ منتر ۱۱ اور اس طرح کئی مقامات پر لفظ الله ملتا ہے۔

بحرحال مسلمان تمام جہانوں کا خالق و مالک اور پروردگار ''اللہ'' کو مانتے ہیں۔ اس خاص نام کے علاوہ قرآن مجید میں ننانوے نام اور مذکور ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں۔ قرآن مجید میں ان ناموں کو ''اسماء الحسنٰی'' کہا گیا ہے۔ ان میں واحد (ایک) علیم (سب کچھ جاننے والا) الحی والقیوم (ہمیشہ قائم رہنے والا) اور دیگر نام شامل ہیں۔ البتہ ان اسماء الحسنٰی کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ وہ نام جو خدا تعالیٰ کے وجود سے متعلق ہے۔ مثلاً الموجود، الحیّ، القدیم، القیوم، الباقی، الدائم وغیرہ

۲۔ وہ نام جو خدا کے ایک ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً الاحد، الواحد، وغیرہ

۳۔ وہ نام جو خدا تعالیٰ کے علم کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً العلیم، الخبیر، علام الغیوب، الصدور وغیرہ

۴۔ وہ نام جو خدا کے قادر مطلق ہونے کی دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً القدیر، القادر المقتدر، القوی، المالک الملک وغیرہ

۵۔ وہ نام جو خدا کو تمام عیوب سے پاک اور بلند شان والا بتلاتے ہیں۔ مثلاً الصمد، العظیم، الکبیر، الغنی وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور تصورِ خدا:

مذہب اسلام میں خدا کون ہے، کیا ہے؟ قرآن مجید اسے علم الٰہیت پر مبنی ایک مختصری صورت الاخلاص میں نہایت جامع اور خوبصورت الفاظ میں بیان کرتا ہے۔فرمان ہے۔

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾"

"کہو، وہ اللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔نہ اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔" (قرآن مجید۔سورۃ الاخلاص)

قرآن مجید کی یہ تعلیمات خدا کے متعلق بے مثال تصور ہے۔اسلام میں خدا کا تصور عیسائیت اور ہندومت کے برعکس بالکل غیر شخصی ہے۔البتہ قرآن میں جہاں خدا کے ہاتھ وغیرہ جیسی صفات کا ذکر ہے ان سب کے بارے میں یہ ماننا ہے کہ یہ صفات مخلوقات جیسی نہیں ہیں۔تثلیث، ہمہ اوست اور متعدد خداؤں کے خیالات کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسلام ایک واحد خدا کو ماننے اور اسی کی پرستش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

توحید:

لفظ توحید عربی لفظ واحد سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں ایک ہونا۔مذہبی اصطلاح میں اس سے مراد خدا کی وحدانیت یعنی ایک خدا کا اظہار واقرار کرنا ہے۔اسلام میں خدا کی بابت سارا تصور اسی کے گرد محو گردش ہے۔چنانچہ کلمہ طیبہ کے پہلے جز میں ہی خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کی رو سے توحید کا مطلب ہے کہ انسان قلب وزباں سے اسکا اقرار کرے کہ خدا ایک ہے اور اپنی تمام ذات وصفات اور افعال میں یکتا اور بے مثل ہے۔قرآن مجید اس امر کی طرف انتہائی اچھوتے انداز میں تمام انسانوں کو دعوت دیتا ہے۔

"وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ"

"اور تم سب کا معبود ایک ہی ہے۔اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔" (القرآن مجید۔سورۃ البقرۃ۔آیت ۱۶۳)

اسلام میں توحید کا تصور محض اسکی وحدانیت کے اقرار تک ہی محدود نہیں۔بلکہ یہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقاضات میں وسعت سمیٹے ہوئے ہے۔ جسے ہم تین اہم زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ توحید الربوبیت، توحید الصفات اور توحید العبادۃ۔

توحید الربوبیت سے مراد یہ ہے کہ بندہ اس بات کا اقرار کرے کہ تمام کائنات کا خالق اللہ عزوجل ہی ہے۔ وہ تنہا، بنا کسی کی مدد اور حمایت کے یہ کارخانہ قدرت چلا رہا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ "کیا خدا کی نسبت کوئی شک ہو سکتا ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔"

(سورۃ ابراہیم۔ آیت ۱۰)

توحید الصفات کا مطلب ہے کہ خدا کے ناموں اور صفات کی وحدانیت کا اقرار کرنا۔ یعنی خدا اپنی صفات میں یکتا ہے۔ خدا لافانی ہے تو یہ صفت کسی مخلوق میں نہ گردانی جائے۔ خدا کے سوا کسی اور کو لافانی قرار دینا یا کسی کے متعلق ایسا اعتقاد رکھنا توحید کے منافی اور شرک ہے۔

توحید العبادۃ کا مطلب ہے کہ صرف خدائے واحد کی ہی عبادت کرنا۔ خدا کی ذات و صفات کی وحدانیت کا اقرار کرنے کے بعد لازم ہے کہ انسان اسی خدا کی عبادت کرے اور اسی کے سامنے سر جھکائے جو عبادت کے لائق ہے۔ پہلے دو امور پر عمل کیا جائے لیکن توحید العبادۃ کو نظر انداز کر دیا جائے تو سب بیکار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی رو سے عبادت صرف اللہ کے لئے ہی خاص ہے۔ اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی اور چاہے کتنی ہی بلند ہستی ہو، اسکی عبادت جائز نہیں اور بدترین شرک ہے۔ اسی وجہ سے اسلام میں بت پرستی کو قبیح فعل سمجھا جاتا ہے۔

توحید العبادۃ توحید کا سب سے اہم جز قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نزول قرآن کے وقت عرب اور دیگر بہت سے مذاہب میں توحید کے پہلے دو جز قائم تھے۔ وہ خدا کو ایک مانتے تھے اور اسکی ذات و صفات میں بھی وحدانیت کا اقرار کرتے تھے۔ لیکن وہ عبادت بتوں، چاند، سورج آگ اور مظاہر فطرت کی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید نے انہیں اسی امر کی طرف دعوت دی کہ تخلیق جن و انس کا مقصد اللہ رب العزت کی عبادت کرنا ہے نہ کہ کسی اور ہستی کی۔ فرمان پاک ہے۔ سب کا معبود صرف ایک ہی ہے تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ (سورہ الکہف ۱۱۰)

دوسرے مقام پر فرمایا کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اسکے ساتھ کسی کو شریک بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا رب بنائے۔'' (سورۃ آل عمران۔ آیت ۶۴)

شرک:

خدا کی وحدانیت سے انکار، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اس میں کسی قسم کی تاویل یا کسی اور کی پرستش کرنا شرک کہلاتا ہے جو کہ بدترین گناہ ہے۔ قرآن مجید میں شرک کے متعلق نہایت وضاحت سے ارشاد ہے:

''اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم کو روزی دی، پھر تم کو موت دیتا ہے، پھر تم کو زندہ بھی کریگا، کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے معبودوں میں کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی ایک کام بھی کرتا ہو، پاک ہے وہ اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔'' (سورۃ الروم۔ آیت ۴۰)

☆ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''شرک شریعت میں اس کو کہتے ہیں جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں وہ اسکو غیر میں ثابت کرے یعنی جیسا علم اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ہے اور (کسی) کا علم بھی ایسا ہی جانے یا جیسا اللہ کو قادر جانتا ہے، ہر چیز پر ایسا ہی اور کو بھی جانے یا جیسا وہ تصرف رکھتا ہے، عالم میں ساتھ اپنے ارادہ کے ایسا اور کو بھی جانے۔'' (۸)

☆ مولانا جلال الدین دوانیؒ کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں شرک کا ذکر اسطرح فرماتے ہیں:

''شرک کرنا اللہ کے ساتھ خواہ اسکی ذات میں کسی کو شریک کرے، یا عبادت یا استعانت میں (یعنی مانگنے میں) یا علم میں، یا قدرت میں، یا تصرف میں، یا پیدا کرنے میں، یا پکارنے میں، یا کہنے میں، یا نام رکھنے میں، یا نذر ماننے میں، یا لوگوں کا کام سونپنے میں، یعنی جیسے اللہ کو سب کے کام سپرد ہیں ویسے اوروں کو بھی جانے۔'' (۹)

شرک کی مندرجہ بالا تشریحات کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی چاہے وہ بت ہو یا انسان، آگ ہو یا حیوان، کسی کی بھی بندگی کرنا یا بندگی کے لائق سمجھنا، یا اسکے لئے نذر و نیاز کرنا یا اللہ عزوجل کی صفات پاک میں کسی اور کو شریک کرنا یا اللہ عزوجل کو کسی کے مشابہ قرار دینا یعنی علم، قدرت، غلبہ، تصرف میں برابر جاننا شرک ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں شرک کو نہایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سخت اور بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ النساء آیت ۴۸ میں اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ کے ساتھ شرک کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

"اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا بہت دور گمراہی میں جا پڑا۔" (سورۃ النساء آیت ۱۱۶)

قرآن مجید کے مطابق شرک کے علاوہ کوئی بھی گناہ ہو، اللہ غفور و رحیم چاہے تو بخش دیتے ہیں، لیکن شرک ایسا جرم ہے جسکی معافی نہیں بلکہ سزا ہے۔ بندہ جب تک توبہ نہ کرلے اس گناہ کی معافی نہ ہوگی۔ شرک اگر کم درجے کا ہو تو مقرر سزا ملے گی اور اگر شرک اس حد تک ہو کہ کافر بن جائے تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا، کبھی آزاد نہیں ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس بارے میں بالکل واضح اور سخت اعلان ہے کہ:

"یقیناً اللہ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ جسکو چاہیگا بخش دیگا۔" (سورۃ نساء آیت ۴۸)

کثرت خدا اور تثلیث کا رد:

اسلام کا پہلا ستون توحید ہی عقیدہ تثلیث کا رد کرتا ہے۔ قرآن مجید کے مطابق خدا بے مثل، تنہا اور یکتا ہے۔ ایک خدا کے علاوہ کسی دوسرے یا تیسرے خدا کے وجود پر اعتقاد رکھنا اسلام میں کفر ہے۔ اسلام اس گمراہ کن عقیدے سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے۔

"فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖقفو لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌطاِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْطاِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌطسُبْحٰنَہٗٓ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ"

"پس اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو کہ (خدا) تین ہیں اس عقیدے سے رک جاؤ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اللہ صرف ایک ہی معبود ہے، وہ اس (امر) سے پاک ہے کہ اسکی کوئی اولاد ہو۔" (قرآن مجید۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۷۱)

ہندو دھرم میں کثرت خدا کا تصور دراصل مختلف تصرفات کی حامل مقدس ہستیوں سے وابستہ ہے۔ جبکہ قرآن مجید کے مطابق خدا اکیلا تمام تصرفات کا حامل ہے۔ البتہ کچھ فرشتے بھی مختلف کاموں کے لیے مخصوص ہیں۔ سنسکرت میں برہما کا عربی ترجمہ الخالق بنتا ہے جسکے معنی ہیں تخلیق کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا۔ اسی طرح ہندومت میں جو دسرے دیوتا ہیں حفاظت کے لیے، رزق کے لیے، وغیرہ، اسلام میں یہ تمام صفات ایک ہی خدا کی ہیں۔

دلائل توحید:

قرآن مجید کا یہ اسلوب رہا ہے کہ وہ محض دعوت ہی نہیں دیتا بلکہ ناقابل تردید عقلی وفطری دلائل سے مخالفین کو اپنی بات تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ کثرت پرستوں اور منکرین توحید کو دعوت دیتے ہوئے بھی قرآن مجید اپنا روایتی اسلوب میں خدا کی وحدانیت کی ایسی پختہ دلیلیں بتاتا ہے، جسے کوئی بھی صاحب عقل شخص نہیں ٹھکرا سکتا۔ فرمان ہے۔

" وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍم بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ . سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ "

"اور کوئی دوسرا خدا اسکے ساتھ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنے خلق کو لیکر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔ پاک ہے اللہ ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔"

(سورۃ المومنون۔ آیت ۹۱)

اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾

"اگر زمین و آسمان میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین و آسماں) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ رب العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔"

(سورۃ الانبیاء۔ آیت ۲۱)

تفسیر عثمانی میں اس آیت کے تحت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ضروری ہے کہ خدا کی ذات ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہو، نہ وہ کسی حیثیت سے ناقص ہو نہ بیکار، نہ عاجز ہو نا مغلوب، نہ کسی دوسرے سے دبے نہ کوئی اس کے کام میں روک ٹوک کر سکے، اب اگر فرض کیجیے کہ آسمان وزمین میں دو خدا ہوں تو دونوں اسی شان کے ہونگے، اس وقت دیکھنا یہ ہے کہ عالم کی تخلیق اور علویات وسفلیات کی تدبیر دونوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلی اتفاق سے ہوتی ہے یا گاہ بگاہ باہم اختلاف بھی ہو جاتا ہے۔"

حضرت مفسرؒ یہاں قرآن کی اس آیت سے وحدانیت کو ثابت کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ اگر خدا ایک سے زیادہ ہوتے اور کامل ذات وصفات کے ہوتے' کیونکہ خدا چاہے ایک ہو یا ہزار، اپنی ذات وصفات میں ناقص ومحتاج ہرگز نہیں ہو سکتا ورنہ خدا ہی کیا۔ کارخانہ کائنات کو چلانے کے معاملات میں ان خداؤں میں یا تو اتفاق ہوتا یا اختلاف۔ ایک سے زائد خداؤں کے متعلق یہ دونوں صورتیں غیر منطقی اور خدا کی عظمت ومرتبے خلاف ہے۔ چنانچہ پہلی صورت یعنی اتفاق کا رد اسطرح کرتے ہیں:

"اتفاق کی صورت میں دو احتمال ہے۔ یا تو اکیلے ایک سے کام نہیں چل سکتا تھا اس لئے دونوں نے مل کر انتظام کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں میں سے ایک بھی کامل قدرت والا نہیں۔"

یعنی اگر ہم پہلی صورت یعنی خداؤں کے مابین اتفاق فرض کریں تو اس سے ایک نکتہ یہ نظر آتا ہے کہ ایک خدا تنہا امور کائنات انجام نہیں دے سکتا تھا اس لئے دوسرے خدا نے مل کر انتظام کیا۔ اس رو سے خدا کی ذات ناقص ٹھہرتی ہے کہ وہ کامل قدرت والا نہیں ہے۔ جب ذات ہی ناقص ہو تو خدا کیا!!۔

اتفاق کے دوسرے نقص کے بارے میں مفسر بتاتے ہیں کہ:

"اگر تنہا ایک سارے عالم کا کام کامل طور پر سر انجام دے سکتا تھا تو دوسرا بیکار ٹھہرا حالانکہ خدا کا وجود اسی لیے ماننا پڑا ہے کہ اُس کے مانے بنا چارہ ہی نہیں ہو سکتا۔"

یعنی اتفاق کی یہ صورت لی جائے کہ ایک خدا نے ہی سارے کام کیے کیونکہ وہ کامل قدرت والا تھا، تو باقی خدا بیکار ٹھہرتے ہیں۔ جبکہ خدا کا بیکار ہونا اسکی شان وعظمت کے منافی اور خلاف مفروض ہے۔

اسکے بعد مفسر دوسری صورت یعنی خداؤں کے باہم اختلاف فرض کرتے ہوئے بتاتے ہیں:

اگر اختلاف کی صورت فرض کریں تو لامحالہ مقابلہ میں ایک مغلوب ہو کر اپنے ارادہ اور تجویز کو چھوڑ بیٹھے گا اور وہ خدا نہ رہا۔ اور یا دونوں بالکل مساوی ومتوازی طاقت سے ایک دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف اپنے ارادہ اور تجویز کو عمل میں لانا چاہیں گے۔ اوّل تو (معاذ اللہ) خداؤں کی اس رسہ کشی میں سرے سے کوئی چیز موجود ہی نہ ہوسکیگی اور موجود ہر چیز پر زور آزمائی ہونے لگے گی تو اس کشاکش میں ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہوجائیگی۔ یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر آسمان وزمین میں دو خدا ہوتے آسمان وزمین کا یہ نظام کبھی کا درہم برہم ہوجاتا۔ ورنہ ایک خدا کا بیکار یا ناقص وعاجز ہونا لازم آتا ہے۔

یعنی اگر ہم خداؤں کے باہم اختلاف فرض کریں تو اسکے دو ذیلی نکات نظر آتے ہیں جو انتہائی غیر منطقی اور خطرناک ہیں۔ اختلاف کا پہلا نتیجہ یہ ہوتا کہ خدا آپس میں مدمقابل ہوجاتے اور جھگڑا بھی کرتے کیونکہ ہر خدا اپنے ارادہ اور تجویز کو عمل میں لانا چاہیگا۔ جیسا کہ متسیہ پران میں تخلیق کے وقت برہما اور وشنو کی بحث کا ذکر ہے۔ خداؤں کے مابین اس رسہ کشی میں زمین وآسمان کا نظام برباد ہوجاتا۔ ہر خدا اپنی خلق پر قبضہ کرکے الگ ہوجاتا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات عین ترتیب، مکمل توازن اور نظم وضبط کے ساتھ موجود ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔

اختلاف کا دوسرا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک خدا دوسرے خدا سے شکست کھاجاتا اور مغلوب خدا کو اپنے مدمقابل کے سامنے جھک جانا پڑتا۔ اور جو خدا مغلوب ہوجائے، یا اپنے مدمقابل کو زیر کرنے میں ناکام رہے وہ خدا ہی کیا۔ وہ تو کمزور اور عاجز ٹھہرا۔

کثرت خدا پر یقین رکھنے والے اپنے اعتقاد کو حق ثابت کرنے کی سعی میں اکثر دلیل دیتے ہیں کہ نظام کائنات میں لاتعداد کام ہیں۔ بارش برسانا، رزق دینا، سورج وچاند کو مقررہ وقت پر چلانا وغیرہ۔ لہٰذا ہر کام کے لئے ایک مخصوص خدا یا دیوتا ہونا ضروری ہے۔ یعنی سورج کا خدا، بارش کا خدا، اولاد کا خدا، محبت کا خدا غرضیکہ سب کا الگ خدا۔

توحید پرستوں اور مسلمانوں کے نزدیک یہ نہایت ہی غیر منطقی دلیل ہے۔ مزید یہ کہ خدا نے بہت سے کام فرشتوں کے ذمے کیے ہوئے ہیں لیکن انہیں بھی تصرف خدا نے ہی دیا ہے اور وہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کثرت خدا یا تری مورتی کی رو سے ایک خدا کئی کاموں کے لئے نااہل ثابت ہوتا ہے اور مزید یہ کہ یہ خدا دوسرے خداؤں کے کاموں سے ناواقف اور لاتعلق ٹھہرتا ہے۔ کیا خدا کسی کام کے لئے نااہل ہوسکتا ہے؟ کیا خدا کسی کام کو انجام دینے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ناکافی ہے؟ کیا خدا لاتعلق ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر کثرت پرستوں کو غور کر کے ایک خدا پر ایمان لانا چاہیے۔

ردِ اوتار:

چونکہ عقیدۂ اوتار کی تعلیم کا محور یہی ہے کہ خدا نیک لوگوں کی مدد، حق کے قیام اور برائی کے خاتمہ کے لیے دنیا میں آتا ہے۔ چنانچہ اسلام میں پیغمبروں کا تصور ہی دراصل اوتار کے نظریے کا رد کر دیتا ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے خدا خود زمین پر نہیں آتا بلکہ اس مقصد کے لیے انبیاء کرام علیہ السلام یعنی پیغمبر مبعوث کیے جاتے ہیں۔

نبی:

لفظ نبی کے لغوی معنی ''خبر دینے والا'' ہے۔ اور اسکی جمع انبیاء ہے۔ انبیاء کرام علیہ السلام وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہیں خدا نے اپنی نمائندگی کے لیے مبعوث کیا۔ دنیا کی رہنمائی کے لیے ان پر خدا کی جانب سے وحی نازل ہوتی رہی ہے۔ یہ شخصیات اپنی قوم اور لوگوں میں اپنی سیرت، کرادر، عادات، اخلاق اور دیگر صفات کی وجہ سے مثالی نمونہ ہوتے تھے۔ لیکن نبی ہونے کا شرف، یعنی نبوت ہر کسی کو نہیں ملتی، بلکہ یہ مخصوص برگزیدہ بندوں کو ملتی ہے۔ اگر ہم مذاہب عالم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا، یہ تصور تقریباً دنیا کے ہر مذہب میں موجود ہے۔ لیکن اس نظریے میں نہایت عجیب قسم کی تحریفات ہو چکی ہیں۔ کسی مذہب نے نبی کو خدا کو بیٹا قرار دیا تو کسی مذہب نے خود نبی کو خدا کی صورت قرار دیا۔ اسلام نے ان تمام روایاتِ باطلہ کو توڑتے ہوئے نبوت کا صحیح تصور اجاگر کیا۔

اسلام سے قبل انبیاءؑ کو خدا، فرشتہ، یا خاص مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ اسکے علاوہ ہر قوم کا یہ خیال تھا کہ نبی صرف انہی کی قوم میں ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے تمام نظریات کا رد کرتے ہوئے یہ بات واضح کر دی گئی کہ نبی و رسول انسان ہی ہوتے ہیں۔ اور یہ ہر زمانے کی ہر قوم کی طرف مبعوث کیے گئے۔ دنیا میں آغازِ انسانیت سے ہی انبیاء کرامؑ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ایک خیال کے مطابق ہندوؤں کے نبی بھی نوح علیہ السلام تھے جنہیں ویدا اور پران میں منو یا مہانوح کہا گیا ہے۔ بحر حال الہامی تصور کے مطابق سب سے پہلے نبی حضرت آدمؑ اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمؑ سے محمد ﷺ کی بعثت تک کے عرصے میں میں جب کبھی انسان راہِ ہدایت سے بھٹکا تو خدا نے انکی طرف نبی بھیجا۔ برائی کے خاتمے اور حق و باطل کو واضح کرنے کے لیے ہی انبیاء کرام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں۔ لہٰذا خدا کو خود زمین پر آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اسلام میں خدا کے تصور کے مطابق خدا وہی کام کرتا ہے جو اسکی شان و صفات کے مطابق ہو۔ خدا کا انسان کی صورت میں زمین پر آنا خدا کی صفات کے منافی ہے۔ انسان ایک فانی ہستی ہے جسے کبھی نہ کبھی موت ضرور آتی ہے۔ جبکہ خدا لافانی اور ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنے والی ذات ہے۔ لہٰذا کسی بھی صورت میں خدا کو موت واقع ہونا اسکی عظمت اور صفات کے خلاف ہے۔ قرآن مجید خدا کو لامثل اور سمیع و بصیر کہہ کر عقیدہ اوتار کا رد کرتا ہے۔

"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ. وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ"

"کائنات کی کوئی چیز اسکے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔"

(سورۃ الشوریٰ۔ آیت ۱۱)

اسلام کے نزدیک خدا کو انسانوں کی ہدایت اور مذہب کے قیام کے لئے لازم نہیں کہ وہ خود انسان بن کر دنیا میں آئے بلکہ خدا نے دنیا میں پیغام حق رائج کرنے کے لئے انسانوں میں سے ہی پیغمبروں اور رسولوں کو مبعوث کیا کہ وہ خدا کا پیغام ان تک پہنچائیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ" فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ"

"اور ہر امّت کا ایک رسول ہے۔ سو جب انکا رسول آ گیا ہے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ بھی کر دیا گیا ہے، اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔" (سورۃ یونس۔ آیت ۴۷)

"وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ" ۝

"اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی (عذابِ الٰہی سے) ڈرانے والا نہ آیا ہو۔"

(سورۃ الفاطر۔ آیت ۲۴)

خدا کا لباس بشری میں آنا اگرچہ ایک غیر منطقی عقیدہ ہے، لیکن یہ عقیدہ مختلف صورتوں کے ساتھ دنیا کے بہت سے مذاہب میں رائج ہے۔ لیکن اسلام ایسے تمام عقائد کی شدید مذمت کرتا ہے جو خدا پر کسی جھوٹ کی طرح ہو جسے اہل شرک (ہنود) کہے پھرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ۴۔ تصورِ خدا

۱۔ مزید تفصیل کے لیے مطالعہ کریں: تصورِ خدا۔ مصنف ارشد محمود:

۲۔ spokensanskrit.de

۳۔ بحوالہ: مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ صفحہ ۱۶۹

۴۔ یجر وید کے اقتباسات عبدالحق ودیارتھی کے اردو ترجمے سے نقل ہیں۔

۵۔ تمدن ہند۔ اردو، صفحہ ۴۴۱۔ ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔ مترجم: مولوی سید علی بلگرامی۔ مطبع شمسی آگرہ۔ بھارت

۶۔ گیتا اور قرآن۔ از: پنڈت سندر لال، انگریزی ترجمہ: سید اسداللہ صاحب صفحہ ۵۔ مطبوعہ: انڈو مڈل ایسٹ کلچر اسٹڈیز۔ حیدر آباد دکن، بھارت

۷۔ مصابیح الاسلام۔ از: شری گنگا پرشاد اپادھیائے۔ صفحہ ۱۴۔ مطبوعہ: ٹریکٹ وبھاگ' آریہ سماج چوک، الہ باد۔ بھارت (بحوالہ: اگر اب بھی نہ جاگے تو۔۔۔)

۸۔ مظاہر الحق جلد اصفحہ ۴۱ کتاب الایمان

۹۔ مظاہر الحق جلد اصفحہ ۳۹ کتاب الایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادات

انسان کے ان مذہبی تصورات جسکا اثر ان کے رہن سہن اور زندگی سے براہِ راست ہے، ان میں سب سے پہلا اور اہم تصور عبادت ہے۔ عبادت کے لغوی معنی جھکنے کے ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں عبادت سے مراد وہ عمل ہے جسکے ذریعے انسان خدا سے تعلق جوڑے اور اسکی رضا و خوشنودی حاصل کرے۔ یہ کہنا یقیناً بجا ہوگا کہ مذہب کا بنیادی تصور عبادت ہی ہے جس کے ذریعے بندہ خدا سے تعلق جورتا ہے اور اسکی رضا و خوشنودی حاصل کرتا ہے۔ نوعِ انسانی کے تمام مذاہب میں عبادت کے مختلف طریقے رائج ہیں جو ان مذاہب کی بنیادی اساس ہیں۔

بہترین طرزِ عبادت کی خصوصیات:

خدا کی عبادت کے لیے یوں تو دنیا میں کئی اقسام رائج ہیں جس میں انسانوں کی قربانی، جنگل میں گوشہ نشین ہو جانا، خود کو مصائب و تکلیف پہنچانا، گیت گانا، رقص کرنا حتی کہ زنا کرنا بھی شامل ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان سب میں بہترین عبادت کا طریقہ کونسا ہے جسے ایک صاحب شعور انسان صحیح مان سکے؟ اگر ہم سرسری جائزہ ہی لیں تو دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بیشتر مذاہب نے عبادت کو خود ایک مقصود بالذات شے سمجھ لی ہے جسکا مقصد خدا کے سامنے جھکنا اور اپنی محتاجی کا اظہار کرنا ہے۔ یعنی عبادت سے نہ انسان کو کوئی فائدہ ہوتا ہے نہ خدا کا، بلکہ یہ صرف انسان کے لیے حکم ہے جسے ادا کرنا ہے۔ اسکے بعد یورپی علماء نے عبادت کی حقیقت پر غور کیا تو انہوں نے ایک فطری مذہب کے طرزِ عبادت کے لیے یہ اصول دریافت کیے۔

۱۔ انسان کے تمام فرائض زندگی احسن انداز سے انجام دینے کو عبادات میں شمار کیا جائے، مثلاً پرورش اولاد، کسب معاش، محبت، معاشرتی معاملات وغیرہ۔

۲۔ عبادت کو مقصود بالذات قرار نہ دیا جائے بلکہ اس سے انسان کے اخلاق و عادات پر بھی اثرات رقم ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ یہ اصول مان لیا جائے کہ خدا کو ہماری عبادت سے کچھ غرض نہیں بلکہ اس سے ہماری دنیوی زندگی میں بھی مثبت اثرات مرتب ہوں۔

۴۔ عبادت کا طریقہ غیر عقلی یا غیر اخلاقی نہ ہو۔ مثلاً ناچ گانا، زنا کرنا، یا کوئی ایسی حرکت کرنا جس سے انسان کے عقل و شعور میں فساد برپا ہو۔

۵۔ عبادت کا طریقہ ہرگز ایسا نہ ہو جس سے خود انسانوں کو نقصان پہنچے۔

عبادت کو فطری تسلیم کرنے کے ان اصولوں کے علاوہ اہل مذاہب عبادت کی غرض و غایت ہے جو کہ بنیادی طور پر دو ہیں۔ اول روحانیت اور دوم تزکیہ نفس۔

عبادت میں سب سے پہلا اور ضروری امر روحانیت اور خدا سے تعلق کا ہے۔ اگر کوئی عبادت محض جسمانی حرکت ہو اور اس سے بندے کو کوئی روحانی فیض حاصل نہ ہو تو انسانی عقل یہی فتویٰ دیتی ہے کہ وہ عمل درحقیقت صحیح عبادت ہی نہیں۔ یعنی عبادت میں انسان کا روحانی ترقی کرنا ضروری ہے۔ دوسری اہم خاصیت تزکیہ نفس ہے۔ اگر کسی عبادت سے تزکیہ نفس حاصل نہ ہو بلکہ انسان کا میلان گناہ یا لہو لعب کی طرف ہونے لگے مثلاً رقص کرنا وغیرہ تو وہ عبادت بھی درست نہیں کیونکہ اس سے صرف بندے کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کو نقصان کا اندیشہ ہے۔ لیکن یہ بات بھی واضح ہو کہ اگر کوئی عبادت خشوع و خضوع اور یکسوئی سے ہی ادا نہ کی جائے اور اس سے مذکورہ نتائج حاصل نہ ہوں تو اس میں ہم بندے کو ہی خطاوار ٹھہرائینگے نہ کہ عبادت کو۔ ہاں اگر بندہ انتہائی خشوع و خضوع، یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرے اور پھر بھی اسے کوئی فیض حاصل نہ ہو تو پھر ہم طریقہ عبادت کو باطل کہہ سکتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبادت کیلئے ضروری ہے کہ صرف عابد پر ہی نہیں بلکہ معاشرے پر بھی اس کے مثبت اثرات رقم ہوں اور اس کی ادائیگی سے انسان کا اخلاقی اقدار بلند ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دھرم کا نظام عبادت

ہندو دھرم میں عبادت کا نظام قدیم یونانی اور مسیحی تہذیب سے زیادہ مختلف نہیں ہے، البتہ ان کی قدامت بہت زیادہ ہے۔ ہندو تاریخ میں ہڑپا تمدن سے ہی قدرتی طاقتوں اور دیوتاؤں کی ثناء و پرستش کی جاتی رہی ہے۔ یوگا، منتروں کا پاٹ اور یگیہ ہندو دھرم میں دورِ قدیم سے رائج عام طریقے ہیں، جس کے شواہد موہن جوڈرو ہڑپا اور دیگر آثارِ قدیمہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ ان سب میں سے پوجا اور یگیہ کو اہم مقام حاصل ہے۔

پوجا:

پوجا ہندوؤں کے مذہب کا سب سے بڑا مظہر ہے جو مختلف مراسم کیساتھ مختلف ادوار میں انجام دی جاتی رہی ہے۔ قدیم آریائی تہذیب اور ویدک دھرم کے تنزل کے وقت جوں جوں خدا کی وحدانیت وعظمت کا تصور کمزوری کا شکار ہوتا گیا ویسے ہی مذہب میں بتوں یا مورتیوں کو خاص اہمیت ملتی گئی۔ ہڑپا تمدن کے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورتیاں ابتداء میں فنونِ لطیفہ اور خداؤں کی شبیہہ بنا کر انکی طرف توجہ مرکوز کرنے کے لیے اختیار کی گئی تھیں، لیکن رفتہ رفتہ ان مورتیوں کی پوجا کی جانے لگی، محبت وارتکازِ توجہ کے لیے بنائی گئی خدا کی شبیہہ کو حقیقت مطلق سمجھا جانے لگا اور ہندو دھرم میں پوجا کی رسمِ عبادت رائج ہوگئی۔ ڈاکٹر چمن لال گوتم لکھتے ہیں:

"رشیوں نے مورتی کی پوجا کا طریقے رائج کیا تا کہ وہ اس مورتی کو ذریعہ بنا کر اُس لامحدود ہستی کو جسمانی شکل میں دیکھ سکیں۔" (۱)

ہم تاریخ میں یہ بات پڑھ آئے ہیں کہ بت پرستی کا آغاز جین مت والوں نے کیا اور انکی دیکھا دیکھی دیگر لوگوں نے اس پر عمل کیا۔ جین مت والوں کے بت برہنہ اور ان میں منسوب شخصیت سنیاسی اور تارک الدنیا قسم کے تھے، لیکن برہمنی مت کے لوگوں نے انکی مخالفت میں ایسے بت بنائے جس سے ان شخصیات کی خوشی اور عیش وعشرت ظاہر ہو۔

پوجا کا اہتمام مندر میں کیا جاتا ہے۔ مندروں کا وجود ہندوستان میں تقریباً دو ہزار سال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبل سے ہے۔ یہاں عام طور پر مدارس قائم ہوتے تھے اور انہی میں قربانی ادا کی جاتی تھی۔ یہ مندر لکڑیوں سے تعمیر کیے گئے کمرے اور غاروں میں ہوتے تھے اور انکی تعداد بھی بہت کم تھی۔ اور ان میں پوجا نہیں بلکہ قربانی اور دیگر رسوم ادا کی جاتی تھیں۔ بعد ازاں گپت عہد کے بعد مندروں کی تعمیر کو تقویت ملی اور بہت سے مندر تعمیر کیے گئے۔ غاروں کی طرز پر تعمیر شدہ مندروں کا رجحان چھٹی صدی عیسوی تک رہا، اس کے بعد بڑے اور اونچے مندر بنانے کا رواج ہوا جو اب تک قائم ہے۔ چنانچہ آج ہندوستان سمیت سری لنکا، تھائی لینڈ، برما، نیپال، چین میں بہت سے عالیشان منادر قائم ہیں۔ لیکن اب ان میں قربانی کے بجائے بت پرستی ہوتی ہے۔

پوجا کے لیے کئی ہندو اپنے گھر میں ایک کمرہ یا کسی حصہ کو پوجا کے لیے مختص کر دیتے ہیں اور وہاں دیوتاؤں کی مورتی رکھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ مندر جانا یا پوجا کرنا روزانہ لازم نہیں بلکہ کئی ایسے ہندو ہیں جو صرف خاص تہواروں کے موقع پر ہی مندر آتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں اسکا طریقہ کار بھی معلوم نہیں ہوتا۔

مندروں میں دیوتاؤں کی مورتیوں کے علاوہ مختلف حیوانات کی مورتیوں کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔ پوجا کی رسم میں مورتیوں کے سامنے گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں، پھولوں کا ہار، غذاؤں اور خوشبوؤں کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ انکے حضور سجدے کیے جاتے ہیں اور مقدس ادبیات سے مناجات پڑھی جاتی ہیں اور پھر ان مرتیوں سے مرادیں بھی مانگی جاتی ہیں۔

یہ کہنا غلط ہوگا کہ ہندو حضرات بت یعنی ایک پتھر کی پوجا کرتے ہیں' کیونکہ اگر مقصود پتھر کی عبادت ہوتی تو وہ پہاڑ پر جاتے جہاں بہت سے بڑے بڑے پتھر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ہر ہندو پتھر کو پتھر ہی جانتا ہے لیکن جب اس پتھر کی مورتیوں کو کسی شخصیت سے منسوب کر دیا جائے تو پھر اس پتھر کی مورتی کی تقدیس اور پوجا لازم ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ بھی کسی طرح عقلی طور پر درست نہیں۔

ہندو علماء کے نزدیک بت پرستی کے دو اہم فوائد مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ انسان کو خدا کی طرف اپنی توجہ کرنے کے لئے بت (مورتی) بہترین ذریعہ ہے۔

۲۔ بت پرستی کے ذریعے ایک غائب خدا پر ایمان رکھنا زیادہ آسان رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد جہاں ہندوؤں کو اپنے مذہب میں اصلاح کی فکر ہوئی اور وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوئے وہیں توحید کے علمبردار بہت سے مصلحین ایسے بھی تھے جنھوں نے ہندو دھرم میں مورتیوں کی پوجا کو ممنوع قرار دیا، جن میں گرو نانک صاحب، جے دیو اور آریا سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ آریا سماج والے آج بھی بت پرستی نہیں کرتے اور بت پرستی کو عقلی اور مذہبی اعتبار سے غلط کہتے ہیں۔ چنانچہ سوامی دیانند سرسوتی بت پرستی کے بارے میں لکھتے ہیں:

بت دیکھنے سے پرمیشور کی یاد ہوتی ہے یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ جب وہ بت سامنے نہ ہوگا تو پرمیشور کی یاد نہ رہنے انسان تنہا جگہ دیکھ کر چوری، زنا کاری وغیرہ بد فعلی کرنے کی طرف راغب ہو جائیگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہاں پر اس وقت مجھے کوئی (بت/ خدا) نہیں دیکھتا۔ اسی لیے وہ خرابی کیے بغیر نہیں چوکے گا۔ اس قسم کے کئی عیب پتھر وغیرہ یعنی بت پرستی کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ جو شخص پتھ وغیرہ بتوں کو (خدا) نہ مانتا ہوا ہمیشہ کل ہمہ دانِ عادل پرمیشور کو سب جگہ موجود جانتا اور مانتا ہے وہ ہمیشہ ہر جگہ پر پرمیشور کو سب کے برے بھلے کاموں کا شاہد جانتا ہوا ایک لحہ بھی پرمیشور سے اپنے کو دور نہ سمجھ کر بد فعلی کرنی تو درکنار بلکہ دل میں بری خواہش بھی نہیں کر سکتا۔ (۲)

بت پرستی کے حوالے سے سوامی دیانند سرسوتی کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ بھی یہاں ذکر کرنے کے قابل ہے کہ ایک دفعہ وہ اپنے والد اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ شیو مورتی کی پوجا کر رہے تھے۔ دوپہر کے قریب جب سب لوگ سو گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک چوہا شیو مورتی کے سر پر بیٹھے چاول کھا رہا ہے۔ تب انہوں نے یہ سوچا کہ جب یہ دیوتا اور مورتی اس چوہے کو بھگانے کی طاقت نہیں رکھتے تو اس کی عبادت اور پوجا سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ اس بات کا مشاہدہ کرنے کے بعد انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ آئندہ کبھی انکی پوجا نہیں کرینگے۔ تب سے انہوں نے بت پرستی نہیں کی اور اسکے خلاف آواز بلند کی لیکن چونکہ پوجا ہندوؤں کی زندگی اور ثقافت کا جزو لاینفک بن چکی ہے، لہٰذا ہندو قوم اس رجحان سے نجات نہ پا سکی۔

مورتیوں کی پوجا کا ذکر ہمیں ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں واضح طور پر کہیں نہیں ملتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ عبادت کا یہ طریقہ ہندو متونِ مقدسہ کی ان بلند تعلیمات توحید کی مخالف ہے، جس میں خدا کی شبیہہ یعنی جسم، بت وغیرہ بنانے کی ممانعت ہے اور جس سے عام ہندو بے خبر ہیں۔

"وہ جسم سے پاک ہے، وہ خالص ہے، وہ روشن ہے، وہ جسم سے ماورا ہے۔"

(یجروید، ادھیاء ۴۰ منتر ۸)

"اس کی صورت (کسی طرح) نہیں دیکھی جا سکتی، کوئی بھی آنکھوں سے اسکا دیدار نہیں کر سکتا۔"

(سویتا سوترا اپنشد ادھیائے ۴۔ اشلوک ۲۰)

"اسکی تصویر نظر نہیں آتی۔ کوئی اسے آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔ جو اسے دل اور عقل سے دیکھتے ہیں وہ انکے دلوں میں رہ انہیں لافانی بنا دیتا ہے۔"

(سویت سواترا اپنشد ادھیائے ۴: اشلوک ۱۹)

"وہ لوگ گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں جو مظاہر فطرت کی عبادت کرتے ہیں۔"

(یجروید ادھیاء ۴۰ منتر ۹)

"وہ لوگ تاریکیوں کی گہرائیوں میں جا پہنچتے ہیں جو غیر فطری اشیاء (یعنی بت، تصویر وغیرہ) کو اپنا معبود بناتے ہیں۔" (یجروید مرتبہ: رالف گرفتھ صفحہ ۵۳۸)

یکیہ: (قربانی)

یکیہ کو عام معنوں میں قربانی کہا جاتا ہے۔ ہندو تہذیب میں یکیہ کی رسم قدیم غیر آریائی تہذیب سے رائج ہے۔ لیکن اسکے طریقے مختلف عہد میں تبدیل ہوتے رہے اور تبدیلی کا سفر طے کرتے ہوئے موجودہ دور میں یکیہ کی رسم میں مختلف قسم کے اناج، پھلوں، اور جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ اناج اور پھلوں کی قربانی کا مفصل اور طویل ذکر ہمیں یجروید میں ملتا ہے جسکا موضوع ہی یکیہ ہے۔ جبکہ جانوروں کی قربانی کا ذکر ہمیں قدیم صحائف یعنی برہمنا اور رگوید میں ملتا ہے۔ قانونِ مقدس میں جانوروں کی قربانی کرنے والوں کو ہدایت ہے کہ حتی الامکان کم تکلیف دی جائے البتہ یہ ضروری ہے کہ اسکا کچھ خون دیوتا کی مورتی (بت) پر گرے۔ بیشتر قسم کے یکیہ میں قربانی کے بعد اناج یا گوشت وغیرہ کھایا نہیں جاتا بلکہ یہ خدا کا حصہ مانا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دھرم میں جانداروں کی قربانی کا جواز یہ بتایا جاتا ہے کہ اس قربانی سے دیوتا خوش ہوتے ہیں اور مقتول کی روح سورگ (جنت) میں جاتی ہے۔ قربانی کرنے والا اور مقتول جانور بہت بابرکت مقام حاصل کرتے ہیں۔ منو دھرم شاستر باب: ۵۔ اشلوک: ۴۲ میں ہے کہ:۔

"برہمن، کھشتری اور ویش جو مذکورہ بالا مقاصد (یگیہ) کے لیے کسی جانور کو ہلاک کرتا ہے تو وہ جانور اور یہ بہت بابرکت مقام حاصل کرتا ہے۔"

البتہ قربانی کرتے وقت یہ ہدایت کی گئی ہے کہ جانور کو زیادہ نہ تکلیف دی جائے۔ چنانچہ اتھروید کانڈ ۹ سوکت ۵ "بکری کی قربانی" میں ہے کہ:

"اسکی کھال سرمئی چھری سے کاٹو، ذبح کرو، جوڑ سے جوڑ علیحدہ کرو، لیکن کچھ پھاڑو مت۔ اسے کوئی زخم نہ دو، عضو در عضو انجام دو۔"

یہاں ایک اہم بات قابل غور ہے کہ ہندو دھرم میں یگیہ کی یہ رسم صرف جانوروں تک ہی محدود نہیں بلکہ اسکا شکار بہت سے انسان بھی ہوئے ہیں۔ انسانوں کو بھی اس رسم کے لیے کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا۔ ہندو تہذیب کی اس قدیم رسم کے متعلق معروف مورخ اے ایل باشم لکھتے ہیں: خفیہ رسوم کی ادائیگی کے موقع پر انسانی قربانی کے لیے لڑکیوں کے اغواء کے واقعات ملتے ہیں۔ ہمیں دُرگا کے مندر کے متعلق بھی معلوم ہے کہ جہاں روزانہ ایک انسان کو بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔ (۳)

ہندو مت کی مقدس کتاب ستھ پتھ برہمن کے باب ہفتم ۲:۱:۱۸ میں ہے کہ:

"بلاشبہ انسان قربانی کے جانوروں میں سے پہلا ہے۔"

دھرم کے نام پر قتل ہونے والے انسانوں اور دیگر جانداروں کی قربانی کی متعدد یادگاریں ہمیں آج بھی دکن، بنگال اور اسکے اطراف میں ملتی ہیں۔ البتہ یہ بات خوش آئند ہے کہ ہندو دھرم میں یہ سفاک رسم اب بہت حد تک دم توڑ رہی ہے۔ بنگال، اسکے اطراف، اور چند ہندوستانی دیہات ہی ایسے ہیں جہاں یہ رسم اب بھی رائج ہے، لیکن وہ بھی موجودہ دور کے بہت سے انسانیت پسند ہندوؤں کو ناپسند ہے، لہٰذا قوی امید کی جاسکتی ہے کہ مستقبل میں یہ رسم صرف یادگاروں اور مقدس صحائف کے اقتباسات تک ہی محدود رہ جائیگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یگیہ کے مقاصد:

ہندومت کی بیشتر تصانیف میں یگیہ کا مقصد دیوتاؤں کی خوشی، سورگ کا حصول، جسمانی نشونما اور معاشرتی فوائد حاصل کرنا بتایا گیا ہے۔ ان منتروں میں یگیہ کے مقاصد وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ ستھ پتھ برہمنا اول ۹:۱:۳۰ میں ہے:

"جس دیوتا کے لیے جانور ذبح کیا جاتا ہے وہ خوش ہوتا ہے۔"

"اے دیوتاؤں! نعمتوں کے لئے آپ کو بلاتے ہیں، یگیہ کا انتظار کرتے ہوئے۔ "تم کو اے دیوتاؤں یگیہ سے متعلق نعمتوں کے لئے ہم بلاتے ہیں۔" (یجر وید، ادھیائے ۴ منتر ۵)

"یگیہ سے عمر بڑھے، یگیہ سے حواس بڑھے، یگیہ سے کان بڑھے۔ یگیہ سے کان مشونما پائے۔ یگیہ سے پیٹھ نشونما پائے۔ یگیہ سے یگیہ ترقی کرے۔ ہم پرجاپتی کی اولاد ہو گئے ہیں۔ سورگ ہم نے حاصل کر لی ہے۔ ہم لافانی ہو گئے ہیں۔" (یجر وید ادھیاء ۹ منتر ۲۱)

یگیہ سے متعلقہ وید یجر وید میں ہمیں جتنے بھی اقتباس ملتے ہیں وہ دو موضوع پر منقسم ہے۔ ایک قسم قربانی کے موقع پر استعمال کی جانے والی اشیاء سے مخاطب کیے جانے والے اقتباسات، جبکہ دوسری قسم میں اگنی، اندر سوم اور دوسرے مقبول دیوتاؤں سے خطاب اور انکی کی ثناء و مدح ہے۔ یگیہ کے متعلق چند اقتباس درج ذیل ہیں۔

"اے دوستوں! تم لوگوں کی قابل تعظیم اگنی کے لیے تر و تازہ اناج اور تعریفی گیت پیش کرو۔" (یجر وید، ادھیائے ۱۵۔ منتر ۲۹)

"گھی کی تیز رفتاری دیوتا کے دل کو پسندیدہ ہے۔ برہسپتی اس یگیہ کو پھیلائے اور اس یگیہ کو بے نقص پورا کرے۔" (یجر وید، ادھیائے ۲ منتر ۱۳)

"یہ تیرے یگیہ کے قابل جسم ہے۔ میں نطفہ کو نہیں، پیشاب کو چھوڑتا ہوں، گناہ سے آزاد ہو کر بطور نذر زمین میں داخل ہو، زمین کے ساتھ مل جا۔" (یجر وید، ادھیائے ۴ منتر ۱۳)

"تم چاول ہو۔ دیوتاؤں کو سیر کرو۔ اندر جانے والی سانس کے لیے تجھکو، باہر جانے والی سانس کے لیے تجھکو، تمام جسم میں ساری سانس کے لیے تجھکو پیتا ہوں۔ نہایت عمدہ، لمبی عمر کو حاصل کرنے کے لیے تجھ کو قائم کرتا ہوں" (یجر وید ادھیاء ۱ منتر ۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا نظام عبادت

اسلام میں عبادت کا تصور دیگر مذاہب سے منفرد نظر آتا ہے کیونکہ یہ محض چند رسوم تک محدود نہیں بلکہ اسکا ایک جامع تصور ہے ۔قرآن مجید کے مطابق تخلیق جن و انس کا مقصد خدا کی عبادت ہے۔قرآن مجید فرمان خداوندی ہے۔

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اَلَّا لَیَعْبُدُوْنِ"

"اور میں نے جن وانس اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

(قرآن مجید۔سورۃ الذاریٰت۔آیت ۵۵)

اسلامی عبادات بلاشبہ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ ہی شمار کی جاتی ہیں لیکن واضح ہو کہ اسلامی نظام حیات میں عبادات کو محض انہی زمروں میں محدود رکھنا ایک غلط فہمی ہے ۔اسلام میں عبادت دراصل پوری زندگی خدا کے سپرد کر دینے کا نام ہے۔اگر اسے مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تو عبادت سے مراد خدا اور اسکے رسولؐ کی اطاعت ہے۔یعنی انسان زندگی کے ہر شعبے میں خدا کا مطیع ہو جائے اور ہر معاملے میں اسکے رسولؐ کی تعلیمات کو ملحوظ رکھے۔

اسلام کے نظام عبادت میں یہ ایک اہم ترین خصوصیت ہے کہ اس میں زیادہ محنت و مشقت نہیں ہے اور نہ ہی اسلام راہبانہ زندگی کی اجازت دیتا ہے۔دیگر مذاہب کے برعکس جو کہ ایک پاؤں پر گھنٹوں کھڑے رہنے، کھانا پینا چھوڑ کر جنگل چلے جانے کی تعلیم دیتے ہیں، اسلام انسانوں کی عبادات کے معاملے میں وسیع سہولیات دیتا ہے۔مثلاً نماز جو کہ ایک ظاہری جسمانی عبادت ہے۔ بیماری کی حالت میں ضروری نہیں کہ کھڑے ہو کر ہی ادا کی جائے۔ بیٹھ کر حتیٰ کہ لیٹ کر یا اشاروں سے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔اسی طرح حج ہر ایک پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ جو جانی و مالی استطاعت رکھتے ہیں انہیں پر فرض ہے۔

اسلامی عبادات کی دوسری اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ یہ عبادات جہاں بندے کا تعلق اسکے رب سے جوڑ کر اسے روحانی ترقی عطا کرتی ہے وہیں انکے بیشمار ایسے فوائد بھی ہیں جو کسی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے طرز عبادات میں نہیں۔ مثلاً روزے سے ایک طرف خدا کی رضا و خوشنودی، تقویٰ اور صبر و تحمل کی تربیت حاصل ہوتی ہے وہیں اس سے انسانی صحت پر مثبت اثرات بھی رقم ہوتے ہیں۔ اسی طرح حج، نماز اور دیگر عبادات کی بھی خصوصیات ہیں۔

اسلام میں بظاہر تو نماز ہی وہ عبادت ہے ہر روز کی جاتی ہے لیکن اسکے روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد بھی عبادات میں شامل ہے۔ ذیل میں ہم بشمول قربانی انہی کا مختصر جائزہ لینگے۔

نماز:

نماز کے لیے قرآن مجید میں لفظ صلوٰۃ استعمال ہوا ہے جسکے عربی معنی دعا کے ہیں۔ اسلام میں خدا کی عبادت و بندگی کا وہ خاص طریقہ ہے جو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے اپنے قول و عمل سے مسلمانوں کو مخصوص ہیت کے ساتھ سکھایا۔ نماز کا ذکر قرآن مجید تقریباً ۵۷ مرتبہ آیا جس سے اسکی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ نماز کے متعلق ارشاد پاک ہے۔

"وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ. اِنَّ الۡحَسَنٰتِ
یُذۡھِبۡنَ السَّیِّاٰتِ. ذٰلِکَ ذِکۡرٰی لِلذّٰکِرِیۡنَ"

"اور نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں میں اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ یاد دہانی ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کو یاد کرتے ہیں۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ الھود۔ آیت ۱۱۴)

اسی طرح نماز کی اہمیت کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تمام امور کی اصل اسلام ہے، اسکا ستون نماز ہے۔"

(ترمذی شریف، باب حرمت الصلوٰۃ)

قرآن کے مطابق نماز تزکیہ نفس، خدا کی رضا و خوشنودی اور گناہوں سے پاکی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ العنکبوت آیت ۴۵ میں ہے:

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ"

"بیشک نماز برائیوں اور فحاشی سے روکتی ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز مسلمانوں پر روزانہ پانچ وقت فرض ہے۔ کرۂ ارض میں رہنے والے مسلمان چاہے وہ مشرق میں رہتے ہوں یا مغرب میں، مکہ میں واقع خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ جماعت کے ساتھ اسکا اہتمام مساجد میں کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے۔

نماز کی ادائیگی سے پہلے طہارت کے حصول کے لئے سنت کے مطابق وضو کیا جانا نماز کی شرائط میں سے ہے۔ وضو محض ہاتھ، پاؤں اور چہرہ دھونا نہیں بلکہ یہ اس امر کا احساس بھی ہے کہ بندہ خدا کی تابعداری میں ہمیشہ پاکیزہ زندگی گزاریگا۔ وضو کا مکمل طریقہ کتبِ احادیث اور فقہ میں درج ہے۔ قرآن مجید میں وضو کے متعلق حکم الٰہی ہے:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ"

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اُٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کہنیوں سمیت دھو لو اپنے سروں کو مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو۔" (سورۃ المائدہ۔آیت ٦)

نماز کی شرائط میں قبلہ رو ہونا بھی شامل ہے جو کہ اسلامی یکجہتی کا بہترین اظہار ہے۔ نماز کی ابتداء کلمہ تکبیر "اللہ اکبر" (اللہ سب سے بڑا ہے) سے کی جاتی ہے۔ اللہ اکبر کہہ کر بندہ انتہائی عجز وادب کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے اور مخصوص الفاظوں میں خدا کی حمد وثناء کے بعد قرآن کا کچھ حصہ پڑھتا ہے۔ اسکے بعد رکوع وسجود کیا جاتا ہے، خدا کی تسبیح کرتے ہوئے زبان عمل سے اس بات کا عہد کیا جاتا ہے کہ وہ خدا کی تابع ہو کر زندگی گزاریگا۔ پھر خدا کے حضور سجدہ کیا جاتا ہے۔ مختلف رکن کی ادائیگی کے بعد جب نماز کی اختتام ہوتا ہے تو دائیں بائیں منہ پھیر کر سلام کہتے ہیں جسکے بعد دعا کی جاتی ہے۔

خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کے ذریعے مسلمان خدا سے تعلق جوڑ کر روحانی عروج کی جو منازل طے کرتا ہے اسے ضبط تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ نماز میں مومن بندے کی حالت پر شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ " آدمی خطیرۃ القدس کی سی حالت کو اخذ کر لیتا ہے۔ بارگاہِ خداوندی سے اس کو کمال اتصال وقرب ہو جایا کرتا ہے وہاں سے اس پر مقدس تجلیات کا نزول ہوتا ہے اور وہاں وہ ایسی حالت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مشاہدہ کرتا ہے جس کو زبان بیان نہیں کرسکتی۔'' (حجۃ البالغہ۔باب ۴۵)

روحانیت کے اسی نکتہ کمال کی مثال ہمیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ملتی ہے۔ انکے متعلق یہ واقعہ ہر خاص و عام میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ انہیں تیر لگ گیا۔شدت درد کی وجہ سے وہ تیر نہیں نکال سکے۔لہٰذا حضرت علیؓ نماز میں کھڑے ہوئے اور انکے سینے میں لگا تیر نکال دیا گیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔تاریخ اسلام ایسے کئی بے مثال واقعات سے بھری ہوئی ہے۔بحر حال فی الحال ہم نے نماز میں روحانیت کے متعلق جانا ہے جبکہ اسکے کئی بیشمار فوائد میں سے ایک اور اہم فائدہ صحت بخش عمل بھی ہے۔

طبی ماہرین کے نزدیک نماز بہترین روحانی، دماغی اور جسمانی ورزش ہے۔اگر ہم نماز کے ہر ارکان کی ادائیگی پر غور کریں تو واضح ہوگا کہ ہر ارکان کی ادائیگی میں ہمارے مختلف عضلات کی ورزش ہوتی ہے۔چنانچہ ڈاکٹر سید محمد کمال الدین ہمدانی (پی ایچ ڈی۔شعبۂ طب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، بھارت) نماز کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''اگر انسان پابندِ نماز بن جائے تو اس کے جسم کے لیے یہ ایک ورزش ثابت ہوگی جس سے جملہ اعضاءِ انسانی کی نشوونما بہتر ہوگی اور اس کی قوت بڑھے گی۔اس کے علاوہ نظامِ تنفس، نظامِ دورانِ خون اور نظام ہاضمہ پر بھی بہتر اثرات مرتب ہونگے اور اور انسان مدت العمر امراض و آفاتِ جسمانی سے محفوظ رہیگا۔'' (۴)

نماز کے اثرات:

نماز کے فوائد میں سے چار اہم فوائد درج ذیل ہیں۔

۱ نماز انسان کے کردار کو سنوارنے اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔قرآن مجید کے مطابق نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ (سورۃ العنکبوت)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲ انسان کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کی ترقی میں بھی موثر کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی عبادت کے علاوہ ایک بہترین جسمانی ورزش بھی ہے جو جسم میں سستی اور اضمحلال بڑھنے نہیں دیتی۔ انسانی صحت پر نماز کے کیا کیا مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اس پر تفصیل سے بات کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ اس موضوع پر بہت سے ضخیم کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

۳ نماز انسان کو فرض شناس اور دیانت دار بننے میں مدد دیتی ہے۔ اسکے علاوہ نماز کیلئے دن میں پانچ اوقات مقرر ہیں جس سے انسان کو پابندیٔ وقت کی عادت ہو جاتی ہے۔

۴ باجماعت نماز میں امیر و فقیر سبھی ایک ساتھ ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ جسکے ذریعے مسلمانوں میں اخوت و مساوات کو فروغ ملتا ہے۔

نماز کی انہی خصوصیات کے پیش نظر معروف غیر مسلم یورپی فلاسفر ''ریوران لیبان'' کہتے ہیں:

''میں نے کئی مرتبہ مسیحی اور اسرائیلی نماز کا اسلامی نماز کے ساتھ موازنہ کیا، بالآخر ثابت ہوا کہ اسلام نماز افضل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی نماز کئی نمازوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں حمدِ خدا بھی ہے اور تقدیس و تحمید کے علاوہ ایک عاجزانہ التجا بھی۔ اسلامی نماز میں ایک اور خاصیت ہے وہ یہ کہ اس میں جہاں تلاوت قرآن، رکوع، سجود اور تشہد ہے وہیں انکساری و فروتنی کا عجیب روح پرور منظر بھی ہے۔'' (۵)

روزہ:

روزہ بھی ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے، جسکے لئے قرآن مجید میں ''صوم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ صوم کے لغوی معنی رکنے کے ہیں۔ اسلامی شریعت کی اصطلاح میں روزے سے مراد صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک اللہ کی خوشنودی کے لئے کھانے پینے اور بعض دیگر امور سے رکے رہنے کا نام ہے۔ روزے کا اہتمام خاص ماہ رمضان میں کیا جاتا ہے جب قرآن مجید کا نزول ہوا تھا۔ اس ماہ مبارک میں روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ قرآن مجید کے مطابق یہ عبادت گزشتہ امتوں پر بھی فرض تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا
کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ"

"اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔" (قرآن مجید۔سورۃ البقرہ۔آیت ۱۸۳)

اس آیت میں صوم یعنی روزے کی فرضیت کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روزہ محض بھوکا رہنے کا نام نہیں، بلکہ تربیت صبر اور تقویٰ کے حصول کے لئے خاص عبادت ہے۔تا کہ انسان پرہیزگار بن جائے اور اسکی تمام خواہشات اللہ عزوجل کی تابع ہو جائے۔یعنی اسکا عین مقصد ضبط نفس ،فواحش سے اجتناب اور اخلاق عالیہ ہے۔لہٰذا اگر روزہ سے بندے کو یہ فیوض و برکات حاصل نہ ہو تو اس کھانے پینے کے پرہیز کا کوئی فائدہ نہیں۔نبی کریم ﷺ کا فرمان پاک ہے۔

"اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ اور غلط کاریوں سے نہیں بچتا تو اسکا کھانا چھڑانے سے اللہ کو کوئی دلچسپی نہیں۔" (بخاری شریف۔کتاب الصوم۔باب ۱۱۹۱)

روزے کے فوائد:

روزہ کے چار اہم فوائد ذیل ہیں۔

۱ مہینہ بھر بھوکا پیاسا رہ کر انسان کو دوسرے کی بھوک و پیاس کا احساس ہوتا ہے اور دل میں غریبوں کی ہمدردی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

۲ جدید سائنس یہ ثابت کرتی ہے کہ روزہ سے انسان کے بدن سے رطوبت ردیہ اور مواد غلیظہ تحلیل ہو جاتے ہیں۔معدہ اور جگر کو ایک ماہ تک آرام مل جانے کی وجہ سے مضبوط ہو جاتے ہیں۔

۳ روزہ میں کھانے پینے اور مباشرت ترک کرنے سے انسان میں قوت صبر پیدا ہوتی ہے۔

۴ روزہ میں بندہ ہر قسم کے فحش و برائی سے اجتناب کرتا ہے اور ایک ماہ کی مشق میں خدا کی اطاعت کا جذبہ بندے کی طبیعت میں راسخ ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ:

زکوٰۃ عبادات کے علاوہ اسلام کے بہترین معاشی نظام کا عکاس بھی ہے۔زکوٰۃ سے مراد وہ مال ہے جو مخصوص نصاب کے تحت امراء خدا کی راہ میں دیکر اپنے بقیہ مال کو پاک کرتے ہیں۔ زکوٰۃ کے ذریعے انسان نہ صرف اپنے مال کو بلکہ اسکے ذریعے اپنے قلب کو بھی مال و دولت کی ہوس سے پاک کرتا ہے۔اور زبان عمل سے ثابت کرتا ہے کہ اصل دینے والا خدا ہے اور یہ سب خدا کا ہی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اسکے دیے ہوئے مال سے اسکی راہ میں کچھ خرچ کیا جائے۔زکوٰۃ مساکین، غرباء، فقراء، قرض دار اور مسافروں کو دی جاتی ہے۔اس مالی عبادت سے انسان میں ہمدردی، ایثار اور راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

قرآن مجید جہاں کہیں نماز کا ذکر ہے اسکے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی صاحب استطاعت افراد کے لئے فرض قرار دی گئی ہے۔چنانچہ فرمان ہے۔نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ دو۔

(قرآن مجید۔سورۃ البقرۃ۔آیت ۳)

زکوٰۃ کے فوائد:

۱ زکوٰۃ انسان کے دل سے مال کی محبت کم کر دیتی ہے۔مال کی محبت کم ہونے سے انسان لالچ اور دیگر بیشمار برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

۲ زکوٰۃ قوم کی غرباء، فقراء و مساکین کی کفالت کا بہترین ذریعہ ہے۔

۳ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال چند ہاتھوں سے نکل کر دوسرے افراد میں تقسیم ہو جاتا ہے۔جس کے ذریعے وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اپنی روزی کا انتظام کر لیں۔اس طرح زکوٰۃ کا قوم کی معاشی ترقی میں نہایت اہم کردار ہے۔

۴ غربت کی وجہ سے معاشرے میں جرائم بڑھ جاتے ہیں۔اگر زکوٰۃ کا نظام کسی معاشرے میں مکمل اور اسلامی طریقے کے عین مطابق رائج ہو جائے تو دنیا سے غربت کا مکمل خاتمہ ہو سکتا ہے۔یہاں تک کہ کوئی بھی بھوک و افلاس کے خاطر جرم نہیں کریگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج:

ارکان اسلام اور اسلام کے نظام عبادات میں سے ایک اہم رکن حج ہے۔ اصطلاح شریعت میں حج سے مراد عبادات کی بجا آوری کیلئے بیت اللہ کا قصد کرنا ہے۔ حج میں مسلمان دو مخصوص چادریں ''احرام'' پہن کر کعبہ کا طواف اور کچھ دیگر عبادات انجام دیتے ہیں۔ حج بعض شرائط کے ساتھ ہر صاحب استطاعت، صحت مند، آزاد اور عاقل بالغ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں حج کے متعلق فرمان خداوندی ہے۔

''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًاؕ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾''

''اور لوگوں پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ جو شخص استطاعت رکھتا ہو اسکی طرف جانے کی اور جس نے انکار کیا تو اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔''

(سورۃ ال عمران۔ آیت ۱۹۷)

حج محض چند مقامات کی زیارت کی ظاہری عبادت نہیں بلکہ جب انسان پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخی یادگاروں کی زیارت کرتا ہے تو اسکا تعلق اسلام کی عظیم تاریخ سے جڑ جاتا ہے۔ وہ اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ بھی صحابہ کرامؓ کی طرح اسلام کے خاطر کسی بھی قربانی سے گریز نہیں کریگا۔ اور اپنی زندگی خدا کی تابعداری میں گزارے گا۔ حج کا ایک اہم ترین فائدہ یہ بھی ہے کہ اس روحانی ماحول میں بندہ توبہ کرتا ہے اور وہ گناہوں سے اسطرح پاک ہوجاتا ہے کہ جیسے نوزائیدہ بچہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پاک ہے۔

''جو کوئی خالصۃً اللہ کے حکم کی تعمیل میں حج کرتا ہے اور اسی دوران فسق و فجور سے باز رہتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔'' (متفق علیہ)

حج امت مسلمہ کے اتحاد، محبت اور خلوص کا مظہر ہے۔ امیر غریب، عربی عجمی مختلف رنگ و نسل کے لوگ اپنے شہر و وطن کو چھوڑ کر حجاز آتے ہیں۔ اور دو ان سلی چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ ہم ان میں یہ شناخت بھی نہیں کرسکتے کہ کون بادشاہ ہے اور کون فقیر۔ حجاج کرام لبیک اللھم لبیک کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدائیں بلند کرتے ہیں تو نہایت ہی روح پرور منظر ہوتا ہے۔ یہ منظر عالمی اتحاد کی ایسی مثال ہے جو کسی اور مذہب میں ہمیں نہیں ملتی۔

جہاد:

جہاد کے لغوی معنی کوشش، جدو جہد اور محنت کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے لیے آخری اور پوری پوری کوشش کا نام جہاد ہے، خواہ وہ تلوار سے ہو یا کسی اور طرح سے۔ بعض مستشرقین جہاد کے معنی مذہب کے لئے جنگ وقتال لیتے ہیں۔ جبکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جہاد کوشش کا نام ہے لڑنے یا قتل کرنے کا نہیں۔ اسی لئے جہاد کی سب سے افضل قسم جہاد بالنفس قرار دی گئی ہے، یعنی اپنی نفسانی خواہشات اور شیطانی قوتوں کو دبانا۔ جہاد اکبر کے متعلق فرمان مصطفی ﷺ ہے۔

''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔'' (ترمذی۔ کتاب فضائل الجہاد)

جہاد بالسیف یعنی جنگ کے متعلق قرآن مجید میں فرمان ہے۔

''اور اللہ کے راستے میں جنگ کروان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔''

(سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۹۰)

جنگ اور اسلامی جہاد میں بہت فرق ہے۔ اہل اسلام کے مطابق جہاد بالسیف درحقیقت مسلمانوں کی اس عملی کوشش کا نام ہے جس کے ذریعے شیطانی قوتوں کا خاتمہ کر کے دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا ہے اور معاشرے میں لوگوں کو انکے جائز حقوق دلانا کی سعی ہے۔ عام جنگ کی طرح جہاد کمزوروں پر غلبہ حاصل کرنا نہیں بلکہ انہیں خوشحالی اور تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اسلام ہر سطح پر صلح کی ہدایت دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی صلح نہ کرے، اور مسلمانوں کے کے لئے خطرہ کا موجب بنے، مسلمانوں پر ظلم کرے، یا ان سے جنگ کرے تو پھر اس کا دفاع کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

بت پرستی اور اسلام:

مسلمانوں کے مطابق انسان خدا کو براہ راست نہیں دیکھ سکتا، وہ ہر قسم کی تجسیم سے پاک ہے، خدا کی طرف ارتکاز توجہ کیلئے بت یا کسی شبیہ کی ضرورت نہیں بلکہ خدا کے وجود کا مشاہدہ اپنی عقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے فطرت کی بیشمار نشانیوں میں کیا جا سکتا ہے۔ بت پرستی یا خدا کی شبیہہ بنانا اسلام کے نزدیک نہایت ہی گستاخانہ فعل ہے اور شرک میں شامل ہے جو بدترین گناہ ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر شرک اور بت پرستی کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہے۔

"یَاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ."

"اے لوگوں ایک مثال بیان کی جا رہی ہے ذرا غور سے سنو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے' گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں' بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، کمزور ہے، چاہنے والا (عابد) اور جن کو چاہا ہے (معبود)۔" (سورۃ الحج۔ آیت ۷۳)

قرآن مجید نے یہاں نہایت واضح اور مدلل انداز میں اہل بت کو بت پرستی کے حقائق سے شناسا کیا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"مکھی بہت ہی ادنیٰ اور حقیر جانور ہے۔ جن چیزوں میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ سب مل کر ایک مکھی پیدا کر دیں، یا مکھی اُن کے چڑھاوے وغیرہ میں سے کوئی چیز لے جائے تو اس سے واپس لے سکیں اُن کو "خالق السماوات والارضین" (زمین و آسمان کے خالق) کے ساتھ معبودیت اور خدائی کی کرسی پر بٹھا دینا کس قدر بے حیائی حماقت اور شرمناک گستاخی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مکھی کمزور اور بتوں سے بڑھ کر اُن کا پوجنے والا کمزور ہے جس نے ایسی حقیر اور کمزور چیز کو اپنا معبود و حاجت روا بنا لیا۔" (تفسیر عثمانی)

اسلام میں قربانی کا تصور:

اسلام قتل انسان کے بالکل خلاف ہے اور انسانی قربانی کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ شریعت میں صرف حلال جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ جسکا مقصد اور فلسفہ اسکے لغوی معنیٰ سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ وہ عمل جسکے ذریعے خدا کا قرب حاصل کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے ہاں خاص عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی جاتی ہے۔ ہندو دھرم کی طرح اسلام کے قانونِ مقدس میں بھی قربانی کرنے والوں کو ہدایت ہے کہ کم تکلیف دی جائے۔ دیگر مذاہب بالخصوص ہندومت کے برعکس اسلام اس تصور کے مخالفت کرتا ہے کہ خدا کو زندہ رہنے کے لئے گوشت اور خون کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اسکا مقصد جسمانی نشونما ہے۔ بلکہ اسلام میں قربانی اس نقطہ نگاہ کے تحت کیجاتی ہے کہ اس سے جانور کا خون اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا بلکہ اس سے بندے کی نیت، تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس قربانی کا مقصد محض جانور ذبح کرنا نہیں بلکہ خواہشات نفسانی کا قتل ہے۔ قرآن مجید میں اس فلسفے کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

"لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ"

"نہ ان (جانوروں) کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں اور نہ ہی خون، مگر اسے تمہارا تقویٰ ضرور پہنچتا ہے۔"

(سورۃ الحج۔ آیت ۳۷)

مزید وضاحت کیساتھ اسلام میں قربانی کے تصور کا اندازہ گوشت کی تقسیم سے کیا جاسکتا ہے، جس میں ایک حصہ غریب اور ضرورت مند لوگوں کا، ایک حصہ عزیز و قرابت داروں کا اور ایک حصہ ذاتی استعمال کے لئے ہے۔ خدا کا حصہ کہیں مختص نہیں کیا جاتا۔ قرآن مجید میں نذر و نیاز اور قربانی میں خدا کا حصہ نکالنے والے کم عقل لوگوں کے متعلق ارشاد ہے۔

"وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ"

"اور خدا نے جو کھیتی اور چوپائے پیدا کیے ہیں، ان میں ایک حصہ انہوں نے اللہ (خدا) کا مقرر کر رکھا ہے۔ پھر کہتے ہیں: یہ تو اللہ کا (حصہ) ہے انکے خیال میں یہ انکا ہے جنہیں ہم اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ سو جو حصہ انکے شریکوں کا ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا"۔

(سورۃ الانعام۔ آیت۔ ۱۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ۵۔ نظامِ عبادت

۱۔ وشنو رہسیہ۔ صفحہ ۱۴۹

۲۔ ستیارتھ پرکاش۔ اردو ترجمہ۔ صفحہ ۴۱۱۔ طبع لاہور

۳۔ ہندوستانی تہذیب کی داستان صفحہ ۴۸۱۔ نگارشات پبلیشرز

۴۔ اسلامی اصول صحت۔ صفحہ ۳۵۔ ۳۶۔ ڈاکٹر سید محمد کمال الدین ہمدانی۔ ناشر: حی علی الفلاح سوسائٹی علی گڑھ، بھارت

۵۔ دی لیکچرز آف رمیچرز: صفحہ ۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی نظام

کسی بھی ملّت کے نظام اخلاق، نظام معاشرت اور تمدن کا دار و مدار ان اساسی اصولوں پر ہوتا ہے جو اس قوم میں رائج مذہب فراہم کرتا ہے۔ کیونکہ انسانی حیات میں مذہب ہی ایک ایسا نظام ہے جو معاشرے میں افراد کے لیے وہ سب رسم و رواج، قوانین، طرزِ حیات اور دیگر معاملات طے کرتا ہے جن ستون پر معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ یہ اصول اگرچہ بعض حالتوں میں صحیح یا فطرت کے موافق نہیں ہوتے لیکن ان کی غلطی صرف قوم کے اعلیٰ اذہان ہی محسوس کرتے ہیں جبکہ باقی عام لوگ اسے خدا کی جانب سے عطا ہونے والی ایک ناقابل انکار حقیقت سمجھتے ہیں' اور اس سے منحرف ہونا گناہ کا سبب جانتے ہیں۔ لہٰذا وہ قوم انہی ہدایات کی روشنی میں اپنی زندگی کے مسائل کا حل ڈھونڈتی ہے۔ سارے تمدن کی تعمیر اور اس میں پائے جانے والے اخلاقی اوصاف انہی روایات اور نظریات پر ہوتی ہے جو عوام الناس میں رائج ہوں ہم یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بلا شبہ وہ قوت مذہب ہی ہے جو مختلف قسم کے معاشرے وجود میں لاتی ہے۔ دنیا کے مختلف معاشروں کے اوصاف میں اختلاف کا سبب دراصل مذہب سے تعلق ہی ہے جن سے معاشرے تشکیل پاتے ہیں۔ اس باب میں ہم حسب ذیل عنوانات کے تحت یہ معلوم کرینگے کہ ہندو دھرم اور اسلام ایک آئیڈیل معاشرے کے قیام کے لیے انسان کو کیا ہدایات دیتے ہے۔

معاشرے میں عزت وفضیلت کا معیار:

انسانی تمدن نے جب سے ہوش سنبھالا ہے تبھی یہ حقیقت سب پر آشکار ہو چکی ہے کہ ذات پات اور نسب کو عزت و برتری کا معیار بنانا انسانیت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ دنیا کے بیشتر مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ ساری انسانیت ایک ہی انسان کی اولاد ہیں۔ جسے ''آدم'' اور ہندوؤں کے ہاں ''منو'' کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اسی رو سے ہماری عقل یہی بات تسلیم کرتی ہے کہ تمام انسان یکساں ہیں، عزت و برتری کی بنیاد کوئی ذات، رنگ، نسل، نسب نہیں بلکہ انسان کو معزز و مکرم قرار دینے کی بنیاد وہ نیک خصلتیں اور اخلاقیات ہیں جو خدا کو پسند ہیں۔ ذاتیں اور نسب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کی حقیقت محض شناخت کے لیے ہے۔ خوبصورتی، رنگ، اعلیٰ نسب یہ تمام باتیں ناز وفخر کرنے کے ہرگز لائق نہیں ہیں، کیونکہ یہ سب خدا کی عطا ہیں نہ کہ انسان کی۔ اس باب میں ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کی مقدس کتابوں کے ذریعے اس بات کا جائزہ لینگے کہ یہ مذاہب کسی بھی انسان کے برتر ہونے کی کیا بنیاد بتلاتے ہیں۔

مرد وزن کا تعلق:

دنیا کا کوئی بھی مذہب خواہ وہ اسلام ہو یا عیسائیت، نصرانیت ہو یا یہودیت۔ مرد وعورت کے باہم جنسی تعلق کو فطری قانون کے مطابق پاکیزگی اور جائز شرائط کے ساتھ جوڑتا ہے، کیونکہ اسی تعلق سے معاشرہ وقوع پذیر ہوتا ہے اور یہی تعلق تمدن کا سنگِ بنیاد ہے۔ لہٰذا اگر یہ تعلق پاکیزگی اور قانونِ قدرت کے ہی مطابق ہو تو معاشرے میں انسانیت اور اخلاق بلند درجے پر قائم رہتے ہیں۔ اور اگر اس میں ذرا سی بھی بدنظمی اختیار کی جائے تو پاکیزگی کے بجائے غلیظ کردار اور پست اخلاق افراد معاشرے کی زینت بن جاتے ہیں۔ اس باب میں ہم مذکورہ عنوان کے تحت یہ جائزہ لینگے کہ ہندو دھرم اور اسلام مرد وزن کے جنسی تعلق کے لیے کیا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔

عورت:

نسل انسانی میں عورت ایک ایسی ہستی ہے جو صنف ضعیف ہونے کے باوجود انتہائی بلند مرتبے کی حامل ہے۔ معاشرے کی تشکیل اور ترقی وتنزل میں عورت کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔ ماں، بہن، شریک حیات ہر صورت میں عورت کو ایک اعلیٰ تقدس حاصل ہے۔ جس طرح مرد کے بغیر معاشرہ کا نظام نہیں چل سکتا اسی طرح عورت کے بنا بھی معاشرہ کی اخلاقی نشو ونما ممکن نہیں۔ دنیا کے مختلف معاشرے نے عورتوں کے متعلق مختلف رویے اختیار کیے۔ مغربی تہذیب نے اسے حقوق نسواں اور روشن خیالی کے نام پر اسے معاشرے میں حدود سے بڑھ کر آزادی دی، اور سارا نظام ہی الٹ کر دیا یعنی مردوں کا کام عورتوں کے حوالے کر دیا گیا اور عورتوں کا کام مردوں کے حوالے۔ اس کے برعکس ایک معاشرے نے اسے جدید دور میں بھی لونڈی اور خادمہ بنا کر اسکی تذلیل کی۔ ضرورت کے باوجود اسے دیواروں میں قید رہنے پر مجبور کیا، جس کی وجہ سے وہ ہستی جسکی گود میں قوم کے اخلاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور انکی تقدیر سازی ہوتی تھی اسکی اپنی ہی تقدیر تاریک ہوگئی اور وہ گھٹ کر رہ گئی۔ مختلف تہذیبوں میں عورتوں کے متعلق ایسی روش دراصل وہاں رائج مذہب اور تنگ نظری کی وجہ سے جنم پاتی ہے۔ مذہب عورت کے متعلق معاشرے کو جو ہدایات فراہم کرتا ہے اور عورت کے لیے جو معاشی، معاشرتی، مذہبی و روحانی اور دیگر حقوق اور فرائض متعین کرتا ہے، معاشرے میں عورت کا مقام اسی کا عکاس ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا موضوعات کے بعد ہم ہندو دھرم اور اسلام میں عورت کے متعلق ہدایات کا جائزہ لینگے اور یہ جاننے کی کوشش کرینگے کہ ہندو دھرم اور اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے۔

ہندو دھرم کا معاشرتی نظام

اگرچہ اقوام قدیمہ میں ہندو تہذیب سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور عظیم تہذیب خیال کی جاتی ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی کسی اہل علم کو انکار نہیں کہ جب قدیم ہندو معاشرہ اپنے زوال و انحطاط کی جانب بڑھا تو مذہبی تعلیمات تک ہر طرح کے لوگوں کو رسائی حاصل ہوگئی۔ اگر ہم ہندو تصانیف بالخصوص منو دھرم شاستر میں برہمنوں کے حقوق کے متعلق تحقیق کریں تو واضح ہو جاتا ہے کہ ان برہمن شاعروں اور مصنفین نے نفسانی مطالبات کی تکمیل کے لیے مذہبی صحائف میں من مانی تحریفات کیں اور ایسے احکامات و اقتباسات کا اضافہ کر کے الہامی قرار دے دیا جن سے ہندو معاشرہ نہ صرف مختلف طبقات و حصص میں منقسم ہوا، بلکہ اخلاقی اعتبار سے بھی نہایت پستی کا شکار ہوگیا۔

یقیناً وید اور دیگر کتب مقدسہ میں تحریف کرنے والے اس بات سے بےخبر، بلکہ بے پرواہ تھے کہ مذہب انسان کے رہن سہن کا طریقہ طے کرتا ہے، لہٰذا اسکی تعلیمات بھی اس معیار کی ہونی چاہیے کہ انسان کا اخلاقی اقدار بلند ہو نہ کہ پست۔ ان تحریف کرنے والوں نے اپنی نفس پرستی کے خاطر جو من مانی تحریفات کیں انہی کے نتیجے میں ہند معاشرہ ظلم و طغیان کے سیاہ بادلوں میں گھر گیا اور معاشرے میں انصاف، اخلاق، اور انسانیت کا جنازہ مذہبی تعلیمات کے ہی کاندھوں اٹھا۔ ایک انسان کی دوسرے انسان پر فوقیت و برتری علمی و اخلاقی معیار تقویٰ سے نہیں بلکہ دولت، ذات، اور جنس سے حاصل ہوگئی۔ عورت اور نچلے طبقے کے افراد معاشرے کی بدترین ہستی سمجھے جانے لگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فحاشیات پر مبنی رقص وموسیقی، قحبہ گری، زنا کاری اور ظلم وستم کو مذہبی تحفظ حاصل ہو گیا۔ طرح طرح کی خرافات کو مذہب کا نام دے دیا گیا۔ ہندی معاشرے کی یہ اخلاقی گراوٹ ایک طویل عرصے تک یونہی جاری رہی حتی کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے فرنگی تسلط تک اس میں کچھ مثبت تبدیلیاں ہوئی لیکن یہ تبدیلیاں صرف شہری علاقوں تک ہی محدود رہی۔ چنانچہ ہم تہذیب کے اس تنزل کا مشاہدہ آج بھی ہم مختلف دیہات میں کر سکتے ہیں۔

طبقاتی نظام:

طبقاتی نظام کے لیے ''ورن'' کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے جسکے معنی رنگ کے ہیں۔ ذات ونسب پر مبنی یہ تصور ہمیں ایران وہندوستان کے سوا دنیا کے کسی قوم وتمدن کی تاریخ میں بمشکل ملتا ہے۔ ہندوستان میں ابتدائی طور پر یہ طبقے پیشے کے لحاظ سے تھے لیکن آریوں نے اپنی نسل کے حفاظت کے لیے اسے مذہبی قانون میں ڈھال دیا اور اس پر سختی سے پابند رہے۔ انہیں ہمیشہ اس بات کی شدید فکر لاحق تھی کہ کہیں فاتحین اقوام مقامی سیاہ فام لوگوں سے مل کر اپنی شناخت نہ کھو بیٹھے۔ انکے رہنماء اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اگر اپنی قوم کی مفتوحہ اقوام سے حفاظت نہ کی گئی، انکے درمیان دیوار نہ بنائی گئی تو بہت جلد انکا نام ونشان مٹ جائیگا۔ ڈاکٹر گستاولی بان لکھتے ہیں:

''ویدی زمانے کے آخر میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ مختلف پیشے کم وبیش آبائی ہوتے جارہے تھے، اور ذات کی تقسیم شروع ہو چکی تھی۔ اگرچہ تکمیل کو نہیں پہنچی تھی۔ ویدی آریوں کو یہ خیال پیدا ہو چکا تھا کہ وہ اپنی پرانی نسل کو اقوام مفتوحہ کے میل جول سے محفوظ رکھیں، اور جس وقت یہ قلیل التعداد فاتحین مشرق کی طرف بڑھے اور انہوں نے دیسی (مقامی) اقوام کے ایک بیت بڑے گروہ کو فتح کرلیا تو ضرورت اور بھی زیادہ ہو گئی اور مقننوں کو اس کا لحاظ کرنا لازمی ہو گیا۔''(۱)

ان حالات میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ طبقاتی نظام انکے لیے بہترین ہتھیار ثابت ہوا۔ چنانچہ آریائی قوم نے طبقاتی نظام میں سختی کر دی اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ مزید پروان چڑھتا گیا۔ پھر منو نے اسے اپنے مرتب کردہ قانون منوشاستر میں مزید تقویت دی اور اسے معاشرے کا لازمی جز قرار دے دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طبقاتی نظام کی رو سے سب اعلیٰ؟ سے تین طبقے بنے۔ بالترتیب درجہ برہمن، کھشتری اور ویش۔ ان تینوں طبقات میں آریائی لوگ ہی شامل تھے۔ جو کہ سفید جلد والے لمبے قد اور اچھے نقش کے حامل تھے۔ جبکہ مقامی باشندے یعنی ہندوستان کی قدیم اقوام جنکا رنگ سیاہ تھا اور جو کہ پست قد تھے شودر اور اس سے بھی ادنیٰ طبق میں شمار ہوئے اور انہیں معاشرے کی ذلیل ترین مخلوق قرار دیا گیا۔

برہمن، کھشتری، ویش، اور شودر کی اس تقسیم کے بعد ان طبقات کے مختلف خصائص اور حقوق متعین کیے گئے ہیں جو نہایت ہی غیر منصف ہیں۔ ہندوؤں کے مطابق یہ چار طبقات خدا کے بنائے ہوئے ہیں اور ان کے اصولوں کی مخالفت خدا اور دھرم سے مخالفت ہے۔ اُس مذہبی اصول کی شدت بنسبت شہروں کے دیہاتوں میں بہت زیادہ ہے جس کی وجہ ہندوستانی دیہاتوں میں مذہبی شدت پسندی ہے۔ ذاتوں کی اس تقسیم سے ہندو معاشرے میں بہت سے گہرے منفی اثرات پڑے جنکا ازالہ ممکن نہیں۔ پیشے کے لحاظ سے وضع کردہ طبقات بعد ازاں نسب کی اہمیت اختیار کر گئے اور ذاتیں اور اسکے حقوق انسانیت، انصاف اور اخلاقیات کی شدید مخالف ہوگئی۔ یہ طبقاتی نظام کسی بھی معاشرے کے لیے انتہائی مضر ہے۔

ہندو عقائد کی رو سے سب سے بلند مرتبہ ذات برہمن ہے کیونکہ وہ خدا کے منہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسکے بعد کھشتری جو خدا کے بازوؤں سے، پھر ویش جو رانوں سے، اور پھر ہندوؤں کے نزدیک سب سے ذلیل اور کمتر ذات شودر جو خدا کے پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان چاروں ذاتوں میں شودر کے حقوق سب سے کم اور نہایت ہی غیر منصفانہ ہے۔ شودر کو ایک حیوان سے بھی بدترین مخلوق تصور کیا گیا ہے اور اسکے حقوق غیر انسانی ہے۔ جبکہ برہمن کو اسقدر مراعات بخشی گئیں ہے کہ چاہے وہ گناہ کرے، زنا کرے، کچھ بھی جرم کرے اسے سزا نہیں ملنی چاہیے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔

ہندو تہذیب میں پیوستہ اس طبقاتی نظام کے متعلق تمام ہندو متون مقدسہ میں بہت سے مقامات پر تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ سبھی حوالے نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا لہٰذا یہاں ویدوں کی تفسیر اور ہندو دھرم کی مقدس ترین کتاب منوسمرتی سے کچھ اہم اقتباسات درج کررہے ہیں۔ جسمیں ان ذاتوں کے مختلف قسم کے متعین حقوق کا ذکر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”دنیا کی بہبودی کے لیے اپنے منہ سے، اور اپنے بازوؤں سے، اور اپنی رانوں سے اور اپنے پیروں سے برہمن، کشتری، ویش اور شودر کو پیدا کیا۔“ (منوشاستر باب ا۔اشلوک ۳۱)

”کائنات کی حفاظت کی غرض سے برہما نے اپنے منہ سے' بازوؤں رانوں اور پاؤں سے پیدا ہونے والوں کو الگ الگ فرائض سونپے ہیں۔ اس نے برہمنوں کے سپرد علم و تدریس، اپنے اور دوسروں کے لیے قربانی دینے، اور خیرات کے لینے اور دینے کا فریضہ کیا۔ کھشتریوں کو حکم ہوا دیا کہ وہ خلقت کی حفاظت کریں۔ نذر نیکیہ دیں، تعلیم حاصل کریں اور خود کو نفسانی خواہشات میں غرق ہونے سے بچائیں۔ ویشوں کو مویشیوں کی دیکھ بھال کرنے' عطیات دینے' قربانی کرنے' وید پڑھنے' تجارت کرنے اور کھیتی باڑی کا حکم ہوا۔ قادر مطلق نے شودروں کے لیے صرف ایک پیشہ لکھا کہ وہ تین ذاتوں کی خدمت نہایت عاجزی وانکساری سے کریں۔“ (منوشاستر باب ا۔اشلوک ۸۷ تا ۹۱)

”دس سال کی عمر کا برہمن اور سو سال کی عمر کا کشتری گویا آپس میں باپ بیٹے کا رشتہ رکھتے ہیں، لیکن ان دونوں میں باپ برہمن ہے۔“ (منوباب ۲۔۱۳۴)

برہمن کے لیے مراعات:

”سزائے موت کی عوض برہمن کا صرف سر مونڈا جائیگا، لیکن اور ذات کے لوگوں کو سزائے موت دی جائیگی۔ کسی برہمن نے خواہ سارے ہی جرم کیوں نہ کیے ہوں لیکن اسے موت کی سزا نہیں دی جائیگی؛ بادشاہ اسے ملک بدر کردے' اس کی جائداد ضبط کرلے لیکن اس کے جسم پر ضرب نہ لگائے۔ کیونکہ برہمن کے قتل سے بڑا جرم کرہ ارض پر کوئی نہیں؛ چنانچہ بادشاہ کو برہمن کے قتل کا خیال بھی ذہن میں نہیں لانا چاہیے۔“ (منوباب ۸۔اشلوک ۳۷۱ تا ۳۷۳)

”جو کسی برہمن کو جسمانی ضرب پہنچانے کی محض دھمکی بھی دیتا ہے تو وہ تامسر نامی دوزخ میں سو سال تک بھٹکتا رہتا ہے۔“ (منو۔باب ۴۔۱۶۱)

”برہمن کی ملکیت گائے چرانے' واری کی بانجھ گائے' یا برہمن کی ملکیت کے دوسرے مویشی چرانے والے (مجرم) کا آدھا پاؤں کاٹ دینا چاہیے۔“ (منوباب ۸۔اشلوک ۳۱۸)

”برہمن اگرچہ نیچ کاموں میں ملوث ہوں لیکن انکا احترام کرنا چاہیے۔“ (منو۔باب ۹۔۳۱۹)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"نشے میں مدہوش برہمن ایسی چیز کھا سکتا ہے جو اس کے لیے حرام ہے۔" (منو۔باب ۱۱۔۹۷)

"برہمن دیوتاؤں کے لیے بھی معبود ہے۔اور اسکا حکم انسانوں کے لیے حتمی حکم ہے۔"

(منو۔باب۔۱۱۔۸۵)

"اس عالم میں جو کچھ ہے سب برہمن کی ملکیت ہے۔" (منو۔باب ا۔۱۰۰)

"کسی شخص کا خزانہ ملنے کا دعویٰ سچا ہو تو بادشاہ اسکا چھٹا یا بارھواں حصہ لے سکتا ہے۔ الخ۔لیکن دبا ہوا خزانہ کسی برہمن کو ملتا ہے تو وہ حسب خواہش سارا خزانہ رکھ سکتا ہے۔کیونکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔جب بادشاہ کو زمین میں چھپایا گیا خزانہ مل جائے تو وہ برہمن کو برہمن کو دیگا اور نصف اپنی ملکیت میں رکھے گا" (منو۔باب ۸۔۳۵۔۳۸)

شودر کی حیثیت!

ویش اور کشتریوں میں آریائی خون پہنچ چکا تھا، اور یہ دونوں طبقہ فاتحین کیساتھ کافی میل جول رکھتی تھی۔تاہم وہ پست قد لوگ جو اس جنسی اختلاط سے محفوظ رہے وہ شودر کہلائے۔یہ ہندوستان کی قدیم مقامی قوم تھی جن کا رنگ سیاہ تھا اور آریوں اور دیگر اعلیٰ طبقوں کے لیے انکے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق پیدا کرنا انتہائی شرمناک بات تھی۔ذاتوں پرمبنی معاشرے میں ان کا درجہ حیوانوں سے بھی بدتر تھا اور انہیں صرف اپنی خدمت کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔منو شاستر کے مندرجہ ذیل اقتباسات سے مزید وضاحت ہو جائیگی۔

"برہمن پورے اعتماد کے ساتھ شودر کے سامان پر قبضہ کر سکتا ہے۔کیونکہ وہ (شودر) جائداد رکھنے کا مجاز نہیں ہے۔" (منو۔باب ۸۔۴۰۹)

"اہلیت حاصل ہونے کے باوجود شودر کو مال و دولت جمع نہیں کرنا چاہیے۔کیونکہ شودر دولت جمع کر کے برہمنوں کو تکلیف دیتا ہے۔" (منو۔باب ۱۰۔۱۲۹)

"شودر کا مالک اسے آزاد بھی کر دے تو وہ خدمت سے آزاد نہیں ہو سکتا۔"

(منو۔باب ۸۔۴۰۶)

"برہمن کے ہاں ویش اور شودر بطور مہمان آئیں تو انہیں اپنے خدمتگاروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کھانے کی اجازت دے۔" (منو۔باب ۳۔۱۱۲)

"بھینٹ کے کھانے پر کتے کی نظر پڑ جائے یا اسے نیچی ذات والا (شودر) چھولے تو رسم بیکار ہو جاتی ہے۔" (منو۔باب ۳۔۲۴۰)

"شودر جس عضو سے برہمن کو ہتک کرے اسکا وہی عضو کاٹ دیا جائے۔ یہی منو کا فیصلہ ہے۔ ہاتھ یا چھری اٹھانے پر ہاتھ کاٹ دیا جائے اور غصے میں ٹھوکر مارنے والے کا پاؤں قطع کر دیا جائے۔" (منو۔باب ۸۔۲۷۲ تا ۲۷۳)

"شودر اگر کسی برہمن کی نشست پر (محض) بیٹھنے کی کوشش (بھی) کرے تو اسکے کولہے داغ دیئے جائینگے یا بادشاہ اسکے کولہوں کا شگاف لگوائے گا۔" (منو۔باب ۸۔۲۷۴)

"اگر کوئی اونچی ذات والے (یعنی برہمن) پر تحقیر سے تھوکے تو اسکے ہونٹ کٹوا دیئے جائیں' پیشاب کرنے کی صورت میں عضو تناسل' اور اگر اسکی طرف ریح خارج کرے تو مقعد کٹوا دی جائیگی، اگر کوئی برہمن پر ہاتھ ڈالتا ہے تو بادشاہ بلا جھجک اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ پاؤں، داڑھی، گردن، یا خصیے پر ہاتھ ڈالنے کا بھی یہی انجام ہونا چاہیے۔" (منو۔باب ۸۔۲۷۵ تا ۲۷۶)

"اگر شودر تین اعلیٰ ذاتوں میں سے کسی کی ذات یا شخصیت کا گستاخانہ ذکر کرتا ہے تو لوہے کی سرخ گرم دس انگل لمبی کیل اسکے منہ میں گھسیڑ دی جائے۔ اگر وہ برہمن کو اس کے فرائض یاد دلائے تو بادشاہ اسکے کان میں اور منہ میں گرم تیل ڈلوا دے۔" (منو۔باب ۸۔۲۶۳ تا ۲۶۴)

"شودر کو مذہبی تعلیمات سکھانے والا یا اسے سبق دینے والا اس (شودر) کے ساتھ ہی اسمیرت نامی دوزخ میں جائیگا۔" (منو۔باب ۴۔۸۰)

"شودر کو صلاح نہیں دینی چاہیے۔ اور نہ ہی اپنے کھانے کا جھوٹا یا دیوتاؤں کی بھینٹ کیا گیا کھانا۔ اسی طرح اسے مذہبی تعلیم بھی نہیں دینی چاہیے۔" (منو۔باب ۴۔۷۹)

"شودر کو قتل کرنے کی صورت میں برہمن یہی (مذکورہ) عمل چھ ماہ تک کریگا۔ وہ ایک برہمن کو دس سفید گائیں اور بیل بھی دے سکتا ہے۔ بلی، نیل کنٹھ، مینڈک، کتے، الو اور کوے کو ہلاک کرنے کا کفارہ بھی شودر کے قتل کے کفارہ جیسا ہے۔" (منو۔باب ۱۱۔۱۳۲)

شودر سے بھی نچلی ذاتوں میں ہاڈیم، ڈوم اور چنڈال وغیرہ شامل ہیں۔ یہ لوگ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاموں میں ہوتے ہیں جن سے بالعموم کراہت ہوتی ہے۔ انہیں مرکزی آبادی میں رہنے کا حق نہیں دیا جاتا بلکہ یہ لوگ دور کہیں اپنی بستی آباد کرتے ہیں۔

مرد وزن کا تعلق: نیوگ

دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح ہندوؤں میں بھی مرد وزن کے تعلق کی بنیاد نکاح یعنی شادی ہے۔ مرد کے لیے کثرتِ ازواج کی کوئی قانونی قید نہیں ہے۔ چنانچہ ہم ہندوؤں کی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ دشرتھ، کرشنا اور اس طرح دیگر شخصیات کی کئی ایک بلکہ سوسو بیویاں ہوتی تھیں۔ البتہ ہندو دھرم میں شوہر، بیوی کے فطری جنسی تعلق کے علاوہ اسکی ایک دوسری قسم نیوگ (Nevig) ہے جو ویدوں اور دیگر ہندو متونِ مقدسہ سے ماخوذ ہے۔

اس دستور کے مطابق اگر کسی سہاگن عورت کی اولاد نہ ہوتی ہو یا وہ بیوہ ہو جائے تو اسے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک دوسرا نکاح انصاف کے منافی ہے۔ لہٰذا شہوت کی تسکین اور اولاد کے حصول کے لیے عورت اپنے دیور اور دس غیر مردوں سے ہمبستر ہو کر نطفہ حاصل کر سکتی ہے۔ مرد و عورت کے اس تعلق کو نیوگ کہتے ہیں۔ آریا دھرم کی معروف فقہی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ہے کہ:

''جب شوہر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو، تب وہ اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی! تو میرے علاوہ دوسرے شوہر کی خواہش کر کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی۔ تب عورت دوسرے مرد کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد حاصل کرے، لیکن اس بیاہے حالی حوصلہ شوہر کی خدمت میں بھی رہے۔ ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنس کر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو اپنے شوہر کو اجازت دے کہ اے مالک! آپ اولاد کی امید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے اولاد کر لیجیے۔'' (ستیارتھ پرکاش۔ سملاس چوتھا)

انتہائی معجب امر ہے کہ نیوگ کے اس شرمناک فلسفے کو جسے زناکاری یا بدکاری کہنا بلا شکوک یقیناً درست ہوگا، ہندو دھرم میں اسے ثواب کا موجب سمجھا جاتا ہے اور اسے روکنا گناہ کا موجب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"نیوگ کو روکنے میں گناہ ہے کیونکہ ایشور (خدا) کے قانون کے مطابق مرد و عورت کا فطرتی عمل رُک ہی نہیں سکتا۔" (ستیارتھ پرکاش۔ چوتھا سملاس)

نیوگ کرتے وقت دونوں فریقین کے جسم پر گھی لگایا جاتا ہے جسکی وجہ رفع شہوت بتائی جاتی ہے۔ بہت سے لاعلم ہندو نیوگ کو ہندو دھرم کا حصہ قرار نہیں دیتے لیکن وہ اس بات سے شاید بے خبر ہیں کہ نیوگ کسی ہندو پنڈت کا ایجاد کردہ فلسفہ نہیں بلکہ یہ ویدا اور دیگر متونِ مقدسہ میں بھی مذکور ہے۔ ہندو دھرم میں نیوگ کی مشہور مثال مہابھارت میں ہے۔ مہابھارت کے مطابق ویدویاس نے یہ عمل (اپنے بھائیوں) چترانگد و چتر ویرج کی موت پر انکی عورتوں سے نیوگ کیا جس سے دھرت راشتر، پانڈ و اور داسی پیدا ہوئے۔ اسکے علاوہ ہندو دھرم کا مقدس مجموعہ ویدا اور منوشاستر میں بھی بہت سے مقامات پر نیوگ کا ذکر ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

"اولاد حاصل نہ کرسکنے والی عورت اپنے دیور یا جیٹھ یا کسی اور مرد کے ساتھ اولاد کے لیے مباشرت کرسکتی ہے۔" (منوشاستر: باب ۹۔ اشلوک: ۵۹)

"مباشرت کے لیے مقرر کیا گیا مرد جسم پر گھی لگا کر خاموشی سے رات کو رجوع کریگا۔"

(منوشاستر: باب ۹۔ اشلوک: ۶۰)

"یہ رسم جسکی بعض برہمن، کھشتری اور ویش مذمت کرتے ہوئے صرف جانوروں کے لیے مناسب گردانتے ہیں، حالانکہ دنیا میں انسانوں کے لیے بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔"

(منوشاستر: باب ۹۔ اشلوک: ۶۶)

"مقصد پورا ہو جانے کے بعد دونوں فریقین ایک دوسرے کے لیے باپ اور بہو کی طرح ہونگے۔"

(منوشاستر: باب ۹۔ اشلوک: ۶۲)

"اے مرد! یہ بیوہ عورت اپنے خاوند کے مرجانے پر خاوند سے حاصل ہونے والے سکھ کی خواہش کرتی ہوئی تجھے اپنا خاوند قبول کرتی ہے اور نیوگ کے قاعدے سے تیرے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔"

(اتھرووید: کانڈ ۱۸۔ انوواک ۳۔ ورگ ۱۔ منترا)

(بحوالہ۔ رگوید۔ سوامی دیانند سرسوتی)

"اے نطفہ عطا کرنے والے خاوند! تو اس بیاہتا عورت کو ہمبستری سے بامید کر اور صاحب اولاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہر قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ سکھ سے بہرہ ور کر۔ اس بیاہتا عورت سے دس اولاد پیدا کر لے۔"

(رگوید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۸۔ منتر ۵) (ایضاً)

منو دھرم شاستر کی شرح میں ہے کہ یہ عمل نیوگ اب متروک ہو چکا ہے کیونکہ اس زمانے میں خلوص نیت نہیں۔ لیکن اگر یہ متروک ہو بھی چکا یا اگر خلوص نیت پائی جائے تو بھی کوئی اس طرح کے عمل کو کسی بھی صورت میں جائز قرار نہیں دے سکتا۔ اور آریا دھرم والوں کے نزدیک یہ عمل اب بھی جائز ہے۔

ہندو دھرم اور عورت:

کتب مقدسہ اور روایات گواہی دیتی ہیں کہ ویدک عہد سے لیکر برہمنا عہد، یعنی جدید ہندو دھرم کی تعمیر سے قبل تک ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا مقام بہتر تھا اور انہیں عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا۔ انکے ہاں مونث خدا کا تصور بھی اسکی واضح دلیل ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اپنشد میں بھی کئی خواتین فلاسفہ کا ذکر ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں مرد و خواتین دونوں کو تعلیم کا حق حاصل تھا۔ رگوید میں بھی بعض مقامات پر لڑکیوں کے بارے میں اچھی تعلیم ملتی ہے۔ مثلاً رگوید منڈل ۱۰ کے سوکت ۸۵ میں شادی کی دعائیں ہیں جس میں عورت کو بابرکت بتایا گیا ہے۔

لیکن برہمنا عہد کے بعد جب ذات پات کا نظام مستحکم ہو گیا اور معاشرہ انتشار کا شکار ہوا تو اس کے اثرات سے عورتیں بھی محفوظ نہ رہیں۔ اس دور میں جہاں برہمنوں کو اعلیٰ مراعات دی گئیں وہیں شودر اور عورتوں کو نہایت ذلیل قرار دیا گیا۔ ہندو دھرم میں کہیں مذہبی قوانین کے نام پر عورت کی حق تلفی اور تذلیل کی جاتی ہے تو کہیں دھرم اور خاوند سے وفا کے نام پر اسے "ستی" کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ قانونِ مقدس میں عورت کے تمام حقوق ایک شودر کے مساوی ہیں، جو معاشرے کی بدترین ذات کہلاتی ہے۔ بعد ازاں ہندو مصلحین' جو ہندو دھرم کو مذاہب عالم میں اپنے منفرد کلچر کی بنیاد پر بلندی پر لانے کے خواہشمند تھے' انہوں نے عورت کے حقوق کے متعلق بہت سی کوششیں کیں۔ ہندوستانی آئین میں بھی اسکے حقوق پر خصوصی توجہ دی گئی لیکن یہاں بھی افراط و تفریط کی علامت نمایاں رہی۔ چنانچہ ہم ہندو تہذیب کے سب سے بڑے مظہر یعنی ہندوستان کا جائزہ لیں تو نہایت ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرمناک حقائق سامنے آتے ہیں۔

ہندوستان میں عورتوں اور مردوں کی آبادی میں ۴ فیصد کا فاصلہ ہے۔عورتوں کی آبادی کم ہونے کی وجوہات میں اسقاطِ حمل سرفہرست ہے۔''وکی انسائیکلوپیڈیا'' کی ایک رپورٹ بعنوان Women in India کے مطابق لڑکیوں کے حمل ضائع کرنے کا رواج اب بھی کئی دیہی علاقوں میں رائج ہے۔جہیز کی لعنت کا رواج خاص (لڑکی) حمل ساقط کرنے اور ہندوستان میں بچیوں کے قتل کی اہم ترین وجہ ہے۔

''۱۹۹۰ء میں درج کیے گئے عورتوں کے خلاف ہونے والے تمام جرائم میں نصف تعداد ورک پلیس (کام کاج کی جگہ، کارخانہ، دفتر، آفس وغیرہ) میں خواتین کی اذیت اور آبروریزی ہے۔'' (۲)

حال ہی میں بی بی سی سے ایک رپورٹ نشر ہوئی جس کا عنوان Let Her Die (اسے مرنے دو) تھا۔اس رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں روزانہ تقریباً تین ہزار حمل ضائع کیے جاتے ہیں جو کہ لڑکیاں ہوتی ہیں۔جنس معلوم کر کے' اگر لڑکی ہو تو حمل ضائع کرانا عرب تہذیب میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔

مقامِ عورت:

ویدوں میں مختلف نفس پرست مصنفین نے تحریفات کر کے نفسانی خواہشات کے پیش نظر عورت کو غلام ومحکوم بنا دیا۔چنانچہ آج ہندوؤں کے قانون مقدس کا بیشتر حصہ عورتوں کے متعلق منفی تعلیمات سے بھرا ہوا ہے۔قدیم صحائف میں اسے گناہوں کا منبع، ریاضت وعبادت میں رکاوٹ، اور بدکاریوں کا سرچشمہ قرار دیا جاتا ہے۔اسے ناقابل اعتماد، خواہش پرست مخلوق، بیوفا، بے ایمان اور گمراہی کا سبب بتایا گیا۔

''عورتوں سے کبھی پائیدار دوستی نہیں ہو سکتی۔عورتوں کا دل چرخی ہے۔(یعنی کہیں بھی گھوم جائے)''

(رگوید منڈل ۵۔سوکت ۵۹۔منتر ۱۵)

''عورتوں کی تخلیق کرتے ہوئے منو نے عورتوں میں بستر کی محبت اور جائے قیام' زیورات' ناپاک خواہشات' غضب' بے ایمانی' بدنیتی اور بداطواری بھی ودیعت کر دی ہے۔''

(منو۔باب ۹۔۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"عورتیں جھوٹ کی مانند ناپاک ہیں۔" (منو۔باب ۹۔۱۸)

"عورت کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ وہ مرد کو ورغلاتی ہے؛ چنانچہ عورتوں کی موجودگی میں عقلمند ہمیشہ محتاط رہتا ہے۔" (منو۔باب ۲۔۲۱۳)

"عورت نہ صرف بیوقوف بلکہ عقلمند و دانشمند کو بھی ورغلا کر خواہشات کا غلام بنا سکتی ہے۔" (منو۔باب ۲۔۲۱۴)

"اگر میری ماں گمراہی کا شکار ہو کر ناجائز خواہشات کو دل میں جگہ دیتی ہے تو میرے باپ کا تخم (نطفہ) نہ ٹھہرے۔مقدس کتابوں میں یہی سب درج ہے۔" (منو۔باب ۹۔۲۰)

"مردوں کے لیے اپنی ہوس' متلون مزاجی اور فطری سنگ دلی کے باعث عورتیں اپنے شوہر سے بے وفائی کرتی ہیں۔چاہے ان کی کتنی سخت نگرانی ہی کیوں نہ کی جائے۔" (منو۔باب ۹۔۱۵)

شودر کی طرح برہمنا عہد میں ہی عورت کو منحوس اور ایک بوجھ سمجھا جانے لگا تھا۔اسے نہایت ہی کمزور اور ذلیل مان کر حقارت سے دیکھا جاتا تھا اور انکے متعلق ایسی سوچ رکھنا باعث فخر سمجھا جاتا تھا۔چنانچہ آج بھی ہندوستان کے بہت سے مذہبی شدت پسند دیہاتوں میں عورتوں کو عزت و احترام دینا ایک برا فعل سمجھا جاتا ہے کیونکہ انکی مقدس کتابوں میں یہی سب درج ہے۔

"عورتوں کو حق تقدم و بزرگی حاصل نہیں ہے۔" (منو۔باب ۹۔۱۳۴)

"عورتوں کے لیے مقدس کلمات میں سے کوئی تقدیسی رسم ادا نہیں کی جاتی، یہی طے شدہ قانون ہے۔" (منو۔باب ۹۔۱۸)

"عورتوں اور شودروں کا جھوٹا کھانے والے کو (پاک ہونے کے لیے) سات دن اور رات جوش آب پینا ہوگا۔" (منو۔باب ۱۱۔۱۵۳)

حیض و نفاس میں زوجہ سے مباشرت بلاشبہ صحیح نہیں لیکن اس سے بات کرنے' اسکے ہاتھ کا کھانے اور اسکے ساتھ اٹھنے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس بات کی تصدیق جدید سائنس بھی کرتی ہے۔لیکن ہندو دھرم میں ایسے حال میں عورت کے پاس بیٹھنا تو در کنار، بات کرنا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ دھرم شاستر میں ہے کہ:

"حالت حیض میں نہ اپنی بیوی کے قریب بیٹھ کر کھائے اور نہ ہی اسے کھاتے ہوئے دیکھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھینکتے، جماہی لیتے اور لاپرواہی سے بیٹھا دیکھے۔" (منودھرم شاستر۔باب ۴۔۴۴)

"حائضہ عورت سے ہم کلام نہیں ہونا چاہیے۔" (منو۔باب ۴۔۵۶)

معاشرتی حیثیت:

دھرم شاستر کے مطابق عورتیں ناقابل اعتماد، بیوفا اور خواہش پرست ہیں لہٰذا یہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا کہ ان سے کسی قسم کا مشورہ لیا جائے۔ چنانچہ منو کا مشورہ ہے کہ مشاورت کے وقت عورتوں سے محتاط رہنا چاہیے۔

"مشاورت کے وقت احمق، گونگے، اندھے، بہرے، جانور، بوڑھے، عورت، غیر مہذب، علیل اور کسی عضو کی خامی کے حامل فرد کو شامل نہ ہونے دو۔ جانوروں کی طرح یہ لوگ اور عورتیں مشاورت کے راز کھول دیتے ہیں، چنانچہ بادشاہ کو ان سے محتاط رہنا چاہیے۔"

(منوشاستر۔باب۔۷۔اشلوک۔۱۴۹۔۱۵۰)

بات عورتوں تک ہوتی تو بھی ٹھیک تھا لیکن کسی معذور شخص سے محتاط رہنے کی وجہ سمجھ نہیں آتی جبکہ تاریخ اس حوالے سے بھری پڑی ہے کہ دنیا کے بہترین اذہان میں سے کئی لوگ معذور بھی گزرے ہیں۔

جب عورت کو منحوس مان لیا گیا ہے تو پھر اس کی زندگی کی بھی کیا قیمت ہوسکتی ہے؟ زندگی کسی کی بھی ہو قیمتی ہوتی ہے لیکن منو کے مطابق عورت کا قتل ایک معمولی جرم ہے۔

"عورتوں کا قتل معمولی گناہ ہے۔ مجرم بس اپنی ذات سے گر جاتا ہے۔"

(منو۔باب ۱۱۔۶۷)

شادی کے متعلق بھی منو کا یہ قانون عجیب ہے کہ عورت کا بھائی نہ ہو تو اس سے شادی نہ کی جائے۔

"کسی باشعور شخص کو ایسی عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیے جسکا بھائی نہ ہو۔" (منو۔باب ۳۔۱۱)

اسی طرح شادی کے معیار میں عمر کے بارے میں منو کا فرمان بھی دیکھ لیں۔ کہتے ہیں:

"تیس برس کا مرد بارہ سالہ لڑکی سے شادی کرے جو اسے خوش رکھ سکے یا چوبیس برس کا مرد آٹھ سال کی لڑکی سے۔" (منو۔باب ۹۔۹۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادیٔ نسواں:

ہم باب کے شروع میں پڑھ آئے ہیں کہ دنیا کی اکثر تہذیبوں نے عورت کے متعلق افراط وتفریط کا معاملہ اختیار کیا ہے۔ عورت کو بلاشبہ بے جا آزادی دینا درست نہیں ہے لیکن اسے قید رکھنا اور اسکی فطری آزادی سلب کرنا بھی غلط ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب میں عورت کے بارے میں یہی معاملہ ہے کہ انہیں کبھی آزاد نہ رکھا جائے۔

''عورتوں کے شب وروز مردوں کے زیردست رہنا چاہیے۔'' (منو۔باب ۹۔اشلوک ۲)

''عورت کبھی آزاد زندگی گزارنے کے قابل نہیں ہوتی۔'' (منو۔باب ۹۔۳)

''لڑکی ہو یا جوان عورت یا عمر رسیدہ عورت ہو! اسے کچھ بھی آزادانہ اور خودمختاری سے نہیں کرنا چاہیے۔ خواہ اپنے ہی گھر میں کیوں نہ ہو۔ بچپن میں اپنے باپ، جوانی میں خاوند، اور خاوند کی موت کے بعد بیٹوں کے اختیار میں رہے۔ اسے کبھی خودمختار نہیں ہونا چاہیے۔''

(منو۔باب ۵۔۱۴۵ تا ۱۴۶)

''عورت کا باپ اسکا بھائی جسکے ساتھ بھی بیاہ دیں، وہ موت تک اس کی خدمت کرتی رہیگی۔''

(منو۔باب ۵۔۱۴۸)

معاشی حقوق:

جب عورت کی زندگی کی کوئی قیمت ہی نہ ہو اور اسے ایک بیکار اور منحوس مخلوق سمجھ لیا جائے تو اس کے معاشی حقوق کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ دھرم شاستر کے مطابق عورت جائداد کی مستحق نہیں ہوتی بلکہ سب کچھ مردوں کا ہوتا ہے۔

''بیوی، بیٹے اور غلام کی کوئی جائداد نہیں ہوتی، وہ جو بھی کماتے ہیں ان کے مالک کا ہوتا ہے۔''

(منو۔باب ۸۔۴۰۸)

اسی طرح اگر کوئی لڑکی اپنی پسند سے شادی کر لے تو پھر وہ اپنے گھر سے کچھ بھی لیجانے کی مجاز نہیں ہے چاہے وہ اسکا اپنا مال ہی کیوں نہ ہو۔

''اپنی پسند سے شادی کرنے والی لڑکی اپنے ساتھ زیورات وغیرہ نہیں لے جا سکتی۔ خواہ اسکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماں نے دیے ہوں یا باپ نے۔ ورنہ وہ چوری کی مرتکب ہوگی۔" (منو۔باب ۹۔۹۲)

بیوہ کے حقوق:

ہندوستان کے وہ دیہی علاقے جہاں اب بھی شاستر اور ویدک دھرم کے قانونِ مقدس پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے، وہاں بیوہ عورت کی موجودگی کو انتہائی منحوس اور بدتر سمجھا جاتا ہے۔ جب عورت کا شوہر مر جائے تو اسکی موت اسکے لیے ایک عذاب بن جاتی ہے۔ بیوہ کے لیے سوگ کی علامات کے متعلق معروف فرانسیسی مصنف ڈیوبائیس (A.J.A Dubois) جس نے چالیس سال تک ہندومت اور ہندوستانی تہذیب کا مطالعہ کیا ہندو رسم و رواج پر آج تک کی سب سے مستند اور ضخیم کتاب "ہندو شعائر، مراسم و مناسک (Hindu Manners, Customs & Cermonies) لکھی۔ اس میں مصنف ہندومت میں بیوہ کی حیثیت کے متعلق رقمطراز ہیں:

"A widow has to be in mourning till her death. The signs of mourning are as follows:- She is expected to have her head shorn once a month; she is not allowed to chew betel; she is no longer permitted to wear jewels, with the exception of one very plain ornament round her neck; she must wear colored clothes no longer, only pure white ones; she must not put saffron on her face or body, or Mark her forehead \ Furthermore, She is forbidden to take part in any amusement or to attend family festivities, such as marriage feasts, the ceremony of upanayana, and others; for her very presence would be considered an evil women."(۳)

ایک بیوہ کو ساری عمر یعنی اپنی موت تک سوگ میں رہنا پڑتا ہے۔ بیوہ کے لیے سوگ کی علامات حسب ذیل ہیں:

اسے ہر ماہ اپنے بال کترانے پڑتے ہیں، اسے پان کھانے کی ممانعت ہوتی ہے، اس کے لیے کسی بھی قسم کے زیورات اور زینت و آرائش کی تمام اشیاء جائز نہیں ہیں علاوہ اسکے کہ وہ ایک سادی سی گل کاری پہن لے جو اسکی گردن کے گرد لگی رہے۔ اسے چاہیے کہ وہ خالص سفید رنگ کے علاوہ کوئی بھی رنگین لباس نہ پہنے اور نہ ہی اپنے جسم کے کسی حصے پر زعفران یا ابٹن لگائے۔ وہ کبھی کسی بھی تفریح، تہوار یا خاندانی محفل و مجالس مثلاً شادی بیاہ میں شریک نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ بیوہ کی موجودگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام حاضرین کے لیے بدبختی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ (۴)

غرض کہ اسے ہر طرح کی خواری وذلت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ان حالات میں عورت دھرم کی تعلیمات کے مطابق زندہ رہنے سے شوہر کی موت کے ساتھ ہی اسکی چتا پر جل کر باعزت ستی ہونے کو ترجیح دیتی ہے۔

ستی:

ستی کے معنی پاک ہونے کے ہیں۔ عام ہندو اصطلاح میں ستی سے مراد عورت کا شوہر کی چتا کے ساتھ جل کر خودسوزی کر کے اپنے شوہر کے ساتھ وفا کرنا ہے۔ لہٰذا جو عورت شوہر کی چتا پر جل کر مرجاتی ہے وہ پاکباز اور باعفت سمجھی جاتی ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق شوہر کی چتا پر خودسوزی کرنے والی عورت اپنے شوہر کے گناہوں کی تلافی کرتی ہے۔ اور اسطرح وہ اپنے شوہر اور دھرم کے ساتھ وفا کرتی ہے جسکے انعام میں یہ بیوی اور شوہر سورگ (جنت) میں ایک دوسرے کے ہمراہ خوشگوار زندگی بسر کرتے ہیں۔ پران میں یہ بات وضاحت کیساتھ موجود ہے۔

”جو بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ستی ہو کر مرتی ہے، وہ ہمیشہ سورگ (جنت) میں رہتی ہے۔“

(گرودا پران ۲۹۔۱۰۷۔۱)

”وہ عورت جس نے ورت رکھا، اور اپنے شوہر کی خاطر عمر بھر کٹھن سزا کاٹی اور اس کے لئے اپنی جان بھی قربان کردی اور آخر آگ میں بھی گئی۔“ (وشنو پران ۲۵)

ستی کی تاریخ ہندو مذہب کی قدیم آریائی تمدن سے منسلک ہے۔ یہ لوگ مردہ کے ساتھ اس کی بیواؤں، اور اسکی دیگر محبوب اشیاء بھی دفن اور جلا دیا کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق پاروتی شیو کی بیوی کا اوتار اختیار کرنے سے پہلے ایک درویش دانا وکش کی لڑکی کی حیثیت سے پیدا ہوئی تھی جس کا نام ستی تھا اور اس وقت بھی وہ عظیم دیوتا کی بیوی بن گئی تھی۔ جب اسکے باپ اور اسکے الوہی شوہر کے درمیان جھگڑا ہوا تو اس نے اپنے آپ کو قربانی کی آگ میں شعلوں کی نذر کر دیا۔ اسی طرح مہابھارت کے مرکزی کردار پانڈو کی بیوی مدری کے بارے میں ہے کہ دورانِ اختلاط جب پانڈو کی موت واقع ہوگئی تو مدری نے اپنے جڑواں بچے کنتھی (پانڈو کی دوسری بیوی) کے سپرد کردیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور خود اپنے شوہر کی چتا کے ساتھ جل گئی۔ (مہابھارت)

عہدِ قدیم سے جاری یہ مذہبی رسم سترہویں صدی عیسوی تک زور وشور سے جاری رہی ہے۔ ہندوستان میں ایک رپورٹ کے مطابق ۱۰ سال میں کم از کم ۷۰۴۱ ۹ عورتوں کا ستی ہوجانا کسی بھی محبِ انسانیت شخص کے لیے یقیناً معمولی بات نہیں۔ لہٰذا بہت سے مذہبی حلقوں کی ناپسندیدگی کے باوجود برطانوی سامراج کی کوششوں پر ۱۸۲۹ء میں اسے حکومتِ ہند نے ممنوع قرار دیا۔ لیکن سرکاری پابندی کے باوجود یہ سفاک رسم آج بھی ہندوستان میں بہت سے دیہاتوں میں رائج ہے۔ سرکاری پابندی کے باوجود اب تک ہندو دھرم میں اس سفاک رسم کے رائج رہنے کی وجہ درحقیقت ہندو دھرم میں اس رسم کا تقدس ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ عورت کو ستی ہونے کا حکم دیتا ہے اور اسکے رتبے وحقوق کی بری طرح پامالی کرتا ہے۔

خلاصہ کلام:

ہم نے ہندوؤں کی مقدس کتابوں سے جائزہ لیا کہ ہندو دھرم میں عورت کی کیا حیثیت ہے۔ ہم نے جانا کہ ہندو دھرم کے مقدس قانون میں تحریف کرنے والے مصنفین نے انتہائی بے اعتدالی کے ساتھ ہندو دھرم اور اسکے نظام معاشرت کو افراط وتفریط کی راہ پر گامزن کیا۔ کچھ رشیوں نے اس نازک صنف کو شیطان کا ایجنٹ اور گناہوں کا منبع قرار دیا تو کسی نے اسے ناپاک، ناقابل بھروسہ اور حیوان کے مماثل قرار دیا۔ آج ہندوستانی قوانین کے متعلق ہندوؤں کا اگرچہ یہ دعویٰ ہے کہ عورت کے حقوق مردوں کے مساوی رکھے گئے ہیں۔ طبعی ونفسیاتی فرق کو بھی نظر انداز کردیا گیا ہے۔ لیکن مذہبی شدت پسندی کے باعث اس پر عمل درآمد نہیں کیا جارہا۔ اور دیہی علاقوں میں ہندو تعلیمات کے سبب عورت اب تک حقیر وذلیل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین اسلام کا معاشرتی نظام

جیسا کہ ہم جانتے ہیں اسلام نہ صرف ایک مذہب بلکہ ایک منفرد نظام حیات ہے جس سے انسانی زندگی سیاسی، معاشرتی اور ہر سطح پر متاثر ہوتی ہے۔ کیونکہ اسلام انسان کو نہ صرف روحانی ترقی بخشتا ہے بلکہ اسے معاشرتی تعلیمات سے بھی نواز کر معاشرتی پیچیدگیوں سے بھی نجات دلاتا ہے۔ قرآن مجید میں کثرت سے ایسی تعلیمات ملتی ہیں جن میں معاشرے کی تشکیل کے لیے قواعد و ضوابط بتائے گئے ہیں۔ جن پر حضرت محمد ﷺ نے سب سے پہلے اسلامی معاشرے (اسلامی ریاست) مدینہ کی بنیاد رکھی۔

یہ بات یقیناً درست ہے کہ موجودہ دور میں اگر ہم اسلامی ممالک کی حالت زار دیکھیں تو نہایت ہی پستی نظر آتی ہے۔ لیکن خود اہل اسلام اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مسلم معاشرے کی موجودہ حالت زار اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ چنانچہ موجودہ دور میں جہاں بھی مسلمان معاشرہ موجود ہے وہ اسلامی تعلیمات کا مکمل آئینہ دار نہیں ہے بلکہ ان میں دیگر معاشروں کے واضح اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہمیں اسلامی معاشرے کی صحیح تصویر دیکھنی ہے تو ہمیں تاریخ اٹھا کر مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست اور خلفاء راشدین کے عہد کا مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ اصل مسلم معاشرہ وہی ہے اور بقول مسلمانوں کے بھی وہ مکمل اسلامی معاشرہ تھا۔

مزید برآں مغرب کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ بھی نہایت محتاط اور ہوشیاری سے غیر محسوس انداز میں کیا جا رہا ہے جس سے ہمیں حقیقت سے ہٹ کے اسلام کی کچھ اور ہی تصویر ملتی ہے۔ بہر حال ان منفی پہلوؤں کے باوجود اگر ہم جائزہ لیں تو اسلامی معاشرہ بنسبت دیگر دنیا کے بہترین معاشرہ ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً اسلامی معاشرہ ہی وہ واحد معاشرہ ہے جہاں شراب اور حرام سے پرہیزی کی جاتی ہے، اسکے علاوہ مسلمان ہی دنیا میں مجموعی طور پر سب سے زیادہ عطیات کرتے ہیں۔ دنیا میں اور کوئی ایسا معاشرہ نہیں جہاں اس کثرت سے غربا و مساکین کی امداد کی جاتی ہو۔ اسلامی معاشرہ ہی وہ معاشرہ ہے جہاں زنا کے سب سے کم واقعات رونما ہوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔مملکت سعودی عرب اور اسلامی جمہوریہ ایران میں بہت حد تک شریعتی احکام نافذ ہیں۔اگر ہم وہاں جرائم کی شرح دیکھیں تو نہایت ہی کم نظر آئیگی۔جبکہ امریکہ جو کہ دنیا کا ترقی یافتہ معاشرہ سمجھا جاتا ہے وہاں نیشنل کرائم رپورٹ کے مطابق روزانہ دو ہزار سے زائد عصمت دری کے واقعات ہوتے ہیں۔سب سے زیادہ چوری و ڈکیتی کے واقعات بھی نیویارک شہر میں ہوتے ہیں۔اور خود ہندو معاشرہ میں ایل کے ایڈوانی کی ایک رپورٹ کے مطابق ہر ۵۴ منٹ بعد زنا بالجبر کا ایک واقعہ درج ہوتا ہے۔لہٰذا مسلم معاشرہ باجود کالی بھیڑوں کے ان دیگر معاشروں سے بہت بہتر ہے جہاں فحاشی، زنا، سود، اور مذہب کے نام پر قتل کو مذہبی تحفظ حاصل ہے۔

عزت و برتری کی بنیاد:

اسلامی معاشرہ دنیا کا واحد غیر طبقاتی معاشرہ ہے۔اسکی اساس یعنی قرآن مجید انصاف و مساوات کا علمبردار ہے لہٰذا اس میں کوئی قانونی امتیازات نہیں ملتے۔کوئی شخص چاہے کتنے ہی بڑے عہدے پر ہو اس کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی کے جان و مال کو اپنے لیے حلال سمجھے۔اسلام کے نزدیک جرم جرم ہی ہوتا ہے اور اسکی سزا واجب ہے، چاہے مرتکب بادشاہ ہو یا فقیر۔چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے اب چاہے وہ حبشی ہو، مغل ہو، قریشی ہو، کسی بھی رنگ و نسل اور منصب کا ہو اسے سزا یقینی ملتی ہے اس میں ذات و قوم کے تحت کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔کسی سے محبت و نفرت کے بنا پر انصاف نہ کرنا حرام ہے۔قرآن مجید میں اہل ایمان سے خدا تعالیٰ مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ہ"

"اے ایمان والوں! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور کسی قوم کی عداوت تم کو اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف کو چھوڑ دو۔عدل کیا کرو، یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔"

(سورۃ مائدہ۔آیت ۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی ذات یا قوم کسی سے برتر نہیں۔ تمام انسان ایک ہی مرد و عورت (آدم وحوا) کی اولاد ہیں۔ کوئی شخص چاہے سید ہو، مغل ہو، عثمانی ہو یا حبشی، سبھی برابر ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے آخری خطبے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

"بیشک تمہارا رب ایک ہے اور بیشک تمہارا باپ ایک ہے ہاں عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ مگر تقویٰ کے سبب ہے۔" (مسند احمد)

قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے۔

"یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ o"

"لوگو! بلاشبہ ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

(سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۳)

اس آیت کے تحت علامہ شاہ محمد اسماعیل شہید "تذکیر الاخوان میں لکھتے ہیں:

"ذات بڑی ہونے سے آدمی میں کچھ بڑائی اور بزرگی نہیں آجاتی، ذاتیں صرف پہچاننے اور تعارف کے واسطے ہیں بزرگی اور بڑائی اللہ کے نزدیک تقویٰ کی ہے۔ جس کو بہت تقویٰ ہے وہ اللہ کے نزدیک بزرگ ہے اگرچہ کم ذات ہو اور جس کو تقویٰ نہیں وہ اللہ کے ہاں بزرگ نہیں اگرچہ ذات کا بڑا ہو۔ موچی، دھنیے، جولاہا، پرہیزگار، شیخ، سید، مغل، پٹھان، فاسق، بدکار سے اچھا ہے۔ پھر بڑی ذات پہ مغرور ہونا اور فخر کرنا محض حماقت اور نادانی ہے۔" (فصل ۷۔ باب افتخار بالانساب)

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کسی بھی قسم کے نسلی امتیاز، ذات پات، اور قومیت کو فضیلت و برتری کی بنیاد نہیں مانتا۔ رنگ، نسل، قبائل اور ذات کی یہ تقسیم فضیلت و برتری کے لیے نہیں بلکہ محض شناخت کے لیے ہے۔ کوئی کالا گورے پر برتری ثابت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے نفرت کی جا سکتی ہے۔ خدا کے سامنے تمام انسان برابر ہیں۔ برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ خدا کے ہاں وہی محبوب و برتر ہے جو حسن اعمال اور نیکی میں سب سے بڑھ کر ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور مرد وزن کا تعلق:

دین اسلام میں مرد وعورت کے جنسی تعلق کا ایک ہی جائز رستہ ہے، وہ ہے نکاح۔ نکاح کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مرد وعورت کو بدکاری وشہوت رسانی سے بچایا جائے۔ نکاح کے بعد اگر عورت کا کسی غیر مرد سے جنسی تعلق ہو تو یہ قبیح جرم ہے اور بدکاری میں شامل ہے چاہے اولاد کے حصول کے لیے ہو یا کسی اور غرض سے۔ انکا یہ نکاح کچھ معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اسلام میں نکاح کا مقصد معاشرے کی تعمیر، خوشحال زندگی کے علاوہ تحفظ عصمت اور عفت بھی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہو، وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہوں کو نیچے رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔“ (صحیح بخاری۔کتاب النکاح)

”اے نوجوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہوں کو نیچے رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اور جو کوئی نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے۔“ (صحیح مسلم۔کتاب النکاح)

قرآن مجید میں خاوند و بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے کہ انکے درمیان پاکیزہ اور جائز رشتہ انہیں گناہوں اور بدکاری سے بچاتے ہیں۔ ارشاد ہے:

”عورتیں تمھارے لباس ہیں اور تم عورتوں کے لیے لباس ہو۔“ (سورۃ البقرۃ۔آیت ۱۸۷)

اسلام میں اولاد کے حصول کے لیے نکاح کے علاوہ اور کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک نکاح ہی ایسا رشتہ ہے جس سے پیدا ہونے والی اولاد جائز اور باعث افتخار ہوتی ہے۔ نیوگ یا دیگر کسی قسم کے جنسی تعلق سے پیدا ہونے والی اولاد ناجائز اور معاشرے میں بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔ بے اولادی کی صورت میں اسلام طلاق یا خلع کے ذریعے مرد وعورت کو علیحدہ ہونے اور دوسری شادی کی تجویز دیتا ہے۔ کسی ایک مرد کے نکاح میں رہتے ہوئے عورت سب کے لئے حرام ہے۔ اور اسکا کسی کے ساتھ بھی کوئی جنسی رشتہ بدکاری کے سوا کچھ نہیں۔ صرف نکاح ہی وہ جائز رستہ ہے جو مرد وعورت کے جنسی تعلق کا پاکیزہ ذریعہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں عورت کا مقام:

اگر ہم اسلام سے قبل عرب معاشرے میں عورت کے مقام و مرتبے کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ قبل از اسلام عورت انتہائی حقیر ہستی سمجھی جاتی تھی۔ اسکی عصمت دری، تذلیل اور ان پر ظلم عام تھا۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم بھی عرب قبائل میں رائج ہوگئی تھی۔ صنف نازک پر اس سفاک پرستی کی تفصیل قرآن مجید میں یوں مذکور ہے۔

" وَإِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ " ٥ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ. اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ. اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ٥"

''اور جب ان میں سے کسی ایک کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی تو اسکا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ جاتا اور وہ غصے کے گھونٹ پی کر رہ جاتا اس خوشخبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا (اور اس خیال میں رہتا کہ) ذلت اٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دے یا پھر اس کو مٹی میں دبا آئے۔ سنو! وہ کتنا برا فیصلہ کرتے تھے۔'' (سورۃ النحل۔ آیت ۵۸۔۵۹)

عہد جاہلیت میں لڑکی کا وجود معاشرے کے لیے انتہائی باعث عار سمجھا جاتا تھا۔ انکی پرورش بوجھ سمجھی جاتی تھی۔ لہٰذا عرب کے بہت سے قبائل میں دختر کشی عام تھی۔ اگر کوئی بچی اس رسم سے بچ بھی جائے تو اسے ورثہ سے محروم رکھا جاتا تھا۔ قرآن مجید نے عرب معاشرے کی اس قبیح رسم کی شدید تردید کی اور اولاد کے قتل کی ممانعت کی۔ قرآن مجید میں ہے۔

" وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ. اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا. "

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی روزی دینگے اور تمہیں بھی۔ بیشک انکا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔'' (سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت ۳۱)

دنیا کی بیشتر تہذیبوں میں عورت کا مقام و مرتبہ افراط و تفریط کا شکار تھا۔ ایک طرف اسے کمزور اور حقیر و کمتر سمجھ کر اپنا غلام بنایا، اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے تو کسی جانب اسے حسن کی دیوی، اور شہوت کا کھلونا بنا کر رکھ دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حالات میں نہایت اعلیٰ طریق سے عورت کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسکے معاشی، معاشرتی اور دیگر جائز حقوق دلائے۔لیکن ساتھ ہی عورت کا ایک دائرہ عمل بھی مختص کیا تا کہ وہ معاشرے میں باعفت ہو کر رہ سکے۔

مرد اور عورت میں نفسیات وحیاتیات کے اعتبار سے جو فرق ہے، اسلام اسے قبول کرتا ہے۔لیکن اسکے حقوق میں جنس کی کوئی تفریق نہیں کرتا۔مرد وعورت کو نسلی وفطری اعتبار سے ایک دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔انکے حقوق مساوی رکھے گئے ہیں۔ارشاد ربانی ہے۔

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ"

"اور عورتوں کے حقوق مردوں پر وہی ہیں جو مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔"

(القرآن مجید۔سورۃ البقرۃ۔آیت ۲۲۸)

"وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَه. أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ. إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ"ہ

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔" (سورۃ التوبہ۔آیت ۷۱)

"يَآ يُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا.وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ اَنْ يَّأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا"

"ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے ورثے میں لے بیٹھو۔انہیں اس لئے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے کچھ لے لو ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں۔ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی کر دے۔"(سورۃ النساء۔آیت ۱۹)

اسلام سے قبل شوہر کے مر جانے کے بعد عورت کے گھر کے گھر والے اس کے مال کی طرح اس کی عورت کے بھی زبردستی وارث بن بیٹھتے تھے اور خود اپنی مرضی سے اس کی رضامندی کے بغیر اس سے نکاح کر لیتے یا اپنے بھائی بھتیجے سے اس کا نکاح کر دیتے، حتی کے سوتیلا بیٹا تک بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرنے والے باپ کی عورت سے نکاح کر لیتا اور اگر چاہتے تو کسی اور جگہ نکاح نہ کرنے دیتے تھے اور وہ عورت ساری عمر یونہی رہنے پر مجبور ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ اگر شوہر کو عورت سے رشتہ ختم کرنا ہوتا تو وہ ازخود اس کو طلاق نہ دیتا بلکہ اسے تنگ کرتا، اور ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیتا تھا تا کہ وہ مجبور ہو کر حق مہر جو خاوند نے اسے دیا' واپس کر کے اس سے الگ ہو جائے، اسلام نے ظلم کے ان تمام طریقوں سے روک دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوادع کے خطبے میں فرمایا:

''عورتوں اور انکے حقوق متعلق اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں بطور اللہ کی امانت لیا ہے، اور اللہ کے کلام کے ذریعے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے گھر اور بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں ناپسند ہو۔ اگر وہ ایسا کرے تو تم انہیں مار سکتے ہو لیکن سخت مارمت مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم اپنی حیثیت اور اپنے قدور کے مطابق انہیں کھلاؤ اور پہناؤ''

مذہبی وروحانی حقوق:

دنیا کے دیگر مذاہب بالخصوص عیسائیت میں یہ عقیدہ عام ہے کہ جنت کا تصور صرف مرد کے لیے ہے عورت کے لیے نہیں۔ اسلام نے اس مفروضے باطل قرار دیا اور واضح اعلان کیا کہ جزا و سزا میں مرد و عورت دونوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائیگا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

'' وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ''
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ہ''

''جو کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو وہ جنت میں داخل ہونگے۔ اور ان پر ذرہ برابر بھی زیادتی نہ کی جائیگی۔'' (القرآن مجید۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۲۴)

'' مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ'' فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً . وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ہ''

''جو کوئی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ مومن ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائینگے، اور انکے حسن اعمال کا اجر بھی انہی ضرور دینگے۔'' (القرآن مجید۔ سورۃ النحل۔ آیت ۹۷)

اسلام مرد و عورت میں مذہبی وروحانی فرائض کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں رکھتا۔ نماز'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ اور دیگر عبادات خواتین پر بھی فرض قرار دی گئی ہیں۔تاہم عورتوں کا کچھ اضافی سہولیات ضرور دیتا ہے جیسا کہ ایام مخصوصہ میں عورتوں کے لیے نماز معاف ہے۔وغیرہ۔

معاشی حقوق:

جو معاشی حقوق اسلام نے عورت کو مہیا کیے ہیں وہ موجودہ حقوقِ نسواں سے کافی مختلف ہیں۔اسلام معاش کی ذمہ داری مردوں پر عائد کرتا ہے۔عورت ہر طرح سے فکرِ معاش کی ذمہ داری سے آزاد ہے۔ایک مومن عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ گھر کو سنبھالے اور اگلی نسل کی تربیت و پرورش کرے۔بقول ڈاکٹر ذاکر نائک:(۵)

"شادی سے پہلے یہ اسکے باپ یا بھائیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسکی تمام ضروریات اپنی استطاعت کی حد تک پوری کریں،شادی کے بعد یہ ذمہ داری اسکے شوہر کی طرف منتقل ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے کھانے پینے، پہننے اور رہنے سہنے کا بندوبست کرے اگر شوہر فوت ہو جائے تو یہ ذمہ داری اسکے بیٹے پر عائد ہو جاتی ہے۔گویا جب تک کوئی مرد موجود ہے کمانے کی ذمہ اسی کی ہے۔"

اسلام عورت کو وراثت میں بھی نہایت وسیع حقوق فراہم کرتا ہے۔والدین سے،شوہر سے،اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے اسے جائز حصہ بھی ملتا ہے۔لیکن مرد کے مقابلے یہ حصہ نصف ہوتا ہے۔بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں خواتین کے لیے وراثت میں نصف حصہ ناانصافی ہے۔لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیشتر اوقات عورتوں کا حصہ نصف مقرر کیا گیا ہے لیکن ایسا ہمیشہ ہر صورت میں نہیں ہوتا۔بعض صورتوں میں عورت کا حصہ مرد سے دوگنا اور زیادہ بھی ہوتا ہے۔وراثت کی تقسیم کے متعلق فرمان ہے۔

" وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ. فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ. وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ. فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ. وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ. فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ. وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے' اگر (دو یا) دو سے زیادہ لڑکیاں ہی ہوں تو ان کے لیے ترکے میں دو تہائی حصہ ہے' اور اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لیے نصف (حصہ) ہے۔ اور مرنے والے کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹہ حصہ ہے، بشرطیکہ مرنے والے کی اولاد ہو۔ اور اگر اسکی اولاد نہ ہوں ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو ایک تہائی (تیسرا) حصہ اسکی ماں کے لیے ہے۔ اور اگر میت کے (ایک سے زیادہ) بھائی بہن بھی ہوں تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے (یہ تقسیم میت کی) وصیت پر عمل یا قرض (جو اسکے ذمے ہو) ادا کرنے کے بعد ہوگی۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے میں سے تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون نفع کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہے' یہ تقسیم اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔ بیشک اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔'' (القرآن مجید۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۱-۱۲)

اس کے علاوہ مرد کے مقابلے اسلام میں خواتین کو ایک زائد حق بھی حاصل ہے جو حق مہر کہلاتا ہے۔ جس سے مرد محروم ہیں۔ مہر اس رقم (یا متعین چیز) کا نام ہے جو ایک مرد نکاح کرتے وقت اپنی بیوی کو ادا کرتا ہے۔ حق مہر عورت کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے جو کہ مرد کو شادی کے وقت عورت کو لازم ادا کرنا ہوتا ہے۔ یہ نکاح کی ایک لازم شرط ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اور عورت کو مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔'' (سورۃ النساء۔ آیت ۴)

مہر کے متعلق سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں: (۶)

''اسلام عورت کو نہایت وسیع حقوق فراہم دیتا ہے۔ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے اور دوسرے دوسرے قریبی رشتہ داروں سے اس کو وراثت ملتی ہے۔ نیز شوہر سے اسکو مہر بھی ملتا ہے۔ اور ان تمام ذرائع سے جو کچھ مال اسکو پہنچتا ہے اس میں ملکیت اور قبض و تصرف کے پورے حقوق اسے دیے گئے ہیں جن میں مداخلت کا اختیار نہ اسکے باپ کو حاصل ہے، نہ شوہر کو، اور نہ ہی کسی اور کو۔ مزید براں اگر وہ کسی تجارت میں روپیہ لگا کر خود محنت کر کے کچھ کمائے تو اس کی مالک بھی کلیتہً وہی ہے اور ان سب کے باوجود اس کا نفقہ (خرچہ وغیرہ) اس کے شوہر پر واجب ہے۔ بیوی خواہ کتنی ہی مالدار ہو، اس کا شوہر اس کے نفقہ سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اسلام میں عورت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشی حیثیت اتنی مستحکم ہوگئی ہے کہ بسا اوقات وہ مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔"

چنانچہ اگر کسی صورت میں عورت و مرد کی طلاق ہو جاتی ہے تب بھی مرد عورت سے اس رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ نکاح کے وقت مرد جو بھی دے وہ اسکی ملکیت ہو جاتی ہے۔

"وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ لا وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا"

"اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان میں کسی کو تم نے بہت سارا مال ہی دے رکھا ہو، تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو" (قرآن مجید۔ سورۃ النساء۔ آیت ۲۰) (۷)

معاشرتی حقوق:

ظہور اسلام سے قبل عورت معاشرے میں بیوی، بیٹی، ماں ہر صورت میں بدحالی کا شکار تھی۔ عورت سے شادی کر کے انہیں اپنا غلام سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے عورتوں کو خصوصی توجہ دی اور ہر صورت میں بہترین اور منصفانہ حقوق فراہم کیے۔ اسے شوہر کے انتخاب کا پورا حق دیا گیا ہے۔ بیٹی کی صورت میں اسے رحمت قرار دیا گیا، بیوی کی صورت میں بہترین رفیقِ حیات اور ماں کی صورت میں جنت کا ذریعہ۔ اسلام سے قبل ہمیں جبراً نکاح کے بھی واقعات تاریخ میں عام ملتے ہیں۔ اسلام نے اس ظلم کی شدید مخالفت کی ہے۔ کوئی بھی شخص بغیر رضامندی کے اسکا نکاح کسی سے نہیں کرسکتا۔ اسے نجی معاملات میں مکمل خودمختاری دی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے وہ والد ہو یا بھائی۔ کسی لڑکی کا نکاح اسکی مرضی کے بغیر کرتا ہے تو وہ ناجائز ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بیوہ کا نکاح اسکی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔" (صحیح بخاری۔ کتاب النکاح)

"حضرت خنساء بنت خذام الانصاریہؓ سے روایت ہے کہ انکے والد نے انکا نکاح کردیا تھا۔ وہ ثیبہ (بالغہ) تھیں انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا اس لیے وہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے اس نکاح کو ناجائز (باطل) قرار دے دیا۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب النکاح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹی:

عصر حاضر میں ٹیکنالوجی نے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے لوگ بالخصوص ہندوستان میں الٹراساؤنڈ کے ذریعے معلوم کرتے ہیں کہ حمل میں بیٹا ہے یا بیٹی۔ اگر بیٹی ہوتی ہے تو حمل گرا دیتے ہیں۔ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں بھی لوگوں کو معلوم ہوتا کہ ان کے ہاں بیٹی ہوئی ہے تو وہ اسے درگور کردیتے تھے۔ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

''اور جب ان میں سے کسی ایک کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی تو اسکا چہرہ غصے سے سیاہ پڑجاتا اور وہ غصے کے گھونٹ پی کر رہ جاتا اس خوشخبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا (اور اس خیال میں رہتا کہ) ذلت اٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دے یا پھر اس کو مٹی میں دبا آئے۔ سنو! وہ کتنا برا فیصلہ کرتے تھے۔'' (سورۃ النحل۔ آیت ۵۸۔۵۹)

آنحضرتؐ نے اس ریت کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے بیٹی کی اعلیٰ تربیت کرنے والے، اور اسکی بہترین پرورش کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ:

''جو شخص دولڑکیوں کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں تو وہ شخص اور میں روز قیامت ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) ہونگے۔ (یہ فرما کر) آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔'' (۸)

متعدد احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان سے بہت محبت و شفقت فرماتے تھے۔ اور لڑکیوں کی عزت و اکرام اور انکی پرورش کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ روایت ہے کہ: (۹)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک محتاج غریب عورت دو بچیوں کو اٹھائے ہوئے آئی۔ میں نے انہیں تین کھجوریں دیدی۔ اس نے ایک ایک کھجور (بچیوں کو) دیکر تیسری کھجور خود کھانے کے لیے منہ کی طرف اٹھائی لیکن بچیوں نے یہ بھی مانگ لی۔ چنانچہ اس عورت نے اس کھجور کو بھی توڑ کر ان دونوں میں تقسیم کردیا۔ مجھے اس کے عمل پر بڑا تعجب ہوا۔ میں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے بدلے اس عورت کے لیے جنت واجب کردی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کثرتِ ازواج:

مغربی مستشرقین اور دیگر غیر مسلم حضرات اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام ایک سے زائد یا چار شادیوں کی تعلیم کیوں دیتا ہے؟ دراصل انکا اعتراض درست ہوتا ہے لیکن پہلو درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسلام ایک سے زائد شادیوں کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسکی اجازت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ہم دیگر مذاہب مثلاً ہندومت کے صحائف کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ دشرتھ، کرشنا اور بہت سے شخصیات نے ایک سے زائد بلکہ کثرت سے شادیاں کی ہوئی تھیں۔ اسی طرح عیسائیت میں بھی اسکی صورتحال زیادہ مختلف نہیں رہی ہے۔ لہٰذا معترضین کو پہلے اپنے صحائف کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اسلام نے صرف چار شادیوں کی اجازت دی ہے لیکن دیگر مذاہب کے ہاں تو لاتعداد بیویاں بھی جائز ہیں۔ اسلام نے بیویوں کی تعداد بڑھائی نہیں بلکہ کم کر کے چار تک محدود کردی ہے۔ تاہم یہ اجازت کیوں ہے تو اس ضمن میں ہمیں وہ آیت دیکھنی چاہیے جہاں اسکی اجازت دی گئی ہے۔

" وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ
مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً
اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ . ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ "

" اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو، دو دو، تین تین، ، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں انصاف نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی (نکاح) کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی یہ زیادہ قریب ہے، (کہ ایسا کرنے سے ناانصافی اور) ایک طرف جھکنے سے بچ جاؤ۔" (قرآن مجید۔ سورۃ النساء۔ آیت ۳)

یہ آیت غزوۂ احد (شوال ۳ھ) کے بعد اتری۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ اس جنگ میں ۷۰ مسلمان شہید ہوگئے تھے اس وجہ سے مدینہ کے بہت سے بچے یتیم اور بہت سی عورتیں بیوائیں ہوگئیں۔ اور مجموعی لحاظ سے بھی عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے کئی گناہ بڑھ گئی۔ اس معاشرتی مسئلہ کے اخلاقی طریقوں سے حل کرنے کے لیے مذکورہ حکم نازل ہوا اور فرمایا گیا کہ جو لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استطاعت رکھتے ہوں اور عدل قائم کر سکتے ہوں وہ ایک سے زائد نکاح کر لیں۔ لیکن چونکہ قرآن مجید ایک ابدی کتاب ہے اور قیامت تک کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے لہٰذا یہ حکم وقتی طور پر نہیں تھا بلکہ قیامت تک کے لیے ہے۔

لیکن آیت کے شانِ نزول اور ظاہری الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک سے زائد شادی کا معاملہ صرف مرد کی مرضی پر منحصر نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ معاشرے میں زیادہ عورتیں بھی موجود ہوں۔ اس کے آیت میں یہ بھی واضح ہے کہ اسلام ایک سے زائد شادیوں کی اجازت ضرور دیتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ سب میں عدل و انصاف کرنا ہوگا۔ اگر ہم یہ نہیں کر سکتے تو ایک سے زائد شادی کرنا اسلام کے نزدیک درست نہیں۔ اسی آیت کی تفسیر میں مولانا صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

"ایک ہی عورت سے شادی کرنا کافی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی صورت میں انصاف کا اہتمام بہت مشکل ہے جس کی طرف قلبی میلان زیادہ ہوگا، ضروریات زندگی کی فراہمی میں زیادہ توجہ بھی اسی کی طرف ہوگی۔ یوں بیویوں کے درمیان وہ انصاف کرنے میں ناکام رہے گا اور اللہ کے ہاں مجرم قرار پائے گا۔"

قرآن نے اس کی حقیقت کو دوسرے مقام پر نہایت بلیغانہ انداز میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

" وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ
فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ "

"تم ہرگز اس بات کی طاقت نہ رکھو گے کہ بیویوں کے درمیان انصاف کر سکو، اگرچہ تم اس کا اہتمام کرو۔ (اس لئے اتنا کرو) کہ ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری بیویوں کو بیچ ادھڑ میں لٹکا رکھو۔"

(سورۃ النساء آیت ۱۲۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ شادی کرنا اور بیویوں کے ساتھ انصاف نہ کرنا نامناسب اور نہایت خطرناک ہے۔ (۱۰)

نیز اگر ہم بلا تعصب حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے غور و فکر کریں تو عقل یہی کہے گی کہ مردوں کے لیے ایک سے زائد شادی ممنوع نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ مردوں کے مقابلے عورتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد بیشتر ممالک میں زیادہ ہے۔ چونکہ بچیوں میں قوتِ مدافعت لڑکوں کے بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا لڑکیوں کی شرحِ اموات کم ہوتی ہے۔ اور دنیا میں جہاں کہیں جنگیں ہوتی ہیں وہاں مرد ہی زیادہ ہلاک ہوتے ہیں۔ ایسے کئی ممالک ہیں جن میں عورتوں کا تناسب مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے اعداد و شمار کے مطابق آسٹریلیا میں مرد 47.07% اور عورتیں 52.39% ہیں۔ یعنی تقریباً ۵ فیصد عورتیں زیادہ ہیں۔ اسی طرح برما میں ۲ فیصد، جرمنی میں ۳ فیصد، فرانس میں ۲ فیصد، امریکہ میں ۳ فیصد، اور خود ہمارے پاکستان میں ۲ فیصد کا فرق ہے۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے بیشتر خطوں میں مردوں کے مقابلے عورتوں کی آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اسکے علاوہ ایسی کئی صورتحال آتی رہتی ہیں کہ معاشرے میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ ایسی سنگین صورتحال میں اگر ایک مرد ایک ہی عورت سے شادی کرے تو باقی عورتیں کنواری رہیں گی جو کہ کسی بھی معاشرے کے لیے سودمند نہیں۔ کیونکہ فطری خواہشات کی تکمیل نہ ہونے پر وہ کسی بھی غلط راہ پر جا سکتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے مرد ایک سے زائد شادی کریں بہ نسبت اسکے کہ باقی عورتیں کنواری رہیں یا پھر کسی بدکاری میں مبتلاء ہو جائے۔

اس تمام بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ اسلام اس امر کا حکم نہیں دیتا کہ ایک سے زئد شادیاں کی جائیں بلکہ ایک معاشرتی مسئلہ کے حل کے لیے شرائط کے ساتھ اجازت دیتا ہے کہ مرد چار شادیاں کر سکتا ہے۔

مسلم معاشرے میں خواتین کا کردار:

ہمیں اس بات کو شدید غلط فہمی مان کر رد کر دینا چاہیے کہ اسلام میں صرف اس بات کی ہدایت کرتا ہے کہ عورت صرف چار دیواری میں ہی رہے۔ ضرورت اور مجبوری کے تحت اسلام عورت کو معاشرے میں کام کرنے کی مکمل اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو اور حسن و جمال کی نمائش نہ ہو۔ بالفاظ دیگر اسلام نے خواتین کو اسکے حقوق دے کر اسے بالکل ہی آزاد نہیں چھوڑ دیا بلکہ اسکے لیے ایک وسیع دائرہ عمل بھی مختص کیا تا کہ معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کر جائے۔ نماز جمعہ، جنازوں میں شرکت اور اسے ایسے تمام فرائض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سبکدوش کردیا گیا جس کے لیے اسے غیر ضروری طور پر گھر سے نکلنا پڑے۔ اسکے تحفظ کے لیے تنہا نقل وحرکت کی ممانعت کرتے ہوئے سفر میں اس کے ساتھ محرم کا ہونا لازم ٹھہرایا۔ اسکی عصمت کی عزت واحترام کے لیے اسے پردہ کی تاکید کی۔ اسے گھر کی زینت قرار دیکر غیر ضروری طور پر باہر جانے سے منع کیا تاکہ وہ بری اور شیطانی نظروں سے بچ سکے۔

اگر ہم اس بحث کو مزید توسیع دیں تو یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مغربی ممالک میں عورتوں کی رائے دہی اور ووٹ ڈالنے کی قانونی ممانعت تھی۔ عورت کی رائے دہی کے لیے جدوجہد کا آغاز سترہویں صدی میں ہوا۔ اور طویل جدوجہد کے بعد سب سے پہلے نیوزی لینڈ میں خواتین کو رائے دہی کا حق حاصل ہوا۔ جبکہ اسلام میں خواتین کو معاشرے کی ایک اہم ہستی سمجھتے ہوئے یہ حقوق ۱۴۰۰ سے سال قبل ہی دے دیے تھے۔ آنحضرت ﷺ عورتوں سے مشاورت اور انکی رائے دہی کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ عہد جاہلیت کے بعد اسلام نے جہاں جانوروں، دوستوں، مردوں، والدین اور دیگر کے حقوق متعین کیے وہیں عورت کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دورِ مبارک میں عورتیں علمی و سیاسی' معاشرے کے شعبے میں افعال کردار ادا کرتی تھیں۔ بالخصوص میدان علم میں عورتوں کا نمایاں مقام تھا۔ اسکے علاوہ مختلف غزوات میں بھی عورتیں مردوں کے ہمراہ دیگر مقاصد کے لیے شریک ہوتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ربیع بن معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک ہوا کرتے تھے، مسلمانوں کو پانی پلاتے، انکی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہداء کو مدینہ منتقل کرتے تھے۔ ذیل میں کچھ مسلمان عورتوں کے معاشرے میں فعال کردار کا ذکر کیا گیا ہے۔

	نام	کردار
۱۔	اُمّ المؤمنین، حضرت عائشہ صدیقہؓ	روایتِ حدیث، فقہ وقانون، تاریخ، علم طب، شعر، علم الانساب وغیرہ، اور جنگِ احد میں شرکت۔
۲۔	سیدہ اروی بنت احمد بن محمد	۵ ہجری کے اواخر میں یمن کی حاکمہ رہی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ فاطمہ بنت علی بن حسین بن حمزہ — فقہ حنبلی کی ماہرہ، معاصر علماء نے ان سے قرات کی اور سند درامی کی اجازت لی۔

۴۔ شفا بنت عبداللہ مخزومیہ — حضرت عمرؓ نے انہیں عدالتی ذمہ داری، Accountability Court اور Market Administration پر فائز کیا۔

یہاں ہم نے صرف پانچ عورتوں کا ذکر کیا گیا۔ اس طرح اور بھی بیشمار خواتین اسلامی معاشرے میں فعال کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ جنگِ احد، خیبر، تبوک اور دیگر غزوات میں بھی عورتیں مردوں کا ساتھ شریک تھیں۔ اور موجودہ دور میں بھی اسلامی ممالک میں لاتعداد خواتین، ڈاکٹر، وکالت، علم و تدریس، صحافت اور دیگر شعبوں سے وابستہ ہیں، جس سے اسلام میں عورت کے معاشرتی حقوق کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

پردہ:

شریعت اسلام میں عورتوں کو غیر مردوں کے سامنے اپنی زینت کے اظہار سے بالکل منع کیا گیا ہے۔ جسکے لیے جلباب یا برقعے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے عورت کا سارا جسم چھپ جاتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں پردہ تذلیل کی علامت نہیں بلکہ اسلامی شریعت کا طرہ امتیاز اور عورتوں کے لیے قابل فخر دینی روایت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن یہ پردہ ہمیشہ ہی سے اہل مغرب کے لیے اسلام کے خلاف منفی پروپیگینڈہ کرنے کا بہترین موضوع رہا ہے۔ مغرب میں پردہ ایک غیر ضروری قید اور عورت کی تذلیل شمار کی جاتی ہے۔ مغرب کے اکثر مستشرقین اسلام پر تنقید کرتے ہیں کہ اگر اسلام میں مرد و خواتین کے حقوق مساوی ہیں تو پھر خواتین کو پردہ کا حکم کیوں دیا گیا۔ لیکن اعتراض کرنے والے غور نہیں کرتے کہ اسلام عورتوں سے پہلے مردوں کو حجاب کا حکم دیتا ہے۔

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ . اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ہ"

''مومن مردوں سے کہہ دو اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔اور یہ جو کچھ کرتے ہیں یقیناً اللہ جانتا ہے۔"

(قرآن مجید۔سورۃ النور۔آیت ۳۰)

اس آیت میں مردوں کو حجاب کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ شیطانیت اور فواحشات سے اپنے اخلاقی اقدار کی حفاظت کریں۔اجنبی عورتوں کے حسن وزینت کی دید سے لطف اندوز مت ہوا کریں یہ انکے لیے نفس اور جسم کی طہارت کا ضامن ہے۔اس آیت میں مردوں کو حجاب کا حکم کے بعد اگلی آیت میں عورتوں کو پردے کی ہدایت کی گئی ہے۔

" وَ قُلْ لِّلْمُؤْ مِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِ هِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُ وْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِ یْنَ زِ یْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِ بْنَ بِخُمُرِ هِنَّ عَلٰی جُیُوْ بِهِنَّ "

"اور مومن عورتوں سے بھی کہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں۔سوائے اس زینت کو جو خود ظاہر ہو۔اور وہ اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔"

اس کے بعد رشتہ داروں کی ایک فہرست دی گئی ہے جس سے پردہ ضروری نہیں۔اسلام میں پردہ عورتوں کے لیے کیوں لازم ہے۔اسکا جواب بھی ہمیں قرآن مجید ان الفاظوں میں دیتا ہے۔

" یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَ زْ وَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَآ ءِ الْمُؤْ مِنِیْنَ یُدْ نِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَا بِیْبِهِنَّ . ذٰلِکَ اَدْ نٰی اَنْ یُّعْرَ فْنَ فَلَا یُؤْ ذَ یْنَ. وَ کَا نَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا "

"اے نبیؐ! کہہ دو اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے، کہ وہ اپنی چادر کا ایک حصہ منہ پر ڈالے رہیں تا کہ انکی پہچان ہو اور وہ نہ ستائی جائیں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(سورۃ الاحزاب۔آیت ۵۹)

"یہ پردے کی حکمت اور اس کے فائدے کا بیان ہے کہ اس سے ایک شریف زادی اور باحیا عورت اور بے شرم اور بدکار عورت کے درمیان پہچان ہوگی۔پردے سے معلوم ہوگا کہ یہ خاندانی عورت ہے جس سے چھیڑ خانی کی جرات کسی کو نہیں ہوگی۔اس کے برعکس بے پردہ عورت اوباشوں کی نگاہوں کا مرکز اور ان کی بوالہوسی کا نشانہ بنے گی۔" (۱۱)

قرآن مجید نے پردے کے حکم کے ساتھ یہ بھی واضح کردیا ہے کہ عورتوں کو پردے کا حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے دیا جارہا ہے کہ وہ ستائی نہ جائیں اور عزت واحترام اور سکون سے رہیں۔ یہاں قرآن مجید کا واضح دعویٰ ہے کہ ہر عاقل شخص اس بات کو سوچ سکتا ہے کہ ایک بدمعاش شخص اس عورت کو ستائے گا جو پردے میں، اپنی زینت چھپائے ہوئے ہے یا اس عورت کو جو مغربی لباس میں ملبوس اپنے حسن و آرائش کی نمائش کر رہی ہے۔ اگر ہم بلا تعصب غور کریں تو قرآن مجید کا یہ دعویٰ بالکل درست نظر آتا ہے۔ بالخصوص تہذیب حاضرہ میں تو یہ نہایت واضح ہے کہ پردہ کرنے والی عورتوں کو معاشرے کے شریر اوباش نہیں ستاتے۔ بہ نسبت ان خواتین کے جو اپنا حسن و زینت کی نمائش کرتی ہیں اور پردے کو تذلیل سمجھتی ہیں۔ چنانچہ پردے کی اسی حکمت اور اس آیت کی تفسیر کے متعلق تفہیم القرآن میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ یہ (پردہ) وہ مناسب ترین طریقہ ہے کہ جس سے مسلمان خواتین پہچان لی جائینگی اور اذیت سے محفوظ رہیں گی۔ اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہوجاتی ہے کہ یہ ہدایت ان عورتوں کو دی جارہی ہے جو (اوباش) مردوں کی چھیڑ چھاڑ، اور انکی نظر بازی اور انکے شہوانی التفات سے لذت اندوز ہونے کے بجائے اس کو اپنے لیے تکلیف دہ اور اذیت ناک محسوس کرتی ہیں، جو معاشرے میں اپنے آپ کو آبرو باختہ شمعِ انجمن قسم کی عورتوں میں شمار نہیں کرانا چاہتیں، بلکہ عفت مآب چراغ خانہ (گھر کا چراغ) ہونے کی حیثیت سے معروف ہونا چاہتی ہے۔ ایسی شریف اور نیک خواتین سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فی الواقع اس حیثیت سے معروف ہونا چاہتی ہو اور مردوں کی ہوسناک توجہات حقیقت میں تمہارے لیے موجبِ لذت نہیں بلکہ موجب اذیت ہیں تو پھر اس کے لیے مناسب طریقہ یہ نہیں ہے کہ تم خوب بناؤ سنگھار کرکے، پہلی رات کی دلہن بن کے گھروں سے نکلو اور دیکھنے والوں کی حریص نگاہوں کے سامنے اپنا حسن اچھی طرح نکھار نکھار کر پیش کرو۔ بلکہ اس غرض کے لیے تو مناسب ترین طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ تم ایک سادہ چادر میں اپنی آرائش و زیبائش چھپا کر نکلو، اپنے چہرے پہ گھونگٹ ڈالو، اور اس طرح چلو کہ زیور کی جھنکار بھی لوگوں کو تمہاری طرف متوجہ نہ کرے۔ جو عورت باہر نکلنے سے پہلے بن ٹھن کر تیار ہوتی ہے اور اس وقت تک گھر سے قدم نہیں نکالتی جب تک سات نگھار نہ کرلے، اس کی غرض اسکے سوا آخر اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ دنیا بھر کے مردوں کے لیے اپنے آپ کو جنت نگاہ بنانا چاہتی ہے۔ اور انہیں خود دعوتِ التفات دیتی ہے۔ (۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ۷۔ معاشرتی نظام

۱۔ تمدن ہند۔ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔اردو ترجمہ، مولوی سید علی بلگرامی۔ صفحہ ۲۱۷، ۲۱۸۔ مطبع شمسی آگرہ۔

۲ Kalyani Menon-Sen, A. K. Shiva Kumar (2001). "Women in India: How Free? How Equal?

۳۔ Hindu Manners, Costoms & Cermonies

ایڈیشن سوئم۔صفحہ ۳۵۳۔کلیرنڈون پریس آکسفورڈ یونیورسٹی۔۱۹۶۰

۴۔ اردو محاورے کے لحاظ سے ترجمہ میں معمولی سا تغیر کیا گیا ہے اسی لیے اصل انگریزی عبارت بھی لکھ دی گئی ہے۔

۵۔ خطبہ: اسلام میں خواتین کے حقوق۔ڈاکٹر ذاکر نائیک۔دالنوادر۔الحمد لاہور

۶۔ پردہ: سید ابوالاعلیٰ مودودی۔صفحہ ۲۰۷۔۲۰۸۔اسلامک پبلیکیشنز۔لاہور

۷۔ اسلام میں عورت کے معاشی حقوق بیان کرنا ایک طویل اور دقیق موضوع ہے۔اس معاملے پر مزید جاننے کے لیے مذکورہ موضوع پر مبنی اسلامی کتب کا مطالعہ کریں۔

۸ ریاض الصالحین، امام محمد بن نووی، جلد ا۔اردو صفحہ ۱۶۵۔

۹۔ ریاض الصالحین، امام محمد بن نووی، جلد ا۔اردو صفحہ۔۱۶۶۔۱۶۵

۱۰۔ اردو ترجمہ وتفسیر۔سورۃ نساء، آیت ۳۔شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس۔مدینہ منورہ

۱۱۔ قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر۔سورۃ احزاب، آیت ۵۹ کی تفسیر۔شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس۔مدینہ منورہ

۱۲۔ تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورۃ الاحزاب آیت ۵۹۔حاشیہ ۱۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ بعد الموت (آخرت) اور نجات

دنیا میں کیے گئے اعمال کی بنیاد پر موت کے بعد سزا و جزا ملنے کے تصور کو عقیدہ بعد الموت یا عقیدہ آخرت کہا جاتا ہے۔ اپنے مفہوم کے اعتبار اعقیدہ بعد الموت کا مطلب یہ سوال ہے کہ موت کے بعد کیا ہوگا؟ نوع عالم میں عقیدہ بعد الموت یعنی مرنے کے بعد کے متعلق عقیدے کی تین قسمیں رائج ہیں۔ (۱) جسم کے ساتھ روح کا بھی ہمیشہ کے لیے فنا ہو جانا۔ (۲) اپنے اعمال کا اچھا یا برا ثمر حاصل کرنا۔ (۳) اپنے اعمال کے مطابق دوسری صورت میں جنم لینا۔ پہلا عقیدہ گمراہی کی حد کو پہنچے ہوئے منکرین خدا کا ہے، دوسرا یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کا ہے۔ جبکہ تیسرا اس عقیدہ ہندوؤں کا ہے، جو تناسخ کے نام سے مشہور ہے۔

قیامت، انسان کے اعمال کی سزا و جزا اور جنت و دوزخ کا تصور مختلف مذاہب میں مختلف ناموں کے ساتھ رائج ہے۔ اسلام اور ہندو دھرم میں بھی یہی عقیدہ بعد الموت کے متعلق تصورات ہیں۔ مسلمان اور ہنود اس بات پر متفق ہیں کہ مرنے کے بعد انسان کا جسم فنا ہو جاتا ہے، لیکن اسکی روح ہمیشہ کے لئے فنا نہیں ہوتی۔ بلکہ اسے دنیا میں کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بدلہ کس طرح دیا جاتا ہے؟ یہ بدلہ کس معیار پر دیا جاتا ہے؟ انسان کی نجات کے لیے کیا اعمال و شرائط درکار ہیں؟ اسکی بابت میں دونوں مذہب میں شدید اختلاف ہے۔ اس باب میں ہم مندجہ ذیل عنوانات کے تحت عقیدہ بعد الموت کا تقابلی مطالعہ کرینگے۔

موت:

اصطلاح عام میں انسانی جسم سے روح کا نکلنے کو ''موت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن تمام مذاہب میں موت کو روح نکلنے کا نام نہیں ہے، کیونکہ موت واقع ہونے کے بعد صرف انسانی جسم کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے جبکہ روح فنا نہیں ہوتی بلکہ یہ دوسرے جہاں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی صاحب عقل کو انکار نہیں۔ دنیا کی جتنی بھی مخلوقات ہیں، اگر چہ کچھ زیادہ عرصہ رہتے ہیں، اور کچھ کم عرصہ، ان سب کو ایک دن اس دنیا سے کوچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر جانا ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس بات انتہائی فصاحت کے ساتھ بیان کیا ہے:

"كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ه"

"ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

(سورۃ الزمر۔ آیت ۵۷)

اسی کو بھگود گیتا میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"جاتَسیَ ھی دُھرُ وو مُرتیُ دھرووَم جنما۔"

"ہر جنم لینے والے کی موت اور ہر مرنے والے کا جنم یقینی ہے۔"

(بھگود گیتا۔ ادھیائے ۲۔ اشلوک ۲۷۔)

جنت (سورگ)

مذہبی عقائد کے مطابق جنت یا سورگ ایک خوبصورت اور دلکش مقام ہے جہاں مرنے کے بعد نیکوں اور نجات پانے والوں کے لیے کئی نعمتیں ہونگی۔

دوزخ (نرک)

دوزخ یا نرک ایک انتہائی خوفناک مقام ہے جہاں برے لوگوں اور خدا کے مجرموں کو انکی بداعمالیوں کی سزا ملے گی۔

مذہب اور راہِ نجات:

عبادات و مناجات، اور مذہبی رسوم و رواج اور اپنے مذہب پر پابند رہنے کی مدعا درحقیقت نجات ہی ہے۔ اگر کوئی مذہب اپنے پیروکاروں کو نجات دلانے کا دعویدار ہی نہ رہے تو پھر اس مذہب کی حیثیت سوائے اخلاقی نظام کے کچھ بھی نہیں رہتی اور وہ بھی اس بدلتے ہوئے وقت میں لوگوں کے ذہنوں سے اوجھل ہونا شروع ہو جاتا ہے یا پھر وہ پوری طرح مسخ ہو کر نئی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ مذہب اور انسان کی نجات ایسے دو امور ہیں جو ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ جب مذہب خدا کی بابت تعلیم دیتا ہے تو پھر اسکی رضا و خفگی کے متعلق رہنمائی بھی کرتا ہے۔ رضائے الٰہی کے ضامن اعمال نیکی یا ثواب اور اسکے برخلاف بدی یا گناہ ہے۔ ثواب اور گناہ کے تصور سے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری نجات کا تصور وابستہ ہے۔ دنیا کے ہر مذہب کی طرح ہندو دھرم اور اسلام نے نجات کے لئے طریقے بتائے ہیں۔ چونکہ نجات بھی دراصل عقیدہ بعد الموت کی ہی ایک کڑی ہے لہٰذا اس باب میں ہم عقیدہ بعد الموت کے ساتھ ان دونوں مذاہب میں نجات کے متعلق بھی پڑھیں گے۔

www.kitabosunnat.com

" قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ م بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ٥ "

"(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے مابین یکساں ہیں یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنالے۔ اور اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو گواہ رہو ہم تو مسلم ہیں۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ آل عمران۔ آیت ۶۴)

"اِلہٰ کے پیروکار اپنے صدقات کے ذریعے خداؤں کی خدمت کرینگے اور جنت کی خوشیوں سے ہمکنار ہوں گے۔" (رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۹۵۔ منتر ۱۸)

"پجاری ایک ہی خدا کو بہت سے ناموں سے پکارتے ہیں۔ وہ اسے اندر بھی کہتے ہیں اور مترا بھی ورون بھی کہتے ہیں اگنی بھی۔" (رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندو دھرم میں عقیدہ بعد الموت

ہندو دھرم میں عقیدہ بعد الموت مختلف قسم کے ابہامات اور تضادات سے پُر ہے۔ ہندو مت میں جنت و دوزخ کا تصور بھی ہے اور تناسخ، کرم اور سمسار کا نظریہ بھی۔ قیامت کا تصور بھی ہندو دھرم کے کچھ فرقوں میں رائج ہے لیکن اکثریت اسکی منکر ہے۔ جس عقیدے کو ہندو دھرم کے بنیادی عقائد میں شمار کیا جاتا ہے وہ تناسخ ہے۔ اسکے علاوہ سورگ اور نرگ کا تصور بھی اکثریت تسلیم کرتی ہے۔

موت:

اپنشد اور گیتا کی بیشتر تفاسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو فلاسفہ کے نزدیک روح غیر فانی ہے۔ گیتا میں شری کرشن سے منسوب بیان کے مطابق روح ہمیشہ قائم رہتی ہے مگر اپنے اعمال کی بناء پر ہر جنم میں اجسام بدلتی رہتی ہے۔ وہ اسکی جاودانی اور ابدیت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"اس روح کو اسلحہ وغیرہ نہیں کاٹ سکتے! آگ اسے نہیں جلا سکتی۔ پانی اسے نمناک نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہوا سے خشک کر سکتی ہے۔ یہ نا قابل تقسیم ہے۔ جس میں سوراخ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نا قابل آتش زنی ہے اسی جلایا نہیں جا سکتا۔ یہ نا قابل نمناک ہے اسے گیلا نہیں کیا جا سکتا۔ بلاشبہ یہ روح عالمگیر، لازوال، مستحکم اور ابدی ہے۔" (بھگود گیتا۔ ادھیائے ۲۔ شلوک ۲۳۔۲۴)

"سب کے جسم میں یہ روح نہ قابل ہلاک ہے۔ سو تمہیں ان سب کا غم نہیں کرنا چاہیے۔"

(بھگود گیتا۔ ادھیائے ۲۔ اشلوک ۳۰)

دیگر مذاہب کی طرح ہندو مت میں بھی روح قبض کرنے والی ایک مقدس ہستی یا دیوتا کا تصور ملتا ہے جسے "یم راج" کہا گیا ہے۔ یم راج خدا کے حکم سے دنیا میں انسانوں کی روح قبض کرتا ہے اور اسے دوسرے جہاں میں لے جاتا ہے۔ یعنی موت عطا کرتا ہے۔ موت کیا ہے؟ اس بارے میں ہندو مت کے مقدس صحائف کافی حد تک خاموش نظر آتے ہیں۔ تاہم اپنشد میں اس پر کچھ بحث کی گئی ہے۔ کٹھ اپنشد کے ایک مکالمے میں نچکیتا یم راج سے موت کی حقیقت دریافت کرتا ہے تو یم راج اس بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ اس مکالمے کا یہ مرکزی حصہ ملاحظہ کیجئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”مرنے پر یہ شک اٹھا کرتا ہے کہ بعض کہتے ہیں آدمی کا وجود ہوتا ہے جبکہ بعض کہتے ہیں وہ نیست (فنا) ہو جاتا ہے۔ اے یم راج میں تجھ سے یہ جاننا چاہتا ہوں۔ میری خواہشوں میں تیسری خواہش یہی ہے۔

(یم راج کہتا ہے) زمانہ قدیم میں دیوتاؤں کو بھی اس بارے میں شک ہوا تھا۔ یہ دھرم بہت دقیق ہے، آسانی سے سمجھ نہیں آتا۔ پس اے نچکیتا! کچھ اور طلب کر، اور اس پر اصرار نہ کر، بلکہ اس بات کو چھوڑ دے۔

اے یم راج! تُو کہتا ہے کہ دیوتاؤں کو بھی اس بارے میں شک ہوا تھا، اور اس کا راز سمجھنا آسان نہیں ہے۔ مگر تجھ جیسا استاد اور اس جیسی طلب اور کوئی نہیں ہے۔

یم راج: ایسے بیٹے اور پوتے مانگ لے جن کی عمر سو سو برس ہوں، ڈھیر سارے مویشی، ہاتھی، اور سونا مانگ لے، وسیع زمین مانگ لے، اور خود جتنے برس چاہے جی لے، اس (طلب) کی برابر یہ مانگتا ہے تو دولت اور غیر فانی حیات مانگ لے، اے نچکیتا! تو زمین کا راجہ بن جا، میں تیرے سب آرزوئیں پوری کرنے کو تیار ہوں۔

”جو خواہشات بھی اس دار فانی میں مشکل سے نصیب ہوتی ہے، تو اپنی مرضی کے مطابق سب مانگ لے، یہ دیکھ کہ کتنی حسین عورتیں سواریوں میں بیٹھی ہیں اور باجے بجا رہی ہیں، آدمیوں کو یہ نصیب نہیں ہوتا۔ مگر میں تجھے دیتا ہوں، ان سے خدمت لے، لیکن اے نچکیتا! موت کے بارے میں مت پوچھ۔“ (کٹھ اپنشد۔ ادھیائے ا۔ ولی ا۔ منتر ۲۰ تا ۲۶)

ان منتروں کے بعد موت کے متعلق یم راج کا کوئی واضح بیان نہیں ملتا۔ البتہ ویدوں کے مطالعے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ موت ایک خوفناک امر کا نام ہے جس سے رشی پناہ مانگتے نظر آتے ہیں۔

”اے موت دور ہو جا! اپنی اسی راہ پر واپس چلی جا۔ نہ اس راستے سے جہاں دیوتا سفر کرتے ہیں۔ (اے موت) جو کہ سماعت و بصارت رکھتی ہے، تجھے میں کہتا ہوں سن لے! ہماری اولاد کو مت چھونا! ہمارے لوگوں کو مت مار!۔“ (رگوید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۸۔ منتر ۱)

”اے سورج دیوتا! چونکہ ہم موت کے قابو میں ہیں۔ براہ کرم ہماری عمریں طویل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر دے کہ ہم زندہ رہیں۔" (رگوید۔منڈل ۱۰۔سوکت ۴۷۔منتر ۵)

"طلوع ہوتا ہوا سورج ہمیں موت کے جال سے دور رکھے۔" (اتھروید۔کانڈ ۱۷۔سوکت ۱۔منتر ۳۰)

اپنشد اور ویدوں کے مطابق دل کی ایک سو ایک شریانیں ہیں جس سے روح نکلتی ہیں۔ البتہ ان سب میں سے صرف ایک مخصوص راستے سے روح نکلنے کو نجات کی علامت بتایا گیا ہے۔ باقی ایک سو ایک قسم کی اموات کیا ہیں؟ اس بارے میں صحائف خاموش ہیں۔

"دل کی ایک سو ایک شریانیں ہیں۔ ان میں سے ایک پیشانی کی چوٹی سے داخل ہوتی ہے۔ اس شریان سے نکلنے والی روح لافانیت کو پہنچ جاتی ہے۔ باقی (شریانوں) سے نکلنے میں دوسری حالت نصیب ہوتی ہے۔" (چھاندوگیہ اپنشد۔چھٹا کھنڈ۔منتر ۶)

"یہ تمام دوسری اموات سے جسے لوگ سو شمار کرتے ہیں پار ہو جائے۔"

(اتھروید۔کانڈ ۳۔سوکت ۲۸۔منتر ۵)

"ایک سو ایک اموات پر یہ شخص غالب ہو جائے۔" (اتھروید۔کانڈ ۷۔سوکت ۲۔منتر ۲۷)

مذکورہ جائزے سے ہم نے جانا کہ ویدوں اور ہندو دھرم کے مطابق موت ایک خوفناک امر ہے۔ روح کا جسم سے خارج ہونے کے ایک سو ایک طریقے ہیں جن میں سے ایک راستہ نجات کا ہے اور باقی موت۔

چونکہ یہ سارا تصور انتہائی مبہم ہے اور اسکے کئی پہلو ہماری عقلی بصارت سے پوشیدہ ہیں، غالباً اسی سبب آج ہندوؤں میں موت کا تصور مکتی کے علاوہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

عقیدۂ تناسخ: (روح، کرم اور سمسار)

عقیدہ تناسخ ہندو دھرم کا متفقہ عقیدہ ہے۔ سنسکرت میں تناسخ کو "آواگون" کہتے ہیں۔ یہ ہندو دھرم میں ایک ناقابل فہم تصور ہے جسکے مطابق اپنے پچھلے کرم یعنی گناہوں کے باعث بار بار جنم لینا ہے۔ جسے ہندو 'کرم' کہتے ہیں۔ اعمال کی جزا و سزا کے سلسلے میں ہندوؤں کا عقیدہ اسی نظریہ کے گرد گھومتا ہے۔ جسکے مطابق حیوانات، نباتات، معذور، غریب وغیرہ سب پچھلے جنم میں غموں سے آزاد انسان تھے، لیکن اپنے برے اعمال کے سبب انکی روح یہ صورت یہ شکل اختیار کر گئی۔ اور تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوشحال انسان اپنے پچھلے نیک کرموں کا ثمر حاصل کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص معذور ہے تو یہ دراصل اسکے پچھلے جنم کے برے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور ایک شخص طاقتور اور صحت مند ہے تو یہ اسکے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے جو اس نے پچھلے جنم میں کیے۔ سوامی دیانند سرسوتی مطالعہ رگوید باب ۱۸ میں عقیدہ تناسخ کی بابت تفصیل لکھتے ہیں کہ۔

"جو جیو (ذی روح) پچھلے جنم میں جس قسم کے دھرم کے کام کیے ہوتا ہے۔ انہیں کے مطابق اگلے جنموں میں بہت سے اعلیٰ اعلیٰ جسم حاصل کرتا ہے۔ اور اسی طرح جو پاپ (گناہ) کے کام کیے ہوتا ہے۔ وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا۔ بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پا کر دکھ بھگتا ہے۔ پچھلے جنم کے کیے ہوئے پاپ (گناہ) اور پن (نیکی) کے مطابق سزا یا جزا پانے والا جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا، پانی اور نباتات وغیرہ اشیاء میں داخل ہو کر اپنے پاپ اور پن کے مطابق کسی جون میں پڑتا ہے۔"

ہندو دمت میں نجات (مکتی) پر بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جس کے مطابق خدا انسان کے گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا اور نہ ہی بعد الموت اسکی روح کو گناہوں سے پاک کر سکتا ہے۔ اور چونکہ انسان کی روح اسی سے نکلی ہے اسی لیے انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اسکی روح خدا میں ضم ہو جائے۔ لیکن روح تب تک ضم نہیں ہوتی جب تک کہ وہ گناہوں سے پاک نہ ہو۔ لہٰذا پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے روح کو تب تک جنم لینا ہوتا ہے جب تک کہ روح اپنے اعمال کا صلہ مختلف صورتوں میں بھگت کر پاک نہ ہو جائے۔ اور سمسارہ کے چکر سے نجات نہ پالے۔

عقیدہ تناسخ بدھ عہد کے بعد ساتویں صدی قبل مسیح میں عوام وخاص میں بہت تیزی سے مقبول ہوا۔ حالانکہ رگوید میں حیات مابعد موت کے متعلق سورگ اور نرگ کے جو تصورات ملتے ہیں، وہ تناسخ سے بہت حد تک مختلف ہیں، لیکن رگوید کی مداح آریائی قوم نے بھی اس عقیدے کو جلد ہی اپنا لیا۔ غالباً تناسخ کی اس مقبولیت کی وجہ یہ ہوگی کہ عقیدہ تناسخ مشرق مغرب میں رائج جنت و دوزخ کے قدیم روایتی خیالات سے کافی مختلف اور دلچسپ نظر آتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ یہ عقیدہ اپنے منفی رجحان اور غیر منطقی بنیاد کے باعث باعقل انسانوں کے لئے محض بھوت پریت، پریوں کی کہانی یا افسانوی خیالات سے زیادہ کچھ اہمیت نہیں رکھ سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ تناسخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اعتبار سے انسانی تخیل کی پیداوار ہے تو بہت سے ہنود مایوسی کا شکار ہو جائینگے لیکن یہ بات واضح ہے کہ اس تخیل کو مذہبی نظریات میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ یہ نظریہ ہمیں گیتا اور اپنشد میں وضاحت کیساتھ ملتا ہے۔

"جیسے ایک شخص بوسیدہ کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہن لیتا ہے اسی طرح روح بھی پرانے اور بیکار مادی اجسام کو چھوڑ کر نئے جسموں میں آ جاتی ہے۔" (بھگود گیتا باب ۲ اشلوک ۲۲)

"برہما سے لیکر حشرات الارض وغیرہ سبھی کیلئے دنیا میں آواگون کا سلسلہ ہے، جنم لینے اور مرنے اور بار بار اسی تسلسل میں چلتے رہنے والے ہیں۔ لیکن مجھے حاصل ہو کر اُس انسان کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا۔"

(بھگود گیتا باب ۸)

"وہ (گنہگار) جیو آسمان میں واپس لوٹ آتے ہیں جہاں سے گئے تھے۔ آسمان سے ہوا میں ہوا بن کر دھواں ہو جاتے ہیں۔ دھواں ہو کر بخارات بنتے ہیں۔ بخارات ہو کر بادل بنتے ہیں۔ بادل بن کر برستے ہیں۔ دھان جو، جڑی بوٹی، نباتات، تل وغیرہ کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے نکلنا سخت مشکل ہے۔ جو جو اناج کھاتا ہے یا بیرج سینچتا ہے اسی کی شکل جیو اختیار کر لیتا ہے۔ اور جن کے اعمال اچھے ہوں وہ اچھی جُون (صورت) پاتے ہیں۔ مثلاً برہمن، کھشتری یا ویش کی۔ اور جن کے (اعمال) برے ہوتے ہیں وہ بُری جُون پاتے ہیں مثلاً کتے، سور یا چنڈال کی۔ جو جیوان دونوں راستوں پر چلنے کے لائق نہیں ہیں وہ کمینے ہیں جو چکر کھاتے رہتے ہیں۔"

(چھاندوگیہ۔ ادھیائے ۵۔ کھنڈ ۱۰۔ اشلوک ۶ تا ۸)

"ہوشیار رہ! میں تجھے قدیم اور مخفی برہم کی حقیقت بتاتا ہوں۔ اور بات کا کہ مرنے کے بعد جیو (جاندار) کا کیا حال ہوتا ہے۔ بعض جسم دھارن (یعنی اپنے گزشتہ اعمال اور علم کے مطابق بعض (حصول جسم) کیلئے رحم میں داخل ہوتی ہیں اور بعض مقیم اشیاء پودوں وغیرہ میں۔ غرض کہ جیسا جیسا جسکا عمل ہوتا ہے ویسا ہی پھل ملتا ہے۔" (کٹھ اپنشد۔ ادھیائے ۲۔ دوسری ولّی۔ ۶،۷)

"جس طرح سنار سونے کا ٹکڑا لے کر زیادہ زیادہ نئی اور بہتر صورت بناتا ہے
اسی طرح روح جسم کو چھوڑ کر اسے مردہ بنا کر کوئی اور نیا بہتر جسم بنا لیتا ہے۔"

(برہدارنیک اپنشد۔ ادھیائے ۴۔ حصہ ۴۔ اشلوک ۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"(جیو) جیسے کام کرتا ہے یا جیسے چال چلن والا ہوتا ہے، ویسا ہی اس کا وہ روپ ہوتا ہے۔ نیک کام کرنے والا اچھا اور بداعمالیاں کرنے والا بُرا۔ ثواب کے کاموں سے ثواب یافتہ روح ہوتی ہے۔ گناہوں سے گناہگار۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ یہ بندے کے مے ہے۔ جیسی مرادیں کرتا ہے ویسا ہی اس کا عقیدہ ہوتا ہے۔ جیسا عقیدہ ہوتا ہے ویسے ہی کام کرتا ہے۔ جیسے کام کرتا ہے ویسے ہی ان کے پھل بھوگتا ہے۔" (برہدارنیک اپنشد۔ ادھیائے ۴۔ حصہ ۴۔ اشلوک ۵)

آواگوان کے اس چکر سے نجات حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ مادہ اور خدا کی معرفت ہے۔ بھگود گیتا میں شری کرشن کہتے ہیں:

"جو پرش اور قدرت کو انکی صفات کے ساتھ جان لیتا ہے وہ دوبارہ پیدا نہیں ہوتا اگرچہ وہ دنیا میں کسی بھی صورت میں ہو۔" (بھگود گیتا۔ ادھیائے ۱۳۔ اشلوک ۲۴)

عقیدہ تناسخ عقل کے خلاف اور ایک غیر فطری عقیدہ ہے۔ کیونکہ عقیدۂ تناسخ کے مطابق حیوانات، نباتات وغیرہ انسان کی گزشتہ زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ جبکہ یہ سائنس کا مسلمہ نظریہ ہے کہ نباتات اور حیوانات انسانی وجود سے کروڑوں سال قبل موجود تھے۔ انسانی بقاء کے لئے لازم ہے کہ یہ اشیاء پہلے سے دنیا میں موجود ہوں کیونکہ کہ انکے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات و نباتات انسان کے برے اعمال کے نتائج نہیں بلکہ خدا کی نعمتیں ہیں۔ گائے، بیل، گھوڑے، بھیڑ، بکری، پھول، پودے، نباتات وغیرہ خدا کی طرف سے انسانوں کیلئے نعمتیں ہیں اور ان بابرکت نعمتوں پر ہی انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ جبکہ عقیدۂ تناسخ انہیں پچھلے جنم کی بداعمالیوں کا ثمر قرار دیتا ہے، جس سے ان بابرکت نعمتوں کی توہین و بے حرمتی ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ اس عقیدے کے ساتھ ہمیں انسانی زندگی کا دارومدار بھی گناہوں کو ماننا پڑے گا کیونکہ عقیدہ کی رو سے گناہ نہ ہوتے تو یہ نعمتیں یعنی حیوانات و نباتات بھی ہرگز وجود میں نہ آتے۔

خدا تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ وہ قادر اور مختار کل ہے۔ جس گناہگار کو چاہے معاف کر سکتا ہے۔ اور وہی خالق ہے، لہٰذا اسکے لئے نئی روحیں پیدا کرنا محال نہیں۔ لیکن تناسخ کی رو سے خدا کی ذات ناقص ٹھہرتی ہے کہ خدا گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا، نہ انسان کی روح کو پاکیزہ کر سکتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نہ نئی روح پیدا کر سکتا ہے۔ یہ تمام خیال خدا کی صفات کے منافی ہیں جنہیں عقل تسلیم نہیں کرتی۔

بہت سے پیغمبر، مصلحین، اور دیگر بہت سے عظیم لوگوں کو دنیا میں تکلیفیں پہنچی ہیں، اس عقیدے کی رو سے یہ عظیم لوگ بلکہ خود ہندومت کے عظیم ہادی ورشی بھی گناہگار اور بدکار ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ بیشتر عظیم شخصیات کو اپنی زندگی میں اذیتیں، تکلیفیں برداشت کرنی پڑی ہیں اور بہت سے قتل بھی ہوئے۔ چنانچہ یہ تکلیفیں، اذیتیں اور قتل ان شخصیات کے پچھلے جنم کے برے اعمال کا نتیجہ ہوئے۔

انسانی عقل بھی یہی سوچنا گوارہ کرتی ہے کہ انسان اس دنیا میں پہلی بار آیا ہے اور اس سے قبل وہ کبھی اس دنیا میں نہ آیا اور نہ اسکی روح نے نجات کیلئے ہزاروں جسم تبدیل کیے۔

پس مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ تناسخ عقل وفطرت کے بالکل متضاد ہے۔ حیوان اور نباتات وغیرہ خدا کی نعمتیں ہیں نہ کہ گناہوں کا نتائج۔ انسان کے تمام اعمال کی سزا و جزا اسے جنت ودوزخ کی صورت میں دی جائیگی اور دنیا میں انسان کو جتنی بھی تکالیف یا معذوری سے دوچار ہونا پڑتا ہے درحقیقت وہ اسکی آزمائش ہوتی ہے۔

جنت ودوزخ: (سورگ اور نرک)

ویدوں میں سزا و جزا کے لیے نرک اور سورگ کا نظریہ موجود ہے جسے تمام مذاہب تسلیم کرتے ہیں۔ عقیدۂ تناسخ کا ذکر ہمیں وید کے میں کہیں نہیں ملتا۔ علماء یورپ اور بہت سے ہندو علماء بھی اسے کسی رشی یا انسانی عقل کی پیداوار مانتے ہیں۔ یا انکے نزدیک تناسخ بعث بعد الموت کی مسخ شدہ صورت ہے۔ یہ عقیدہ عقل، فطرت، منطق اور سائنس کے بہت سے مسلمہ اصول اور خدائی صفات کے منافی ہے۔ ویدکی تاریخ تقریباً دو ہزار قبل مسیح کی ہے جبکہ وہ صحائف جس میں تناسخ کا ذکر کیا گیا ہے وہ کافی بعد کے ہیں جب ہندوستان بیرونی حملوں کی زد میں تھا، عوام میں ناامیدی بھی بڑھتی جارہی تھی اور لوگ جنگلوں میں گوشہ نشین ہورہے تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ہندوؤں کے سوشل اور سیاسی قوانین کی بنیاد پڑرہی تھی۔ چنانچہ تناسخ کے معاملے پر اگر ہم وید کو دیکھیں تو وہ تناسخ کی بابت بالکل خاموش ہے اور اعمال کی جزا بطور تناسخ نہیں بلکہ جنت ودوزخ کے تصور سے دیگر مذاہب مثلاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے ساتھ ہے۔

جب انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ مختلف صورتوں میں دے دیا جائے گا تو پھر جنت و دوزخ کس بنا پر عطا ہوگی؟ اس سوال کا جواب ہمیں بھگود گیتا میں ملتا ہے۔

"لامحدود سورگ لوک سے لطف اندوز ہونے کے بعد وہ دوبارہ انسانوں کی دنیا میں اپنے اعمال کے مطابق بھیج دیے جائینگے۔"

یعنی انسان کے اعمال کی بنیاد پر اسے نرک میں عذاب یا سورگ میں نعمتوں سے نوازا جائیگا۔ پھر ایک عرصے بعد انہیں دوبارہ انکے اعمال کے مطابق کسی صورت میں زمین پر بھیج دیا جائیگا، حتی کہ یہ چکر تب تک چلتا رہیگا جب تک روح گناہوں سے پاک ہوکر ایشور میں ضم نہ ہو جائے۔ بحر حال ہمارا مقصد یہاں یہ ہے کہ ہندوؤں میں جنت و دوزخ یعنی سورگ اور نرک کے تصور کا جائزہ لیا جائے۔

سورگ: (جنت، بہشت)

عام معنوں میں سورگ سے مراد وہ مقام ہے جہاں نیک اعمال کرنے والوں کو انکے اعمال کی جزا دی جائیگی۔ ہمیں ویدوں، اپنشد، گیتا اور منو شاستر میں سورگ کا تصور بالکل واضح ملتا ہے۔ یگیہ کرنے والوں کو بہت سے مقامات پر اسکی خوشخبری دی گئی ہے۔

اتھروید میں کئی مقامات پر سورگ کیلیے (۱) سُکرِتسیہ، سکرتام، دیویا کم وغیرہ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ البتہ ویدوں میں بیشتر مقامات پر جہاں سورگ کا ذکر ہے، اس سے پہلے لفظ 'لوک' آیا ہے جس کے معنی مقام یا جہان ہے۔ (۲) یعنی یہ کسی دوسرے جہان کا ذکر ہے جہاں تمام خواہشات پوری کی جائینگی اور انسان دلعزیز زندگی گزاریگا۔ اس سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ ویدوں کے مطابق سورگ یعنی جنت اس دنیا سے الگ کوئی دوسری جگہ ہے۔ اسکے علاوہ دیگر صحائف میں سورگ کے لیے مستعمل محاورے مثلاً سورگ میں جانا، داخل ہونا، نکلنا وغیرہ بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ نرک ایک خاص مقام کا نام ہے۔ البتہ وہ مقام کہاں ہے؟ اس بارے میں ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ ویدوں کے مطابق کائنات میں کل تین جہان ہیں۔ اول یہ دنیا جہاں ہم رہ رہے ہیں یعنی زمین، دوم خلا جسے انترکش کہا گیا ہے اور سوم آسمان ہے جہاں برہما رہتا ہے۔ ویدوں کے ان منتروں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہشت کا مقام کے متعلق یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہشت تیسرے مقام میں ہے۔

''یہ آبِ حیات سوم رس بہشت میں تیسرے روشن عالم تین پردوں میں چھپا ہوا پایا گیا ہے۔
(رگوید منڈل ۶۔سوکت ۴۴۔منتر ۲۴)

''تیسرے لوک (عالم) میں جہاں ہزاروں نہریں بہتی ہیں، نا قابل شکست طاقتور اولاد پیدا کرنے کیلئے بھیجے گئے۔ چار مہربان دیویاں جن کا مقام بہشت کے نیچے ہے، گھی سے ٹپکتے ہوئے آب حیات کا تحفہ لائیں۔'' (رگوید منڈل ۹۔سوکت ۷۴۔منتر ۶)

''باپ کا خفیہ نام بیٹا تیسرے روشن بہشت میں مقرر کرتا ہے۔ اس بہشت میں جو کہ اوپر روشن آسمان میں ہے۔'' (رگوید منڈل ۹۔سوکت ۷۵۔منتر ۲)

''ہم اپنی بیویوں، بیٹوں، بھائیوں اور مال وزر کے ساتھ سورگ قبول کرتے ہوئے تیسرے آسمان کی پشت پر جائیں۔'' (یجروید، ادھیائے ۱۵۔منتر ۵۰)

''زمین سے خلا پر چڑھ گیا۔ خلا سے آسمان کو چڑھ گیا۔ آسمانی چوٹی کی پشت سے بہشتی روشنی میں چلا گیا۔'' (یجروید، ادھیائے ۱۷۔منتر ۶۷)

''ہمارے اوپر تیسرے سورگ میں اشونتھا درخت کھڑا ہے۔ دیوتاؤں کی نشستگاہ ہے۔ وہاں دیوتا کٹھ حاصل کرتے ہیں جو آبِ حیات کا چشمہ ہے۔'' (اتھروید۔کانڈ ۵۔سوکت ۴۔منتر ۳)

''ہم اس دنیا میں آزاد ہوں اور آخرت میں بھی تیسرے مقام میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔''
(اتھروید۔کانڈ ۶۔سوکت ۱۱۷۔منتر ۳)

ان منتروں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ویدوں کے مطابق بہشت تیسرے آسمان میں ہے۔ اتھروید کے مطابق تیسرے عالم میں واقع یہ بہشت تیز رفتار گھوڑے کی ایک ہزار دن کی مسافت پر ہے۔

(دیکھیں: اتھروید۔کانڈ ۱۰۔سوکت ۸۔منتر ۱۸/ کانڈ ۱۳۔سوکت ۲۔منتر ۳۸)

سورگ کا منظر:

''یہاں سے تیرے آسمان میں آئیر مدینگ نامی ایک چشمہ ہے۔ اور اس میں پیپل کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درخت ہے جس سے سوم رس بہتا ہے۔" (چھاندوگیہ اپنشد۔۸۔۵)

"وہاں آبِ حیات کا ایک ابدی چشمہ ہے جو کبھی نہیں سوکھتا۔" (اتھروید کانڈ ۱۹۔سوکت ۳۹۔منتر ۸)

"بہشت کی بلند چوٹی پر وہ کھڑا ہوتا ہے۔وہ دیوتاؤں کے مقام کو پہنچتا ہے جو سخاوت کرتا ہے پانی اور گھی کی نہریں اس کے لئے بہتی ہیں۔" (رگوید منڈل ا۔سوکت ۱۲۵۔منتر ۵)

"اے سوم دیوتا! مجھے اس جہان میں غیر فانی بنا جہاں راجا سوت کے بیٹا رہتا ہے۔جہاں وہ مقدس آسمانی پوشیدہ ہے اور جہاں تر و تازہ پانی ہے۔" (ایضاً۔منتر ۸)

"شہد کے ذائقہ والی ہزاروں نہریں تیسرے آسمان (بہشت) میں بہتی ہیں۔"
(رگوید منڈل ۹۔سوکت ۷۴۔منتر ۶)

"جو تیرے پہلے مرحوم بزرگ اور دوسرے رشتہ دار ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں، انکے لیے گھی کی تیز چلتی ہوئی نہر ہزاروں نہروں کیساتھ چلے۔" (اتھروید کانڈ ۱۸۔سوکت ۳۔منتر ۷۲)

"مجھے اس مقام پر پہنچا دے جہاں موت نہیں آتی، اس لازوال دنیا میں جہاں بہشت کی روشنی چمکتی ہے۔" (رگوید منڈل ۹۔سوکت ۱۱۳۔منتر ۷)

"مجھے مضبوط تمناؤں اور مشتاق خواہشات کے راج میں غیر فانی بنا۔چاند کا چمکتا ہوا طبقہ جہاں خوراک اور فرحت ملتی ہے۔" (رگوید منڈل ۹۔سوکت ۱۱۳۔منتر ۱۰)

"یگیہ کرنے والا جزا اور انعام کے طور پر بہشت میں گھی سے بھری ہوئی نہریں اور اپنی مرادوں کو حاصل کریگا۔" (اتھروید کانڈ ۱۸۔سوکت ۴۔منتر ۵)

"جہاں شہد اور گھی کی لازوال نہریں ہیں، اے اگنی! بہشت میں ہمیں وہاں دیوتاؤں کے درمیان کردے۔" (یجروید، ادھیائے ۱۸۔منتر ۶۵)

"بہشت کے مقام میں آبِ حیات سے بھری ہوئی غذا اور طاقت یگیہ کرنے والے کو عطا کرو۔" (اتھروید کانڈ ۱۸۔سوکت ۴۔منتر ۴)

"جہاں پیپل اور بڑ کے عظیم الشان درخت پتوں سے چھپی ہوئی چوٹیوں کے ساتھ ہیں۔ جہاں تمہارے لیے سبز اور سفید جھولے ہیں۔اور سارنگی، طبلہ سُر اور تال سے بجتے ہیں۔"
(اتھروید کانڈ ۴۔سوکت ۳۷۔منتر ۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یقیناً آدمی وہاں جو چاہیگا حاصل کریگا۔ بیویاں اپنے شوہر سے چپکی رہیں گی۔ اور انکے آغوش میں لپٹی رہیں گی۔ دونوں محبت کی فرحت حاصل کرینگے۔" (رگوید منڈل ا۔ سوکت ۱۰۵۔ منتر ۲)

"جہاں وہ سات کرنیں چمکتی ہیں، وہیں میرے گھر اور خاندان کا بسیرا ہو۔"

(رگوید منڈل ا۔ سوکت ۵۔ منتر ۹)

اپسرا:

وید ہمیں سورگ میں شہد، دودھ، مکھن اور شراب کی نہروں کا بتاتا ہے۔ اسکے علاوہ وید ک سورگ میں خوبصورت عورتوں کے متعلق بھی بتایا گیا ہے جنہیں ہندی اصطلاح میں "اپسرا" کہا گیا ہے۔ جس سے مرد حضرات اپنی خواہشات پوری کرینگے۔ چنانچہ ہندو مقدس منابعات میں ہے کہ:

"ہزاروں اپسرائیں اسکے لیے جو کہ جو کہ جنگ میں مارا جاتا ہے، دوڑ کر یہ کہتی ہوئی آتی ہیں کہ آپ میرے خاوند بن جائیں۔" (مہابھارت۔ باب ۱۲۔ اشلوک ۳۶۶۷)

"اے اگنی۔ ہم بربادی سے دور ہی رہے، تیسری بہشت میں بلا کہ ہم دعوت وضیافت کے مزے لیں، وہاں صاف ستھری، پاکیزہ اور مقدس عورتیں ہوں۔" (اتھرید کانڈ ٦۔ سوکت ۱۱۲۔ منتر ۴۔ ۵)

"میں ان اپسراؤں کے لیے دعا کرتا ہوں جو نہایت لطف اور لذت دینے والی ہیں۔ وہ جو قمار بازی میں اعلیٰ لذت کی حامل ہیں۔" (اتھروید۔ کانڈ ۲۔ سوکت ۲۔ منتر ۳)۔۔۔ (کانڈ ۴۔ سوکت ۳۸۔ منتر ۴)

"سخاوت کرنے والے نے پہلے ایک خوشگوار مقام حاصل کیا، پھر اچھے لباس والی خوبصورت عورتیں اور نہایت تیز شراب کے جام۔" (رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۰۷۔ منتر ۹)

اپنشد میں بھی بہشت میں کھیلنے اور لطف اٹھانے کے لیے خوبصورت عورت کا ذکر ملتا ہے:

"یہ اعلیٰ درجہ کا انسان پاک اور مقدس ہوا۔ بہشت میں عورتوں کے ساتھ جن کو وہ جانتا ہے اور انکے ساتھ جن کو وہ نہیں جانتا، انکے ساتھ لطف اور صحبت کرتا، ہنستا کھیلتا ہوا پھرتا ہے۔ اُسکی خوشی اور سرور اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ وہ اس شخص کو جو اسکے پاس کھڑا ہو، بلکہ اپنے جسم کو بھی نہیں جانتا۔ اور جس طرح رتھ چلانے والا رتھ چلانے میں مشغول ہوتا ہے اسی طرح یہ ان لذتوں میں مشغول ہوتا ہے۔"

(چھاندوگیہ اپنشد۔ ادھیائے ۸ چھٹا کھنڈ ۔ ۱۲، منتر ۳ تا ۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وہ اس جہاں بہت سی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ عورتوں کے ساتھ لطف اٹھاتا ہے۔"

(برہدارنیک اپنشد۔ ادھیائے ۴۔ برہمن ۳ منتر ۱۳)

سورگ روحانی ہے یا جسمانی؟

آریا سماج والوں کا عقیدہ ہے کہ سورگ (بہشت) کہیں اور نہیں بلکہ اسی دنیا میں لطف و راحت اٹھانے کا نام ہے۔ جبکہ ہم نے گزشتہ عنوان سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ویدوں کے مطابق بہشت دنیا سے الگ آسمان کے تیسرے حصے میں واقع ہے۔ البتہ یہ سورگ روحانی ہے یا جسمانی؟ اسکا لطف صرف روح کو حاصل ہوگا یا جسم کو بھی؟ اس بارے میں وید اس امر کی تائید کرتی ہے کہ سورگ روحانی کیفیت نہیں بلکہ جسمانی ہوگی۔

"ہمارے باپ اور انکے پہلے جد- اجداد جو عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں۔ انکے لیے اے ارواح کے لیجانے والے حتے المقدور اجسام بنا۔" (اتھروید۔ کانڈ ۱۸۔ سوکت ۳۔ منتر ۵۹)

"مردہ کی روح اچھی روشنی پا کر جسم حاصل کرے۔" (اتھروید۔ کانڈ ۱۸۔ سوکت ۲۔ منتر ۱۰)

"تمہارے جو اعضاء اگنی نے عالم ارواح میں لیجاتے ہوئے چھوڑ دیا ہے وہ میں دوبارہ مہیا کرتا ہوں۔ اپنے اعضاء کیساتھ مزے اڑاؤ۔" (اتھروید۔ کانڈ ۱۸۔ سوکت ۴۔ منتر ۶۴)

"وہاں جہاں ہمارے نیک دوست اپنے جسم کا روگ چھوڑ کر خوش ہیں۔ اور اعضاء کی کجی اور ادھورے پن سے آزاد ہیں۔ ہم انہیں بہشت میں دیکھیں گے۔"

(اتھروید۔ کانڈ ۶۔ سوکت ۱۲۰۔ منتر ۳) (بحوالہ۔ ترجمہ از: رالف گرفتھ)

"جہاں ہمارے نیک دوست جسم کا روگ چھوڑ کر، اعمال کی جزا کے جسم سے لطف اٹھاتے ہیں۔ وہاں ہم اپنے والدین اور بچوں کو دیکھیں۔ سیدھا اوپر آسمان اور عالم بالا کو چڑھ کہ جس کو لوگ بہشت کہتے ہیں۔" (اتھروید۔ کانڈ ۳۔ سوکت ۲۸۔ منتر ۵)

"یقیناً قربانی کرنے والا آخرت میں اپنے مکمل جسم کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔"

(شتپتھ برہمن۔ کانڈ ۶۔ ادھیائے ۶۔ اکھنڈ ۱)

"اے اندر! یہ جسم فانی ہے۔ جسے موت نے پکڑ رکھا ہے۔ اور غیر جسمانی روح کے رہنے کی جگہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔جب تک یہ جسم کے ساتھ ایک ہو رہا ہے اس کو سکھ اور دکھ ہوتا رہیگا۔جب تک یہ جسم کے ساتھ سکھ دکھ کا خاتمہ نہیں ہوتا۔اور جب اسکا تعلق جسم سے ختم ہو جاتا ہے تب دکھ دور ہو جاتے ہیں۔"

(بر ہدارنیک اپنشد۔ادھیائے ۸۔کھنڈ ۱۲۔منتر ۱)

مندرجہ بالا منتروں سے یہ بات تو واضح ہوتی ہے ویدک سورگ جسمانی ہوگی روحانی نہیں۔لیکن اس کے ساتھ یہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وید اور اپنشد کے مطابق سورگ میں جسم اس حالت میں نہیں ہوگا جیسا کہ ہمیں اس دنیا میں میسر ہے۔جسم کے روگ، اعضاء کی کجی، کمزوری اور ضعف وغیرہ سے پاک ہونے سے مراد یہی ہے کہ یہاں ہمیں جو جسمانی مسائل کا اکثر سامنا ہوتا ہے وہ سورگ میں نہیں ہوگا۔بلکہ وہ ہمارے اچھے اعمال کا صلہ ہوگا اس لیے اس میں کسی قسم کی تکلیف، درد، کمی کجی نہیں ہوگی کیونکہ وہاں ہمارے اجسام کثیف نہیں بلکہ لطیف ہونگے۔

نرک: (جہنم، دوزخ)

برے اعمال کرنے والوں کی سزا کے لیے مقرر کی گئی جگہ کو نرک کہا جاتا ہے۔یعنی جہاں بدکاروں کو انکی بداعمالی کا صلہ ملے گا۔وید اور اپنشد میں برے اعمال کے انجام اور دھرم کے مخالفوں کے متعلق جو دعائیں ملتی ہیں اس میں نرک کا تصور بالکل واضح ہو جاتا ہے۔اسکے علاوہ کئی منتروں میں ایسے لوک (جہان) کے بارے میں بتایا گیا ہے جہاں بدکاروں اور دھرم کے دشمنوں کی سخت سزا دی جائیگی۔منوشاستر باب ۴ اشلوک ۸۷ سے ۹۰ میں نرک کے مختلف نوع کے اکیس طبقات کا ذکر ہے۔ وشنو پران کتاب دوئم کے چھٹے باب میں نرک کے اٹھائیس طبقات کا نام ہے۔کہنے کو تو وید، پران اور منو دھرم شاستر میں جتنے نام آئے ہیں انکی تعداد بہت ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت یہ سات طبقات ہیں باقی تمام نام متراف ہیں۔اور ان سب کا مقصد گناہگاروں کو سزا دینا ہے۔

"اے گوتم! وہ دنیا آگ ہے۔سورج اسکا ایندھن ہے۔کرنیں دھواں ہے۔دن شعلہ ہے۔ چاند انگارا ہے۔تارے چنگاریاں ہے۔"

(چھاندوگیہ اپنشد۔ادھیاء ۵۔کھنڈ ۴۔اشلوک)

رگوید منڈل کے ان منتروں میں دوزخ کا تصور انتہائی واضح انداز میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’اے اندر اور سوم دیوتا! جلا دو، برباد کر دو، شیطان دشمن کو۔ انہیں (نرک کے) نچلے طبقے میں ڈال دو۔‘‘ (رگوید۔ منڈل ۷۔ سوکت ۱۰۴۔ منترا)

’’گناہ، گناہگاروں کے گرد اس طرح جوش مارے جس طرح جس طرح آگ کے شعلوں میں پانی جوش مارتا ہے۔‘‘ (حوالہ بالا۔ منتر۲)

’’بدکاروں کو نہایت گہری جگہ میں غرق کرو۔ وہاں انکو ایسی تاریکی میں ڈال دو جہاں سے وہ نکل نہ سکیں۔ تاکہ ان میں سے کوئی کبھی واپس نہ آئے۔‘‘ (حوالہ بالا۔ منتر۳)

’’تم بدکار پر اپنا ہلاک کرنے والا بھالا آسمان اور زمین پر سے مارو۔‘‘ (حوالہ بالا۔ منتر۴)

’’انہیں گہرائی میں غرق کرو جو ہمارے خلاف لڑتے ہیں لالچی لوگوں کو گہرائی میں غرق کرو۔۔۔۔ انہیں ایسے غرق کرو کہ وہ آواز بھی نہ نکال سکیں۔‘‘ (حوالہ بالا۔ منتر۵)

’’ان کو خوفناک سانپ کے حوالے کر دو یا انہیں دوزخ کی گود کے سپرد کر دو۔‘‘ (منتر۹)

’’دھوکے باز عورت لا انتہا گہرے کنویں میں گرے۔‘‘ (منتر۱۷)

’’ورن سے ڈرائے ہوئے میرے مخالف قریبی شریک اس عالم میں داخل ہو کہ جہاں روشنی نہیں نہایت گہری تاریکی ہو۔‘‘ (اتھروید۔ کانڈ۱۰۔ سوکت۳۔ منتر۹)

اسکے علاوہ ہمیں پرانوں میں ’’گرودا پران‘‘ میں گناہگاروں کی سزاؤں کے متعلق تفصیلی بیان ملتا ہے۔ جہاں بدکاروں کے لئے نچلے گڑھے، کانٹوں اور خونخوار شیروں اور زہریلے سانپوں کے عذاب کا ذکر ہے۔

’’بدکار کی روح کو وہاں یخ ٹھنڈی ہوائیں چھبوئی جائیگی۔ ایک مقام پر اسے کانٹوں سے پھاڑا جائیگا۔ دوسری جگہ اسے زہریلے سانپوں سے ڈسا جائیگا۔ پھر بدکار کو ایک جگہ خونخوار شیر، چیتوں اور کتوں سے مارا جائیگا۔ اور اسے بچھو سے ڈسا جائیگا اور اسے آگ میں جلایا جائیگا۔‘‘

(گرودا پران۔ باب۲۔ اشلوک ۵۔۶)

ان اشلوک کے آگے بھی گرودا پران کے اس باب میں ہمیں جہنم کے عذاب کے متعلق بہت تفصیل ملتی ہے۔ لیکن اسے یہاں نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ ہم نے اپنی تحقیق کے لئے جس قدر اقتباسات پڑھیں ہیں وہ قارئین کے لئے یقیناً کافی ہونگے۔ منوشاستر کے دو اقتباسات نقل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر کے عنوان کا خاتمہ کرینگے۔

''جو شخص شردھا کا کھانا کھا کر جوٹھا کھانا شودر کو دیتا ہے وہ بیوقوف اوندھا ہو کر کال سوتر نام والے نرک (کے طبقے) میں جاتا ہے۔'' (منوشاستر۔باب ۳۔اشلوک ۲۴۹)

''جو شخص شودر سے دھرم کی بات کرتا ہے اور اسے اپنے فرائض بتلاتا ہے وہ اسی کے ساتھ اسمبرتھ نامی نرک میں جاتا ہے۔'' (منوشاشتر۔باب ۴۔اشلوک ۸)

ہندومت میں راہِ نجات (مکتی):

اس سے پہلے کہ ہم ہندودھرم کے وسائل نجات پر بحث کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نجات کے لیے ہندوؤں کے ہاں استعمال ہونے والا لفظ مکتی اور موکش کے مفہوم کو سمجھ لیں۔ مکتی اور موکش دونوں سنسکرت کے لفظ ہیں جو اپنے مفہوم میں آزاد کرنے یا چھوٹ جانے سے متعلقہ ہیں۔ نجات کے بارے میں ہمیں ویدوں میں کوئی واضح ذکر نہیں ملتا، البتہ پران، اپنشد اور گیتا میں اس کی کئی تفصیل مل جاتی ہے۔ اگر چہ یہ لفظ ہمیں سارے وید میں کہیں نہیں ملتا لیکن اس کے دیگر مشتقات ویدوں میں جا بجا ملتے ہیں جس کے معنی چھوٹنے کے ہیں۔

نجات سے مراد ہنود کے ہاں روحِ اعلیٰ میں تحلیل ہو جانا یا برہم لوک میں جانا ہے۔ سورگ و نرک کا معاملہ اس سے متضاد ہے لیکن ہر قسم کے تصورانکے ہاں پائے جاتے ہیں۔ بحر حال تمام ہندی مذاہب کا مرکزی مسئلہ نجات (مکتی) حاصل کرنا ہے۔ نجات کے حصول کے لیے ہندودھرم تین راستے بتاتا ہے۔ یہ تین راستے یوگا اور مارگ بھی کہلاتے ہیں۔

۱۔ راہِ عمل

۲۔ راہِ علم

۳۔ راہِ ریاضت

کرما مارگ (راہِ عمل):

کرم کے معنی عمل کے ہیں۔ ویدوں نے جس کرم کی دعوت دی وہ پر خلوص قربانی (یگیہ) ہے۔ لیکن بھگود گیتا میں شری کرشن نے پر جوش انداز میں جس کرم کی تعلیم دی ہے اس سے مراد سماجی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرائض کو بے غرضانہ سرانجام دینا ہے۔ بدقسمتی سے ہندوؤں کے مذہب میں راہِ نجات بھی طبقاتی نظام کی زد میں ہے۔ ہنود کے نزدیک بہشت کا حصول اپنے دھرم یعنی طبقاتی ذمہ داری ادا کرنا ہی ہے۔ چنانچہ مکتی کے لیے راہِ عمل سے مراد یہی ہے کہ اپنے دھرم پر ڈٹ کر عمل کیا جائے۔ یعنی مکتی حاصل کرنے کا طریقہ دیگر مذاہب کی طرح نیک اعمال نہیں بلکہ اپنے طبقے کے متعین فرائض کی ادائیگی ہے۔ لہٰذا راہ سے مراد کوئی خاص عمل نہیں بلکہ ہر ذات کے لیے اسکا مخصوص عمل ہے جس سے وہ نجات پا سکتا ہے۔ برہمن کی نجات کی راہِ عمل مذہبی ذمہ داری ادا کرنا ہے، کھشتری کی راہِ عمل خیرات دینے اور جنگ میں لڑنا، ویش کی نجات زراعت وتجارت اور شودر کی نجات مندرجہ بالا ذاتوں کی خدمت کرنے میں مضمر ہے۔ برہمن کے نجات کا ذریعہ (یکیہ) قربانی ہے۔ چنانچہ وید میں ہے۔

"عزت کے خواہشمند عالم جزا حاصل کریں اپنی ریاضت اور پختہ عمل سے۔"

(اتھروید۔ کانڈ ۴۔ سوکت ۱۱۔ منتر ۶)

"جو کھیر کی نذر پکاتا ہے وہ بہشت کو جائے۔" (اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ سوکت ۱۔ منتر ۱۷)

"جو مشقت کر کے نذر پکاتا ہے اسے اس رستہ پہ چڑھا جو بہشت کو جاتا ہے۔"

(اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ سوکت ۱۔ منتر ۳۰)

"بکری کا پکا ہوا چاول (یعنی پلاؤ) دوزخ کو دور کر کے بہشت میں مقام دیتا ہے۔"

(اتھروید۔ کانڈ ۹۔ سوکت ۵۔ منتر ۱۸)

"جو عالم نہروں والے یکیہ کو تیار کرتے ہیں وہ بہشت کو جاتے ہوئے ادھر اُدھر نہیں دیکھتے۔"

(یجروید، ادھیائے ۱۷۔ منتر ۶۸)

"جو خیرات دی ہے، جو عمل کیا ہے، اور جو برہمنوں کو اجرت دی ہے وہ ہمیں دیوتاؤں کے درمیان بہشت دیں۔" (یجروید، ادھیائے ۱۸، منتر ۶۴)

"پہلے پیدا شدہ رشی تجھے بہشت میں خلا کی فراخی سے حصہ دیں، قربان گاہ پر اینٹیں رکھنے والے، اور یہ سب مالک دیوتا بھی تجھے سب جمع ہو کر آسمانی بہشت کے مقام میں قربانی کرن والے کو جگہ دیں۔" (یجروید، ادھیائے ۱۵، منتر ۱۰)

غرضیکہ ویدوں کے اکثر منتروں سے ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ چاول، کھیر اور دیگر قسم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نذر (یگیہ) پکانے سے مکتی مل سکتی ہے۔ یجروید سے نقل مندرجہ بالا آخری منتر سے یہی مراد ہے کہ جب یگیہ کرے تو بہشت کا خیال دل میں رکھے۔ البتہ ان مذہبی فرائض سے مکتی اُس اعلیٰ طبقے یعنی برہمن کے لیے ممکن ہے جس کا دھرم مذہبی فرائض کی ادائیگی کرنا ہے۔ باقی طبقات کے لیے انکا اپنا دھرم ہی مکتی کا ذریعہ ہے۔ شودر طبقہ کے لیے یگیہ یا دوسرے مذہبی رسوم نہیں بلکہ برہمن اور اعلیٰ ذاتوں کی خدمت ہی ہے، دیگر تمام اعمال شودر کے لیے بے سود ہیں۔

(دیکھیں: منودھرم شاستر: باب ۱۰۔ اشلوک ۱۲۲، ۱۲۳)

منودھرم شاستر میں شودر کے لیے بہشت کے حصول یعنی نجات کے لیے یہ ہی عمل لکھا ہے:

"وید کے معلم برہمنوں کی خدمت ہی شودروں کے لیے نجات دلانے والا عمل ہے۔ پاکیزگی، خدمت، نرم زبانی، خودی نہ کرنا، برہمنوں کی پناہ میں رہنا، یہ سب اعمال شودروں کو سب سے اعلیٰ بہشت میں لیجانے والے ہیں۔" (منودھرم شاستر۔ باب ۹۔ اشلوک ۲۳۴، ۲۳۵)

"بہشت اور اس دنیا کی تلاش دونوں کے لیے شودر برہمن کی خدمت کرے۔"

(منودھرم شاستر۔ باب ۱۰۔ اشلوک ۱۲۲)

البتہ کھشتری طبقے کے لیے انکا دھرم ہی بہشت کے حصول کا ذریعہ ہے یعنی جنگ۔

چنانچہ بھگود گیتا میں جناب کرشن، ارجن سے کہتے ہیں:

"اگر دھرم کے لحاظ سے غور کیا جائے تو تجھے تردد نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ دھرم کی ہی رو سے کھشتری کا جنگ سے بڑھ کر اور کوئی دھرم نہیں ہے۔ اے ارجن! ایسے (جنگ کے) موقع قسمت والے کو ہی ملتے ہیں، اتفاق سے ہی یہ بہشت کا کھلا ہوا دروازہ ملا ہے۔"

(گیتا۔ ادھیائے ۲۔ اشلوک ۳۱ تا ۳۲)

اسکے بعد شری کرشن جنگ سے نہ بھاگنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اگر تو لڑائی میں مارا جائیگا تو بہشت میں جائیگا اور اگر فتح حاصل کریگا تو زمین کی حکمرانی کا مزہ اٹھائے گا۔" (گیتا۔ ادھیائے ۲۔ اشلوک ۳۷)

عورتوں کے لیے نجات کا یہی عمل کارآمد ہے کہ وہ صرف خاوند کی خدمت کرے۔ منودھرم شاستر میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''عورتوں کو مرد سے الگ ہو کر عبادت اور دیگر مذہبی فرائض ادا کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ عورت صرف ''شوہر کی خدمت سے بہشت میں بزرگی پاتی ہے۔'' (منو دھرم شاستر۔ باب ۵۔ اشلوک ۱۵۵)

یعنی عملی لحاظ سے نجات (مکتی) کا ایک واحد ذریعہ یہی ہے کہ اپنے اپنے طبقے کی ذمہ داری نبھائیں، چاہے وہ اچھی ہو یا بری۔ اسی راہِ عمل کے بارے میں گیتا میں شری کرشن سے منسوب اس حکم سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے:۔

''انسان اپنے اپنے دھرم سے ہی فلاح پاتا ہے جو کہ سب کا اصل مقصود ہے۔ اپنا دھرم بھلے خراب ہو دوسرے کے دھرم سے بہتر ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ پیدائش سے مقرر شدہ عمل سے گناہ نہیں ہوتا۔ اپنے دھرم کا عمل عیب سے پر ہو تو بھی اسے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ عیب تو پیدائش سے ہی ہوتا ہے۔ جس طرح آگ دھوئیں فطرتاً پر ہے۔'' (گیتا۔ ادھیائے ۱۸۔ اشلوک ۴۶ تا ۴۸)

پس راہِ عمل سے مقصود یہ ہے کہ دیوتاؤں کی قربانیاں دی جائیں اور جو اس کے اہل نہیں ہیں وہ جس ذات سے تعلق رکھتا ہے بلا چوں چراں اسکے اعمال انجام دے اور یہی اس کے لیے مکتی کا ذریعہ ہے۔

گیان مارگ: (راہِ علم)

ویدوں اور برہمنوں نے راہِ عمل پر بہت زور دیا ہے۔ یعنی قربانی کا اہتمام کیا جائے اور ذات پات کے نظام کو قائم رکھا جائے۔ لیکن ہندو دھرم میں جب تناسخ اور عمل کے نظریات پیدا ہوئے تو ہندو فلسفیوں نے یہ محسوس کیا کہ صرف راہِ عمل پر ہی گامزن ہونے سے حقیقی نجات نہیں مل سکتی۔ اور پھر راہِ عمل میں کئی مشکلات بھی پیش تھیں لہٰذا ضروری ہے کہ علت و معلول کے تسلسل کو توڑنے کے لیے کوئی اور ذریعہ تلاش کیا جائے۔ یعنی وہ راستہ جس کے ذریعے سمسارہ سے نجات حاصل کر لی جائے۔ اس کے لیے اس قانون پر غور کیا گیا جس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے انسان عمل اور ردِ عمل کے چکر سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اس بارے میں کئی تارک الدنیا درویشوں اور دانشوروں نے غور و فکر کیا جن کے افکار اپنشد کی صورت میں محفوظ ہیں۔ مبداء کائنات، تقدیر انسانی، مسئلہ خیر و بشر، راہِ نجات اور انسانی اعمال کی نفسیات کے متعلق غور و فکر کے ہی نتیجے میں سانکیہ، یوگیہ، ویدانت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدھ، جین وغیرہ جیسے کئی فلسفیانہ مکاتب فکر وجود میں آئے۔

ان تمام مکتب ہائے فکر نے ان مسائل کے مختلف حل پیش کیے۔ مگر سبھی اس نقطے پر قائم ہوئے کہ عمل نام ہے علت و معلول کے باہمی رشتے اور تعلق کا اور اسی کے ذریعے وہ لامحدود تسلسل وجود میں آتا ہے جس میں کائنات اور تمام انسان جکڑے ہوئے ہیں۔ جب اس تصورِ عمل سے ساری کائنات اور مخلوقات کو دیکھا جائے تو نتیجتاً عمل اور ردِّعمل یعنی اواگون کا نظریہ سامنے آتا ہے۔

ان سب مذکورہ حقائق پر غور و فکر کر کے فلسفیوں نے مکتی کی جو تیسری راہ بتائی وہ راہِ علم ہے۔ علم سے مراد وہ ذہنی علم نہیں جسے عام طور پر عصری علوم بھی کہا جاتا ہے بلکہ اس علم سے مراد روحانی شعور حاصل کرنا ہے۔ یہ علم اپنشدوں کے گہرے مطالعے، اپنی تخلیق پر غور اور مراقبے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس علم کی آخری منزل خود آگاہی ہے۔ یعنی انسان خود خدا کی ذات کا حصہ ہے۔ اس کیفیت کو ہندوؤں میں موکش اور گیان کہا جاتا ہے۔

"ویدوں کے مطالعے سے مکتی حاصل نہیں ہوتی اور نہ شاستروں کے پڑھنے سے۔ آزادی تو صرف علم سے ہے اور کسی سے نہیں۔" (گرودا پران۔ باب ۱۶۔ اشلوک ۸۷)

خدا کی معرفت حاصل کرنے سے مراد در حقیقت خدا اور کائنات کے تعلق کو سمجھنا ہے۔ اس تعلق کی تشریح کے لیے مندرجہ ذیل چار تعبیریں پیش کی گئیں۔

۱ خدا نے کائنات کو عدم سے پیدا کیا لیکن کائنات حقیقت ہے۔

۲ خدا اور مادہ دونوں قدیم اور ایک دوسرے سے بے نیاز ہے۔ خدا محض خالق عالم ہے۔

۳ کائنات کو مظہر خدا ہے اور خدا اور کائنات ایک ہی ہیں۔

ان تینوں فلسفے کے نظام علم و معرفت میں حقیقتوں کا علم اور پھر ان پر غور و فکر اور مراقبہ شامل ہے۔ ان تینوں تشریحات کا مقصود یہی ہے کہ انسان کا دل صداقت کے نور سے منور ہو جائے اور ایک اس ذات حق کو اپنی ذات میں ہی پہچان لے۔ گیتا میں کرشن کہتے ہیں کہ جو مجھے یاد کرتا ہے، اور باطل کے خلاف جنگ میں مصروف رہتا اسے ہی نجات ملتی ہے۔

"جو انسان مرتے وقت میری یاد میں جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے، وہ میری صورت کو پالیتا ہے۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔مرتے ہوئے جسم چھوڑتے وقت جسکے ذہن میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے مطابق وہ نیا جسم حاصل کرتا ہے۔لہٰذا ہمیشہ مجھے سوچو اور جنگ کرو۔اس میں کچھ شک نہیں کہ اپنا ذہن وقلب میری طرف رکھنے سے تم مجھے حاصل کرلو گے۔" (بھگود گیتا۔ادھیائے ۸۔اشلوک ۵ تا ۷)

یعنی راہ علم سے مراد گہرے مراقبے سے مراد خدا پر غور فکر کرنا ہے۔مکتی کے حصول کا یہ نظام چونکہ انتہائی پیچیدہ ہے لہٰذا یہ صرف فلاسفہ،سنیاسیوں اور راہبوں تک ہی محدود رہا۔ ہندو عوام کا رجحان عام طور پر کرما اور بھگتی پر رہا۔

بھگود گیتا کے مطابق علم اور عمل کا یوگا درحقیقت ایک ہی ہے۔

"جاہل لوگ کہتے ہیں کہ علم اور عمل کا یوگا ایک نہیں ہے۔ بلکہ وہ دونوں کو الگ الگ خیال کرتے ہیں۔ لیکن جو ان دونوں کو ایک سمجھتا ہے وہی دونوں کا اجر پاتا ہے۔" (بھگود گیتا۔ادھیائے ۵۔اشلوک ۴)

بھگتی مارگ: (راہِ ریاضت)

مکتی کے حصول کا تیسرا طریقہ بھگتی مارگ ہے۔بھگتی کی تعریف یہ ہے "محبت کے جذبے کے ساتھ ایک شخصی دیوتا کی پوجا کی جائے۔یعنی ایک شخص خدا پر ذاتی ایمان اور عقیدہ اور اس سے محبت جیسی انسان سے ہوتی ہے ہر چیز کو اس کی خدمت کے لیے وقف کردینا اور اس ذریعے سے موکش حاصل کرنا نہ کہ علم یا قربانی یا اعمال سے۔" ایسی محبت جو آقا کی صفات کا علم حاصل کرنے کے بعد اس قابل پرستش ہستی پر مرکوز ہو جائے۔

بھگتی کا تعلق انسانی جذبات سے ہے اور اسکی جڑیں شعورِ انسانی کے احساساتی پہلو میں موجود ہیں۔جیسا کہ علم یا گیان کی جڑیں ذہنی اور روحانی حصہ میں اور عمل یا کرم کی جڑیں قوت ارادی کے حصے میں ہے۔بھگتی سے مراد درحقیقت لاتعداد دیوتاؤں کی جھرمٹ میں کسی ایک شخصی دیوتا کی پرستش، اس سے محبت، اور اسکی رضا کے لیے اپنے آپ کو کلیتہً سپرد کردینا ہے۔اس فلسفیانہ فکر کی اساس مہابھارت بمع بھگود گیتا ہے جس میں شری کرشن گیان مراقبہ کے ساتھ اپنے روپ میں ایک شخصی خدا کی پرستش اور اس سے محبت کی تعلیم دیتے ہیں۔

عام مفہوم میں بھگتی سے مراد یہ ہے کہ دیگر دیوتاؤں کا انکار کیے بغیر کسی ایک کو خدائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واحد تسلیم کیا جائے اور دوسرے دیوتاؤں کو اپنے مخصوص دیوتا کے ماتحت جان کر محبت و یکسوئی قلب کے ساتھ اسی شخصی دیوتا کی پرستش کی جائے۔ اس کی محبت میں اس قدر محو ہو جانا کہ اور پھر کسی کا خیال نہ آسکے۔ اور بندے کی تمام امیدیں اسی دیوتا سے وابستہ ہوں۔ اس ضمن میں بھگوت گیتا کا بارہواں باب زیادہ اہم ہے جس میں کرشن سے محبت کی تلقین کی گئی ہے۔

”ارجن نے پوچھا: اے میرے مالک! جو آپ سے مسلسل دل لگا کر آپکی عبادت کرتے ہیں، جو آپکی غیر مرئی لافانی صورت میں عبادت کرتے ہیں اور آپکو ذاتی خدا مانتے ہیں ان دونوں میں سے بہتر بھگت کون ہے؟

شری کرشن نے جواب دیا: جو پورے یقین اور یکسوئی کے ساتھ مجھ پر من لگاتے ہیں اور میری پرستش کرتے ہیں، وہ میری نظر سب سے بہترین جوگی ہیں۔

(بھگود گیتا۔ ادھیائے ۱۲۔ اشلوک ۱۔۲)

اسلام میں عقیدہ بعد الموت

مذہب اسلام میں عقیدہ بعد الموت دور قدیم میں رائج یہود و عیسائیوں کے عقیدے سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہے۔ جنت و دوزخ، قیامت کا تصور تقریباً ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ لیکن دیگر خرافاتی عقائد میں یہ سب مبہم ہو گئے ہیں۔ البتہ اسلام دیگر مذاہب کے برعکس آواگون، تناسخ یا فنا فی الذات سے پاک ہے۔ یہ عقیدہ تمام پیچیدگیوں سے پاک اور نہایت سیدھا سادہ معاملہ ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد ہر انسان کو اس کے اعمال کا ثمر حاصل کرنا ہے یعنی یہ دنیا میں کی ہوئی کارفرمائیوں کی سزا و جزا پر مبنی ہیں۔ لیکن اسکے چار بنیادی مرحلے ہیں۔ موت، قبر، عالم محشر اور پھر جنت و دوزخ۔ ہم انہی عنوانات کے تحت عقیدہ بعد الموت کا جائزہ لینگے۔

موت:

اسلامی نقطہ نگاہ سے موت زندگی کے خاتمے نہیں بلکہ ابدی زندگی کی ابتداء اور ایک فانی دنیا سے دائمی دنیا میں منتقل ہونے کا نام ہے کیونکہ اسلام انسانی جسم کو فانی اور روح کو غیر فانی قرار دیتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ قرآن مجید کے مطابق یہ ایک خارجی کیفیت کا نام ہے، جو کہ روح کے انسانی جسم کے درمیان حجاب حائل کر دیتی ہے۔ بالفاظ دیگر انسان فنا کے لیے نہیں بلکہ ابدی حیات کے لیے تخلیق کیا گیا ہے اور یہ حیات موت کے بعد ہے۔ احادیث کی تصریحات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت دراصل کوئی برا امر نہیں بلکہ نیند سے مشابہ انسانی حیات کا ہی ایک حصہ ہے۔ اس لیے کہ نیند میں بھی انسانی اختیارات عارضی طور پر معطل کر دیئے جاتے ہیں اور موت کے بعد جسمانی اختیارات مکمل طور پر سلب کر لئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں سورۃ الزمر کی آیت ۴۲ میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا "

"اللہ ان کی موت کے وقت ان کی روحوں کو قبض کر لیتا اور جنہیں موت نہیں آئی (انکی روحیں) ان کی نیند میں (قبض کر لیتا ہے)۔"

عالم برزخ:

جیسا کہ مسلمانوں میں رواج ہے کہ مرنے کے بعد میت کو سپرد خاک کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ بعد الموت سزا و جزا کا پہلا مرحلہ بھی قبر ہی ہے۔ انسان کو جہاں اسکے اعمال کا صلہ ملنا ہے اس میں سب سے اول قبر ہے۔ ایک حدیث کے مطابق قبر مومن کے لیے امن اور کافر کے لیے عذاب کا گھر ہے۔

جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور بندے سے اسکے خدا، دین اور رسول کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ کافر یا منافق ان کے جواب صحیح نہیں دیتا لہٰذا اس کی قبر میں عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ مومن فرشتوں کے سوالوں کے جواب صحیح دیتا ہے اور اسکی قبر ستر ہاتھ فراخ کر دی جاتی ہے اور قیامت تک سرسبزی و شادابی بھر دی جاتی ہے۔ اس طرح قبر کافر کے لیے عذاب کا گھر اور مومن کے لیے امن کی جگہ ہوتی ہے۔

روز قیامت اور عالم محشر:

اسلامی عقیدہ کے مطابق اس کائنات کی آخری روز حضرت اسرافیلؑ کے صور پھونکنے کے بعد جو تباہی ہوگی اسکا نام قیامت ہے۔ اس صور سے پہاڑ روئی کے گالوں کی مانند فضا میں اڑنے لگیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے، جمادات، نباتات اور حیوانات سب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اس صور کی طویل مدت بعد ایک اور صور پھونکی جائیگی جس سے اہل قبور زندہ کر دیے جائینگے اور تمام انسان ایک میدان میں جمع ہونگے جہاں انہیں انکا نامۂ اعمال ملے گا اور سب کو انکے اعمال کے مطابق جزا دی جائیگی۔ نیک لوگوں کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں اور برے لوگوں کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا۔ نامۂ اعمال کی تقسیم کے بعد نیک اعمال والوں کو جنت اور بُرے لوگوں کو دوزخ میں داخل کر دیا جائیگا۔ جنت ودوزخ وہ مقام ہیں جہاں اعمال کا صلہ ملتا ہے۔ قرآن مجید میں موت کے بعد کے تمام تصورات انتہائی وضاحت کے ساتھ یوں مذکور ہے۔

"وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۞ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۞ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ" ۞ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا. وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ" ۞ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ" ۞ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ لا فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۞ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۞ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۞ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۞ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ" ۞ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًام بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۞ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۞ لا فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۞ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۞ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۞ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۞ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۞ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۞ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۞ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۞ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۞ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۞ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ" ۞ وَّلَا طَعَامٌ" اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۞ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۞ ."

"پھر جب صور پھونکا جائیگا۔ اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائینگے۔ پھر ایک ہی چوٹ سے ریزہ ریزہ کر دیے جائینگے۔ سو اس دن واقع ہونے والی قیامت واقع ہو جائیگی۔ اور آسمان پھٹ جائیگا اور غیر مستحکم ہو جائیگا۔ اس کے کناروں پر فرشتے ہونگے اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہونگے۔ اس دن تم سب سامنے پیش کیے جاؤ گے۔ تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا۔سو جسے اسکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا۔وہ (دوسروں سے) کہے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ مجھے تو پکا یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔پس وہ (مومن) ایک من پسند عیش میں ہوگا۔ بلند وبالا جنت (باغ) میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہونگے۔(ان سے کہا جائیگا) کہ مزے سے کھاؤ پیو (رہو) اپنے ان (نیک) اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں (یعنی دنیا) میں کیے۔لیکن جسے اسکا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہے گا کہ کاش مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا۔اور میں جانتا ہی نہیں کہ میرا حساب کیا ہے۔اے کاش کہ موت میرا کام ہی تمام کر چکی ہوتی۔میرے مال نے مجھے کچھ نفع نہ دیا۔میری سلطنت (ملکیت) خاک میں مل گئی۔(اور پھر) حکم ہوگا کہ اسے پکڑلو اور طوق پہنا دو۔اور دوزخ کی آگ میں ڈال دو۔پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے جکڑ لو۔یہ نہ تو عظمت والے اللہ (خدا) پر ایمان لاتا تھا اور مساکین کے کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔سو آج اسکا کوئی حمایت کرنے والا نہیں ہے۔اور نہ پیپ کے سوا اسکے لیے کوئی کھانا ہے۔جسے گناہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔" (سورۃ الحاقہ۔آیت ۱۳۔۳۷)

قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ میں نہایت وضاحت کیساتھ محشر اور جنت و دوزخ کی تفصیل بھی بتلائی گئی ہے۔اور اپنے پر اثر اسلوب میں واضح کر دیا گیا ہے کہ خدائے حق، اللہ عزوجل کو نہ ماننے والے اور نیک اعمال نہ کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم یعنی دوزخ ہے۔ جہاں انہیں خطرناک سزائیں دی جائیں گی اور نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کے لیے جنت ہے جہاں انہیں انکے نیک اعمال کی جزا ملے گی۔اور وہ جنت میں اپنی من پسند زندگی گزاریں گے۔

جنت:

(۳) جنت عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی باغ کے ہیں۔ جنت وہ جگہ ہے جہاں نیکوں کو حساب کتاب کے بعد انکی نیکی کی جزا اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی بنا پر رکھا جائیگا۔قرآن مجید میں اس کے کئی اور نام بھی مذکور ہیں مثلاً دارالسلام، دار القرار، دار الماویٰ وغیرہ۔ جنت اور اس کی نعمتیں کیسی ہیں اس بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے انکی تعریف سنی ہے اور نہ ہی انکا تصور کسی شخص کے دل میں پیدا ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔" (۴) یعنی جنت ایک ایسی خوبصورت جگہ کا نام ہے جس کے اندرونی ماحول کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

اسلامی عقیدے کے مطابق جنت زمین یا آسمان ایک خاص رقبے پر پھیلی جگہ نہیں بلکہ یہ ایک لامحدود مقام ہے۔ جنت کی صرف چوڑائی کے بارے میں قرآن مجید میں سورۃ آل عمران کی آیت ۱۳۳ میں مذکور ہے کہ اسکی چوڑائی زمین و آسمان کی وسعت سے برابر ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں باب الصلوۃ، باب الجہادم باب الصدقہ اور باب الریان۔ (۵) اوران میں سے ہرایک دروازے کی چوڑائی بارہ سوکلومیٹر ہے۔ (۶) جنت کی ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی ہے، اس کا سیمنٹ تیز خوشبودار مشک ہے اور اسکے پتھر موتی اور یاقوت ہیں اور اسکی مٹی زعفران ہے۔ (۷)

لیکن واضح ہو کہ جیسا کہ ہم نے پہلے ایک حدیث نقل کی کہ جنت کی نعمتوں کا تصور کسی انسان سے ممکن نہیں لہٰذا جن احادیث میں سونا، چاندی، زعفران یا دیگر نعمتوں کا ذکر ہے وہ دنیا میں موجودہ حالت کی طرح نہیں ہونگی بلکہ وہ نعمتیں اس سے کئی گنا قیمتی اور اعلیٰ ہونگی جسکا ادراک عقل انسانی کے لیے ممکن نہیں۔

جنت کا منظر:

جنت کے منظر کو بیان کرنا کسی بھی صاحب قلم کے لیے ممکن نہیں، کیونکہ اہل جنت کے لیے جنت میں جو مخفی نعمتیں رکھی گئی ہیں انکا علم کسی نفس کو نہیں اور نہ ہی انسانی عقل ان نعمتوں کو ادراک کرسکتی ہے۔ (۸)

"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا. أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ. نِعْمَ الثَّوَابُ. وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا."

"بیشک جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے۔ان کے لئے ہیشگی والی جنتیں ہیں،ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی،وہاں یہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔اور سبز رنگ کے نرم اور باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے۔ وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے کیا خوب بدلہ ہے،اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔"

(سورۃ الکھف۔آیت ۳۰۔۳۱)

" اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْن. اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ.وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ هلَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ . نَبِّئْ عِبَادِيْۤ اَنِّيْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم."

"متقی لوگ جنتی باغوں اور چشموں میں ہونگے۔(ان سے کہا جائیگا کہ) سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا،ہم سب کچھ نکال دیں گے وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہونگے۔نہ تو وہاں انہیں کوئی تکلیف چھوسکتی ہے اور نہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا مہربان ہوں۔"

(سورۃ الحجر۔آیت ۴۵۔۴۹)

"اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ هلَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ."

"جنتی لوگ آج کے دن اپنے (دلچسپ) مشغلوں میں ہشاش بشاش ہیں۔وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے.ان کے لئے جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور بھی جو کچھ وہ طلب کریں۔"

(سورۃ یٰس۔آیت ۵۵۔۵۷)

"پس وہ (مومن) ایک من پسند عیش میں ہوگا۔بلند و بالا جنت (باغ) میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہونگے۔(ان سے کہا جائیگا) کہ مزے سے کھاؤ پیو (رہو) اپنے ان (نیک) اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں (یعنی دنیا) میں کیے۔"

(سورۃ الحاقہ۔آیت ۲۱۔۲۴)

"اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔یہ وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھیں گے۔نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں گے نہ سردی کی سختی۔ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہونگے اور ان کے میوے اور گچھے نیچے لٹکے ہوئے ہونگے۔اور ان پر چاندی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برتنوں اوران جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہونگے ۔شیشے بھی چاندی کے ۔جن کو (ساقی نے) اندازے سے ناپ رکھا ہوگا۔اور انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل کی ہوگی۔ جنت کی ایک نہر جس کا نام سلسلبیل ہے۔اور جن کے اردگرد گھومتے پھرتے ہونگے وہ کم سن بچے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جب تو انہیں دیکھے تو سمجھے کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔تو وہاں جہاں کہیں بھی نظر ڈالے گا سراسر نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت ہی دیکھے گا۔ان کے جسموں پر سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا۔اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا' (کہا جائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کا بدلہ اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی۔" (سورۃ الدہر۔آیت ۱۲۔۲۲)

"اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا. حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا.
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا. وَّ كَاْسًا دِهَاقًا."

"یقیناً پرہیزگار لوگوں کے لئے کامیابی ہے۔باغات ہیں اور انگور ہیں ۔ اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں ۔ چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں۔اور وہاں نہ تو وہ بیہودہ باتیں سنیں گے اور نہ ہی جھوٹیں باتیں سنیں گے۔" (سورۃ النباء۔آیت ۳۱۔۳۵)

"جنت کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا زمین و آسمان کے مابین ہے۔" (صحیح بخاری۔کتاب الجہاد والسیر ۔باب ۴۹)

حور:

جیسا کہ ہندو دھرم میں ہم نے "اپسرا" کے متعلق پڑھا۔ اسلامی اصطلاح میں اسے "حور" کہا گیا ہے۔تاہم اس میں کچھ مختلف تصور بھی ہے۔قرآن واحادیث کی انکی خوبصورتی کے متعلق کئی مقامات پر بیان ملتا ہے۔ جنت میں حوریں نازک،نورانی جسم والی،اور ناز والی ہیں، بیشتر احادیث اور آیات میں ان کی آنکھیں بڑی اور موتی مذکور ہیں کیونکہ بڑی اور موٹی آنکھیں حسن کی علامت ہیں۔اہل جنت ان سے جماع کرینگے لیکن واضح ہو کہ جنت ہر قسم کی بیہودہ اور لغو اور کراہت سے پاک ہوگی۔ذیل میں قرآن وحدیث سے حور کے متعلق چند نکات تحریر کیے جا رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وہاں (شرمیلی) نیچی نگاہ والی حوریں ہونگی جنہیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ وہ حوریں گویا ہیرے اور موتی ہونگی۔"

(سورۃ الرحمٰن۔آیت ۵۶۔۵۸)

"اوران (اہل جنت) کے پاس نیچی نظروں، بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہونگی۔"

(سورۃ الصافات۔آیت ۴۹)

"بیشک متقین امن چین کے مقام (جنت) میں ہونگے۔باغات اور چشموں میں۔وہ باریک اور ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔اسی طرح ہوگا۔اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کردیں گے۔" (سورۃ الدخان۔آیت ۵۱۔۵۴)

"اگر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت دنیا میں (لمحہ بھر کیلئے) جھانک لے تو مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کردے اور فضا جو خوشبو سے بھر دے۔"

(بخاری شریف۔کتاب الجہاد، باب الحور العین و صفتھن ۲۷۹۶)

دوزخ:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ دوزخ اس جگہ کا نام ہے جہاں گناہگاروں اور بدکاروں کو سزا دی جائیگی۔لہٰذا دوزخ کا معاملہ جنت کے بالکل برعکس ہی ہے۔یعنی جنت کا منظر جس قدر حسین بتایا گیا ہے دوزخ اسی قدر وحشت ناک اور بدترین جگہ ہے۔

قرآن مجید میں دوزخ کے لیے جہنم اور نار کا لفظ استعمال ہوا ہے۔اہل کفر یعنی خدائی احکام کا انکار کرنے والے دوزخ کے مستحق ہیں۔دنیاوی زندگی میں خدا کی مرضی چھوڑ کر اپنی خواہش پر چلنے والوں کے لیے قرآن وحدیث میں متعدد وعیدیں ملتی ہیں جس میں دوزخ کے خوفناک منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ذیل میں قرآن مجید سے چند آیات نقل کی جارہی ہیں:

" هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ."

"یہی وہ دوزخ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا اپنے کفر کا بدلہ پانے کے لئے آج اس (جہنم) میں داخل ہوجاؤ۔" (سورۃ یٰس۔آیت ۶۳۔۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ. وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ. اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ. تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ. كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ. قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا."

"اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے۔ جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور سے کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہے کہ (ابھی) غصے کے مارے پھٹ جائے جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی (خدا کے عذاب سے) ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا۔ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا۔" (سورۃ الملک۔ آیت ۶۔۹)

"(اور پھر) حکم ہوگا کہ اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔ اور دوزخ کی آگ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے جکڑ لو۔ یہ نہ تو عظمت والے اللہ (خدا) پر ایمان لاتا تھا اور مساکین کے کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔ سو آج اسکا کوئی حمایت کرنے والا نہیں ہے۔ اور نہ پیپ کے سوا اسکے لیے کوئی کھانا ہے۔ جسے گناہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھائیگا۔" (سورۃ الحاقہ۔ آیت ۳۰۔۳۷)

"اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا. لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا. لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا. لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا. اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا. جَزَآءً وِّفَاقًا."

"بیشک دوزخ گھات میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا وہی ہے۔ اس میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے۔ نہ کبھی اس میں خنکی کا مزہ چکھیں گے، نہ پانی کا۔ سوائے گرم پانی اور (بہتی) پیپ کے۔ جو جہنمیوں کے جسموں سے نکلے گی (ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا۔" (سورۃ النباء۔ آیت ۲۱۔۲۶)

اسلام میں راہِ نجات:

گزشتہ عنوانات کے تحت ہم نے جنت کی نعمتوں کا کچھ ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت ایک پُر عیش و عشرت، راحت و سکون، دلکش اور انتہائی خوبصورت مقام کا نام ہے۔ لیکن یہ محض تمنا و خواہش سے حاصل نہیں کی جا سکتی بلکہ اسکے لیے رضائے الٰہی اور اسلام پر ایمان لاتے ہوئے نیک اعمال کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ الرعد کی آیت ۲۳ اور ۲۴ میں ارشاد خداوندی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ:

''ابدی جنتوں میں لوگ خود بھی داخل ہونگے اور انکے آباؤ اجداد، انکی بیویوں اور اولادوں میں جو نیک ہونگے وہ بھی انکے ساتھ جنت میں جائینگے۔ جنت کے ہ دروازے سے فرشتے اہل جنت کے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر۔ یہ جنت تمہارے صبر کا نتیجہ ہے آخرت کا گھر تمہیں مبارک ہو۔''

اسلامی تعلیمات کے مطابق ساری انسانیت حضرت آدمؑ اور حوا کی اولاد ہیں اور خدا کی نظر میں یکساں ہیں۔انسان کی نجات کے لیے ایک جیسے ہی اصول ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کے مطابق تمام انسانیت کے لیے بنیادی طور پر چار لوازمِ نجات ہیں۔

(۱) ایمان۔ (۲) عملِ صالح۔ (۳) تواصی بالحق۔ (۴) تواصی بالصبر۔

لوازِمِ نجات کے یہ چار شرائط ہمیں قرآن مجید کی سورۃ العصر میں ملتے ہیں۔اس سورت میں انسان کی کامیابی کی بلند ترین منازل کے لیے لوازم بیان نہیں کیے گئے ہیں بلکہ اس میں انسان کی نجات کے لیے کم از کم تقاضوں کو بیان کیا گیا ہے۔

''قسم ہے تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی۔ بیشک تمام انسان واقعی خسارے میں ہیں۔ سوائے انکے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور باہم مل کر حق کی تاکید کی اور صبر کی تلقین۔''

(قرآن مجید۔سورۃ العصر)

ایمان:

اسلامی اصول کے مطابق ایمان سے مراد ایک خدا یعنی اللہ پر، اسکے فرشتوں پر، حضرت محمد ﷺ اور ان پر نازل کردہ کلام قرآن مجید سمیت تمام گزرے ہوئے پیغمبر اور انکی کتابوں پر یقین رکھنا ہے۔قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ میں انکا ذکر ہے۔

" اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ.

كُلٌّ " اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ "

''رسول اس (کتاب) پر ایمان رکھتے ہیں جو انکے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی، اور مومن بھی۔ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر، اور اسکے فرشتوں پر، اور اسکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابوں پر، اور اسکے رسولوں پر۔" (سورۃ البقرۃ۔آیت ۲۸۵)

ایمان کے متعلق ہم تعارفِ مذاہب کے باب میں تفصیل سے پڑھ آئے ہیں لہٰذا یہاں اسے دوبارہ بیان کرنا مضمون کو بلاسبب طول دینا ہوگا۔

عمل صالح:

ایمان کے بعد نجات کی دوسری شرط عمل صالح ہے۔ ہر ایسا فعل جو کسی ارادے سے، خاص مقصد کے تحت اور محنت و مشقت کے ساتھ کیا جائے عمل کہلاتا ہے۔ عمل صالح سے مراد نیک کام ہیں۔ عمل چاہے بظاہر اچھا ہی ہو حقیقی طور پر اس کے صالح ہونے کے لیے تین بنیادی شرائط ہیں۔

۱۔ نیک عمل کے پیچھے جذبۂ محرکہ صرف اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر کا حصول ہو۔

۲۔ نیک عمل معروف طریقے سے ہی انجام دیا جائے۔ مثلاً کوئی شخص مالدار لوگوں سے اس لیے مال چھینے تاکہ غرباء کی مدد کرسکے تو یہ جائز نہیں ہے۔

۳۔ عمل صالح حضرت محمد ﷺ کے طریقے کے خلاف نہ ہو۔ یعنی مذہبی رسومات یا دیگر نیک اعمال اسی طریقے پر انجام دیے جائیں جس طرح حضرت محمد ﷺ نے سکھایا۔

صالحات کا لفظ صرف ظاہری عبادات کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ نیکیوں کے لیے جامع ترین لفظ ہے۔ چنانچہ دینی لحاظ سے صالحات یعنی نیک اعمال سے مراد صرف نماز، روزہ، حج و زکوۃ کی ادائیگی نہیں بلکہ وہ تمام اخلاقی تعلیمات بھی ہیں جو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے بتلائیں۔ چنانچہ عمل صالح میں مذہبی رسومات کے علاوہ وعدے کی پاسداری، حق گوئی، ایمانداری، حیاء اور تمام اخلاقی باتیں شامل ہیں۔

تواصی بالحق:

تواصی بالحق سے مراد ہر اس بات کا اقرار و اعلان اور ہر اس چیز کی دعوت و تلقین جو واقعی اور حقیقی ہو یا عقلاً ثابت ہو یا اخلاقاً واجب ہو۔ گویا تواصی بالحق کے معنوں چھوٹی سے چھوٹی اخلاقی نصیحتوں سے لیکر اس سب سے بڑے حق کا اعلان بھی شامل ہے کہ تمام کائنات کا مالک حقیقی صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور صرف ایک واحد اللہ ہے۔ قرآن حکیم کی دیگر اصطلاحوں میں تواصی بالحق سے مراد "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" یعنی ہر نیکی اور بھلائی کی دعوت دینا اور اس کا حکم دینا اور ہر بدی اور برائی سے منع کرنا اور روکنا، یا لوگوں کو قرآن وسنت کی تبلیغ کرنا، مالک حقیقی کی معرفت حاصل کرنے اور صرف اسی کی عبادت اختیار کرنے کی دعوت دینا اور حق کے لیے جان ومال ہر لحاظ سے جدوجہد کرنا ہے۔

تواصی بالصبر:

"تواصی بالصبر سے مراد ناخوشگوار حالات میں استقامت کے ساتھ ڈٹے رہنا، مخالف قوتوں سے الجھنا اور اپنے نیک مقصد سے پیچھے نہ ہٹنا ہے۔ ایک صبر وہ ہوتا ہے جسے ہم سبھی جانتے ہیں اور عام زندگی میں یہ صبر ہمارے مشاہدے میں ہے۔ یعنی کسی حادثے، آزمائش اور برے حالات میں ماتم اور نالہ وفریاد کرنے کے بجائے اللہ سے اجر کی امید کے ساتھ صبر جمیل کیا جائے۔ دوسرا صبر وہ جسکی مثالیں ہمیں حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ میں کثرت سے ملتی ہیں یعنی حق کی راہ میں جدوجہد میں مختلف امتحانات، آزمائشوں اور مصائب پر ڈٹے رہنا اور ثابت قدمی کے ساتھ جدوجہد کی تلقین کی جائے۔"

(ماخوذ از: بیان القرآن۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

قرآن مجید اور وید میں یہ بات مشترک ہے کہ دونوں مقدس کتابوں کی ابتداء حمد وثنا سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی پہلی سورت الفاتحہ میں ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"

"ساری حمد اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔"

(قرآن مجید سورۃ نمبر ۱۔ الفاتحہ۔ آیت ۱)

اسی طرح رگوید میں ہے:

"اگنی کی حمد ہو۔ جو منتخب کیا گیا پیغمبر ہے۔" (رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۔ منتر ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی۔ باب ۷۔ عقیدہ بعد الموت اور راہِ نجات

۱۔ اتھروید کانڈ۲۔ سوکت ۱۰ منتر ۷، کانڈ ۹۔ سوکت ۵ منتر ۹، سوکت ۱ منتر ۹، کانڈ ۱۱۔ سوکت ۱ منتر ۳۵، کانڈ ۱۴۔ سوکت ۱ منتر ۱۹، وغیرہ

۲۔ یجروید ادھیاء ۱۵ منتر ۱۰ تا ۱۴۔ اتھروید کانڈ ۴ سوکت ۳۴ منتر ۲۔ وغیرہ

۳۔ اسلام میں جنت کا تصور بیان کرنا ایک طویل موضوع ہے۔ تمام باتیں یہاں بیان کرنا ممکن نہیں لہٰذا یہاں ہم مختصراً بحث کرینگے۔

۴۔ صحیح مسلم شریف . کتاب الجنة و صفة ۲۸۲۵

۵۔ صحیح بخاری شریف . کتاب الایمان ۱۷۹۸

۶۔ صحیح مسلم شریف . کتاب الایمان ۱۹۴

۷۔ ترمذی شریف . ابواب صفة الجنة ،باب الجنة و نعیمها: ۲۰۵۰

۸۔ القرآن مجید۔ سورۃ السجدۃ۔ آیت ۱۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب اور سائنس

کہتے ہیں کہ مذہب اس کائنات کے خالق (Creator) سے بحث کرتا ہے اور سائنس خالق کی پیدا کردہ خلق سے بحث کرتی ہے۔ لہٰذا جب ہم مذہب کی بات کرتے ہیں تو اس کائنات کے خالق کے ساتھ ہی یہ بات بھی ہماری فطرت چاہتی ہے کہ ہم جانیں کہ مذہب خالق کی تخلیق کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ اس کی اولین وجہ یہ بھی ہے کہ آج کا عقلیت پسند معاشرہ اس بات کو کافی اہمیت دیتا ہے کہ مذہب عقل کے خلاف ہو تو پھر بھی اس مذہب کو اپنانا دقیانوسی طریقہ اور غیر عقلی بات ہے۔ اور جس مذہب کی ہر بات سائنس وعقل کی کسوٹی پر بھی برحق ہو تو پھر ایک عقل پسند معاشرے کا انسان اُس سے روگرانی نہیں کرسکتا۔

بحر حال جب ہم خلق کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے ذہن یہ سوچتا ہے کہ یہ کائنات کیسے وجود میں آگئی۔ ظاہر و پوشیدہ امور پر مشتمل اس وسیع لامحدود کائنات کا تخلیق پانا محض اتفاقی نہیں بلکہ یہ ایک طویل المعیاد عمل رہا۔ جس کے متعلق مختلف اہل علم اور مذاہب نے اپنے اپنے صحائف کے مطابق علم کائنات کے مطابق مختلف اور منفرد تصور قائم کے۔ یہ کائنات، یہ زمین، یہ آسمان یہ تمام نظام کیا ہے؟ یہ عظیم الشان کس طرح وقوع پذیر ہوا؟ زمین وآسمان، چاند سورج ستارے ان سب کی ہیت کیا ہے؟ دنیا کی مختلف شریعتوں میں اسے کسی نہ کسی طرح سمجھنے کی کاوش کی جاتی رہی ہے۔ کبھی مذہبی فلسفیوں نے کائنات کا ازخود تخلیق کا نظریہ اپنایا تو کبھی یہ خیال رائج ہوا کہ یہ دنیا چپٹی ہے اور دیوتاؤں کا مجسم۔ عصرِ حاضر کی سائنس نے کائنات سے متعلقہ بہت سے سربستہ راز مختلف تجربات اور شہادتوں کے ذریعے معلوم کر لیے ہیں۔ کائنات کی ابتداء اجرامِ فلکی اور زمین کی ساخت وغیرہ کے متعلق آج ہمارے پاس کئی ایسے ٹھوس شواہد اور نظریات موجود ہیں جو ناقابل رد ہیں۔ کائنات کے متعلق کئی ایسے سائنسی نظریات ہیں جو ماضی میں درست مانے جاتے تھے، ترقی وارتقاء کے اس دور میں انہیں رد کر دیا گیا ہے۔ انکے بعد اب جو نظریات رائج ہیں، کوئی بعید نہیں کہ قریب مستقبل میں انہیں بھی رد کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسی صورت حال میں ہم صرف انہیں حقائق اور نظریات کا جائزہ لینگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنہیں حقیقتاً تسلیم کرلیا گیا ہے۔

مذاہب کی مقدس منابعات کو جدید سائنس کی روشنی میں پرکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ کتابیں خدائی کلام ہیں تو کائنات کے خالق کے ذاتی کلام میں کسی قسم کی سائنسی اغلاط کا کوئی بھی شبہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا توہم پرستی نہیں بلکہ عقل وبصیرت پر مبنی ہونا ضروری ہے۔ بقول اوسپنسکی "جو مذہب سائنس کی تکذیب کرے اور جو سائنس مذہب کی تکذیب کرے، وہ دونوں باطل ہوجاتے ہیں۔"

(Tartium Organum p.208)

اب ہم ہندودھرم اور اسلام کی مقدس منابعات کے ذریعے یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ یہ مذاہب ہمیں کائنات کے متعلق کیا معلومات فراہم کرتے ہیں۔

ہندو دھرم اور کائنات

ہندودھرم میں تخلیق کائنات کے بارے میں بہت سے متضاد خیالات پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک کتاب کا اپنا ایک نظریہ ہے۔ بعض ہندو فلاسفہ کے مطابق کائنات کی تخلیق ایک بار نہیں ہوئی بلکہ کئی مرتبہ ہوئی اسی لیے ان کتابوں میں تخلیق کے متعلق مختلف نظریات ملتے ہیں۔

کائنات کی تخلیق سے قبل کیا ماحول تھا؟ اس بارے میں رگوید منڈل ۱۰، سوکت ۱۲۹ کے ان تین منتروں میں ہے کہ:

"اس وقت عدم تھا اور نہ وجود۔ نہ عالمِ خلا کے پانی اور نہ اس سے دور آسمان تھا۔ کیا چیز انکا احاطہ کرتی اور وہ سب کچھ کہاں قائم ہوتا؟ اس وقت پانی بھی نہیں تھا۔ اس وقت نہ موت تھی نہ ابدی حیات، اور نہ دن رات کا کوئی فرق تھا۔ بے حرکت نفس اپنی قدرت کے ساتھ وہی ایک تھا، اسکے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ یہ سب (کل کائنات) بے نام ونشان اور غیر موجود صورت میں تھے۔ اس اولین تخم روح میں خواہش پیدا ہوئی۔ جسے عقلمندوں نے اپنی دانائی سے معلوم کرلیا کہ وہ عدم اور وجود کے باہم اتصال ہے۔ ان کی دانش کا خط ترچھا کھینچا گیا۔ اس خط کے اوپر اور نیچے کیا تھا؟ وہاں خالق اور عظیم طاقتیں تھیں۔ یہاں فعل اور اسکے اوپر قدرت تھی۔ کون فی الحقیقت یہ جانتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور کون اسے یہاں بیان کرسکتا ہے کہ کہاں سے یہ دنیا پیدا کی گئی۔ اور کہاں سے یہ خلقت وجود میں آئی۔ دیوتا تو اس دنیا کی پیدائش سے بعد کے ہیں تو پھر کون جانتا ہے کہ کب وہ پہلے پہل وجود میں آئی۔ وہ جو اس خلقت کا اولین سبب ہے۔ اس نے یہ سب بنایا بھی ہے یا نہیں۔ وہ کہ جسکی آنکھ عرشِ اعلیٰ سے دنیا پر حکومت کرتی ہے۔ وہ فی الحقیقت اس کو جانتا ہے یا وہ بھی نہیں جانتا؟''

ہندومت کی بیشتر تصانیف میں کائنات کو ایک قربانی کا نتیجہ بتایا گیا، لیکن اپنشد اور کچھ دیگر کتابوں میں تخلیق کائنات کو ایک جنسی فعل قرار دیا اور براہمہ کے انڈے سے تعبیر کیا گیا۔ ہندو دھرم کی اہم ترین مقدس کتاب رگوید میں تخلیقِ کائنات کو فلسفیانہ رنگ کے ساتھ ایک مقدس ہستی کی قربانی سے مستنبط کیا گیا۔ تخلیق کائنات سے بھی قبل موجود 'پرجاپتی' کو اولین مخلوق مانا جاتا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق براہمہ نے پرجاپتی کی قربانی کی اور اس سے کائنات تخلیق کی۔ اولین قربان شدہ انسان پرجاپتی کی شان میں منظوم رگوید کے مندرجہ ذیل منتر میں بیان ملتا ہے کہ۔

''جب دیوتاؤں نے پہلے انسان کی اپنے شکار کی حیثیت سے قربانی کی۔ موسم بہار کو پگھلا کر مکھن کر دیا گیا، گرمی کو ایندھن اور خزاں کو اس کا چڑھاوا بنایا گیا، اس سب کو قبول کرنے والی سے منجمند مکھن یکجا کیا گیا، اسی سے اس نے مرغان ہوا۔ درندوں اور چرندوں کو بنایا۔''

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰۔ منتر ۶۔۹)

اسی پرجاپتی کا نظریہ ہمیں فلسفہ پر مبنی ہندو دھرم کی مقدس کتاب اپنشد کے ان اشلوک میں بھی ملتا ہے جس میں تخلیق کائنات کو مکمل تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ براہدارنیک اپنشد کے ان اشلوک کو پڑھیں۔

۱ یہاں پہلے کچھ نہ تھا۔ کائنات میں سب کچھ موت سے ڈھکا ہوا تھا۔ یہی خواہش موت ہے۔ کہ میں من والا ہو جاؤں اُس نے اپنی خواہش سے من پیدا کیا۔ پھر اُس نے خود ہی پوجا کرنی شروع کی۔ پوجا کرتے ہوئے پانی پیدا ہوا۔ یہی آگ کا جوہر ہے۔ جو اس طرح آگ کا جوہر جانتا ہے اُسے سکون حاصل ہوتا ہے۔

۲ پانی ہی آگ ہے۔ سو پانی میں جو جھاگ تھی وہ سخت ہوگئی اور آخر کار زمین بن گئی۔ زمین کی تخلیق کے بعد ہرنیا گربھا تھک گیا اور اُس تھکے ہوئے کا جوہر آگ بن گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳ اُس نے خود کو تین (حصوں) میں تقسیم کیا۔ سورج تیسرا ہے، ہوا تیسری ہے، غرض کہ یہ پران تین صورتوں میں نمودار ہوا۔ اس کا سر مشرق سمت ہے۔ اور دونوں بازو اور پیٹھ مغرب سمت ہے اور دونوں گوشے پٹھے، سمت جنوب و شمال دونوں پہلو ہیں۔ اسکی پیٹھ آسمان ہے۔ اسکا پیٹ خلا ہے۔ اور اسکا سینہ زمین ہے۔ یہ پران پانی میں قیام رکھتا ہے۔ اس بات کا جاننے والا جہاں کہیں جاتا ہے عزت پاتا ہے۔

(برہدارنیک اپنشد۔ ادھیائے ا۔ برہمن ۲)

مندرجہ بالا منتروں میں تخلیق عالم محض ایک خواہش بتلائی گئی ہے۔ رگوید نے اسے قربانی کا نتیجہ قرار دیا۔ اسکے مطابق دیوتاؤں نے پرجاپتی کی قربانی کے بعد اسکے مختلف اعضاء سے اجرام فلکیات تخلیق کیں۔ رگوید کے مطابق یہ آسمان، چاند، ستارے، سورج اور زمین سبھی پرجاپتی سے اخذ ہے۔ رگوید کے رشی کہتے ہیں۔

"چاند اسکے دماغ سے طلوع ہوا، اسکی آنکھ سے سورج پیدا ہوا، اسکے منہ سے اندر اور اگنی پیدا ہوئے اور اسکی سانسوں سے ہوا کو پیدا کیا گیا، اسکی کمر سے فضا ظاہر ہوئی، اور اسکے سر سے آسمان اور اسکے پیر سے زمین اور اسکے کان سے چار سمت۔ اس طرح یہ دنیا تخلیق کی گئی۔"

(رگوید۔ ۱۰ سوکت ۹۰۔ منتر ۱۳۔۱۴)

اپنشد اگرچہ فلسفیانہ علوم کی کتاب ہے مگر ہمیں اجرام فلکی اور زمین و آسمان کی تخلیق کے متعلق جو معلومات فراہم کرتی ہے وہ اس طرح ہے۔

"سورج برہما ہے۔ پہلے یہ است تھا پھر ست ہوا۔ پھر بڑھا، پھر انڈا بنا جو سو سال تک رکھا رہا۔ اسکے بعد وہ پھٹا تو اس کے دو حصے ہوگئے جو چاندی اور سونا بنے۔ جو چاندی تھی وہ زمین بن گئی اور جو سونا تھا وہ آسمان۔ جو موٹی جھلی تھی وہ پہاڑ، جو پتلی جھلی تھی وہ بادل اور کوہر جو رگیں تھی وہ دریا اور جو مثانے کا پانی تھا وہ سمندر بن گیا۔" (چھاندوگیہ اپنشد۔ ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۹۔ اشلوک ۱)

"جس طرح مکڑی جالا بنتی ہے، جس طرح زمین میں نباتات اُگتی ہیں، جس طرح انسان کے بال اور ناخن ہوتے ہیں، اسی طرح یہ کائنات غیر فانی سے پیدا ہوئی ہے۔"

(مُنڈک اپنشد۔ کھنڈ ا۔ اشلوک ۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مورخ ہنداے ایل باشم کے مطابق ویدوں میں کائنات ایک بہت سیدھا سادا معاملہ تھی جو نیچے ایک چپٹی مدور زمین ہے اور آسمان جس میں سورج اور چاند ستارے حرکت کرتے تھے اور دونوں کے درمیان فضا پر مشتمل تھی، جو چڑیوں، بادلوں، اور نیم دیوتاؤں کا مسکن تھی۔(۱)

(کائنات کے متعلق) ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ کائنات بیضوی شکل کی ہے، برہما یا برہما کا انڈہ۔ یہ اکیس علاقوں یا منطقوں میں تقسیم ہے جس میں سے اوپر سے زمین ساتویں نمبر پر آتی ہے۔ زمین کے اوپر چھ آسمان تھے جن میں مسرتیں اور برکتیں تھیں۔ زمین کے نیچے پاتال کے سات طبقات تھے یعنی تحت الثریٰ جو ناگوں اور دوسرے افسانوی وجودوں کا مسکن تھے۔(۲)

پران میں بھی کائنات کو ایک انڈے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پران میں لکھا ہے۔

"ہر طرف پانی ہی تھا۔ وشنو نے پانی میں انڈا دیا۔ اور وہ خود اس انڈے میں ایک کبیر جسامت میں داخل ہو گیا۔" (شیو پران: تخلیق)

اس کے علاوہ مہابھارت میں بھی تخلیق کائنات سے متعلقہ ایک اقتباس ملتا ہے۔

"شروع میں تمام مخلوقات کو بھوکا پیدا کیا گیا۔ مدد کرنے کے لیے سورج نے اپنے آپ کو نصف برس کے لیے شمال کی طرف جھکا لیا اور نصف برس جنوب کی طرف جھک کر بخارات جمع کیے۔ چاند نے ان بخارات کو بادلوں میں تبدیل کر دیا اور ان بادلوں نے بارش بھیجی اور یہ زمین بن گئی جو زندگی کو نشو و نما بخشتی ہے اور اس کے ساتھ ہی چھ قسم کی لذتیں بھی فراہم کرتی ہے۔"

(مہابھارت۔ باب ۸)

یہاں ہم انتہائی وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اب تک قارئین کو ہندو دھرم میں تخلیق کائنات کا معاملہ مکمل اور صحیح طریقے سے سمجھ نہیں آیا ہوگا۔ اور اسے سمجھنا کسی بھی طالب علم کے لیے انتہائی مشکل ہے، کیونکہ ویدوں اور اپنشدوں میں یہ تصور مختلف اور تضادات سے پر ہے۔

ابتدائی انسان:

دنیا میں مخلوقات کی تخلیق کے بارے میں اپنشد میں ہے کہ:

ابتداء میں ایک ہی روح تھی۔ یہ روح جب اپنے ارد گرد دیکھتی تو اسے اپنے سوا کچھ نظر نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتا۔ یہ روح پکارتی! یہاں میں ہوں' تب اس لمحے سے ''میں'' کا تصور قائم ہوا اور ''میں'' نے وجود پایا۔ وہ تنہا تھا اسی لیے اب بھی تنہائی میں (انسان) خوف محسوس کرتے ہیں۔ تب اس نے سوچا کہ میں تنہا کیوں خوفزدہ ہوں؟ کیونکہ میرے سوا یہاں کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح خوف دور بھاگ جائیگا۔

وہ خوش نہیں تھا اسی لیے آج بھی کوئی انسان اکیلا ہوتا ہے تو وہ خوش نہیں ہوتا۔ وہ روحِ اول ایک ساتھی کی خواہشمند تھی۔ اس نے ایک مرد اور عورت کو مربوط صورت میں بنایا۔ پھر اسے دو حصوں میں علیحدہ کیا، مرد شوہر بن گیا اور عورت بیوی۔ یعنی ابتداء میں مرد اور عورت ایک ہی جسم میں تھے' پھر اس میاں بیوی نے جفتی کی اور ان سے مخلوق پیدا ہوئی۔

تب اس عورت نے سوچا کہ میں اور میرا خاوند ایک ہی روح سے پیدا ہوئے ہیں اس لیے ہمیں آپس میں جفتی کرنا غلط ہے۔ اس لیے اس نے خود کو چھپالیا اور گائے بن گئی۔ اسکا خاوند (منو) بیل بن گیا اور انہوں نے پھر صحبت کی' اس سے حیوان پیدا ہوئے' پھر وہ گھوڑی بن گئی اور وہ گھوڑا بن گیا اور انکے اختلاط سے گھوڑے پیدا ہوئے۔ اس طرح تمام زندہ مخلوق پیدا ہوئی' یہاں تک کہ کیڑے مکوڑے بھی ایسے ہی پیدا ہوئے۔

(برہدارنیک اپنشد۔ ادھیائے ا۔ برہمن ۴)

بیشتر کتابوں میں اس پہلے انسان کو 'منو' کہا گیا ہے۔ ویدوں میں اسکا تفصیل سے ذکر ہے۔ مہابھارت میں منو کے بارے میں ہے کہ:

منو کو اعلیٰ علم و حکمت سے سیراب کیا گیا اور وہ ساری نسل انسانیت کا مورث بنا۔ اسی لیے انہیں مانو کہا جاتا ہے۔ تمام لوگ بشمول برہمن، کشتری اور دیگر منو کی ہی اولاد ہیں۔

(مہابھارت۔ کتاب ا۔ آدی پروا، سمبھو پرو)

گردشِ سورج:

نظامِ شمسی کے متعلق رگوید میں ہے کہ:

''ورن نے سورج کے لیے ایک وسیع راستہ بنایا جس پہ سورج سفر کرتا ہے۔''

(رگوید۔ منڈل ا۔ سوکت ۲۴۔ منتر ۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سنہری کرنوں والا سورج زمین و آسمان کے درمیان اپنے مدار میں چل رہا ہے۔''

(رگوید۔منڈل ا۔سوکت ۳۵۔منتر ۹)

عرصہ دراز تک یونانی اور یورپی فلاسفر یہ مانتے رہے ہیں کہ زمین کائنات کا مرکز ہے اور چاند، سورج اور تمام سیارے اسی کے گرد گھوم رہے ہیں۔ یہ غالباً اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ہندو منابعات کے مطابق زمین و آسمان کی کیفیت:

ہندوؤں کی قدیم کتاب پران میں اس دور کے مختلف مصنفین اور ماہرین نے زمین و آسمان کی کیفیت بیان کی ہے۔ پران کے مطابق زمین و آسمان کے سات طبقات پائے جاتے ہیں البتہ پران کائنات کو برہما کے انڈے سے تشبیہ دیتی ہے۔ البتہ ویدوں میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔

''دودھ کیساتھ خالص آب حیات، قوت تولید والے نطفہ کو اور شراب سے پیشاب کو وہ پیدا کرتا ہے''

(یجروید ادھیاء ۱۹ منتر ۸۴)

''یہ زمین پکتے ہوئے چاولوں کی ہنڈیا کی طرح آسمان کا ڈھکنا ہے۔''

(اتھروید کانڈ ۱۱ سوکت ۳ منتر ۱۱)

''اس نے دونوں زمین و آسمان کو دو کٹوروں کی طرح باہم باندھ دیا ہے۔''

(رگوید منڈل ۳ سوکت ۵۵ منتر ۲۰)

''بادل اگنی (آگ) ہے۔ ہوا اسکا ایندھن ہے۔ بخارات دھواں ہیں۔ بجلی شعلہ ہے۔ بجرا انگارا ہے۔ کڑک چنگاریاں ہیں۔'' (اپنشد۔ادھیائے ۵۔کھنڈ ۵۔اشلوک ۱)

''جتنے عرصے سورج مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے اُس سے دُگنے عرصے جنوب سے نکلتا ہے اور شمال میں ڈوبتا ہے۔'' (چھاندوگیہ اپنشد۔ادھیائے ۳۔کھنڈ ۷۔اشلوک ۴)

''چھ مہینوں میں سورج شمال کی طرف سے طلوع ہوتا ہے۔''

(چھاندوگیہ اپنشد۔ادھیائے ۵۔کھنڈ ۱۰۔اشلوک ۲)

کچھ مذہبی عقائد کے مطابق قیامت کے وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اسکی تصدیق تقریباً دنیا کا ہر مذہب کرتا ہے لیکن یہاں اپنشد نے جو خیال پیش کیا ہے وہ ہمیں کہیں نہیں ملتا۔ کسی ایک روز یا چھ مہینے، سورج کا شمال سے طلوع ہونا صریحاً عقل کے خلاف ہے۔ اسی طرح وید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارہا بہت سے مقامات پر اعلان کرتی ہے کہ زمین مستحکم اور غیر محرک ہے۔ چند منتر ملاحظہ کیجیے۔

''وشنو (خدا) زمین کو میخانوں کے ساتھ استحکام سے ٹھہرائے ہوئے ہے۔''

(یجروید۔ادھیاء۵۔منتر۱۶)

''اندر اس غیر محرک زمین کی حفاظت کرتا ہے۔'' (اتھروید۔کتاب ۱۲۔باب ۱۔منتر ۱۱)

''خدا نے اس زمین کو مستحکم بنایا ہے۔'' (یجروید۔ادھیاء۳۲۔منتر۶)

''زمین نے اپنے بازوں سے آسمان کو ہمارے اوپر اٹھایا ہوا ہے۔''

(اتھروید۔کانڈ ۱۸ سوکت ۳۔منتر ۳۵)

''اندر نے ڈگمگاتی ہوئی زمین کو ثابت قدم کیا۔'' (رگوید منڈل ۲۔سوکت ۱۲۔منتر ۱۲)

''یہ بادل مضبوط ہیں۔یہ زمین اور اسکے پہاڑ بھی مضبوط ہیں۔اس دنیا میں ہر جاندار شے مضبوط ہے۔'' (رگوید۔منڈل ۲۔سوکت ۱۲۔منتر ۲)

''خدا نے ڈگمگاتی ہوئی زمین کو مضبوطی کے ساتھ ٹھہرا دیا۔ ملتے ہوئے پہاڑوں کو سکون پر قائم کیا۔''

(رگوید منڈل ۱۰۔سوکت ۱۷۳۔منتر ۴)

بادل ملائم ہوتے ہیں یا مضبوط؟ یہ بات ان پڑھ جاہل بھی جانتے ہیں۔ البتہ بہت سے نہ جاننے والے کو ہم مطلع کر دیں کہ پانچویں کلاس کا طالبعلم بھی یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ زمین ساکن نہیں بلکہ گھوم رہی ہے۔ لیکن وید کی تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ اس زمین کو وشنو نے روکا ہوا ہے۔ اسکے علاوہ ان حوالاجات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ویدوں کے مطابق زمین کی طرح آسمان بھی ایک مادی اور جسمانی وجود رکھتی ہے جو کہ سہارے یعنی ستونوں کے محتاج ہیں۔ نظام شمسی کے علاوہ اگرچہ جدید سائنس کے متفقہ نظریات ہندو دھرم کے علمِ کائنات کا شدید رد کرتے ہیں۔ لیکن ویدوں میں ایسی معلومات کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ قدیم زمانے میں ویدک رشیوں نے پہاڑوں سے جو کچھ دیکھا وہی بیان کیا ہے۔ البتہ یہاں سائنسی معیار پر دونوں باتوں سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ وید غیر منطقی اور غیر الہامی کتب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور کائنات

قرآن مجید میں ہندو منابعات کی طرح کائنات کے متعلق کوئی مبہم تصور نہیں، بلکہ واضح اشارات ہیں۔ البتہ یہ خیالات دیگر مذہبی کتابوں کے برعکس ہے۔ تخلیق کائنات کے متعلق اسلامی نقطہ نگاہ یہ ہے کہ کائنات چھ ادوار میں تخلیق کی گئی۔ تخلیق کائنات سے بیشتر صرف خدا کی ہی ذات موجود تھی۔ اور مادی اشیاء میں صرف پانی کا وجود تھا جس پر عرش الٰہی تھا۔ باقی خلاء محض دھواں یا گیس تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس کے ذرات کو متحد کر کے ایک بڑی کمیت تخلیق کی۔ گولہ نما شکل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا جس سے کہکشائیں وجود میں آئی۔ ان کہکشاؤں سے سورج، چاند، ستارے، اور سیارے علیحدہ کیے۔ زمین میں پہاڑ بنائے اور اس میں روئیدگی کی قوت رکھی۔ (۳)

تخلیق کائنات کے متعلق یہ معلومات مختلف اسلامی اسکالر نے قرآن مجید کی ان آیات سے اخذ کیں ہیں جن میں یہ تمام باتیں وضاحت کیساتھ درج ہیں۔ مندرجہ بالا عوامل کی بابت ہمیں قرآن مجید کی یہ آیات بتاتی ہیں۔

''اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ یوم (ادوار) میں آسمان و زمین کو پیدا کیا اور اسکا عرش پانی پر تھا۔''

(قرآن مجید۔ سورۃ ھود۔ آیت ۷)

''کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائی پھر کیا یقین نہیں کرتے؟''۔

(قرآن مجید۔ سورۃ الانبیاء۔ آیت ۳۰)

''پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ ایک دھواں سا (گیس) تھا، تو اس نے زمین و آسمان سے کہا کہ تم اطاعت کرو۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ حم السجدۃ۔ آیت ۱۱)

زمین و آسمان کی اطاعت کرنے سے مراد کیا ہے؟ اس کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

''اسے حکم ہوا کہ سورج چاند ستارے طلوع کرے۔'' (تفسیر ابن عباسؓ)

قرآن مجید کائنات کی تخلیق کے بعد کائنات کے پھیلنے کے متعلق بتاتا ہے کہ یہ کائنات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ کہکشاؤں اور سیاروں کے درمیان فاصلے بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

''اور ہم نے آسمان کو قوت کے ساتھ بنایا۔ اور بیشک ہم وسیع کر رہے ہیں۔''

(قرآن مجید۔ سورۃ الذریٰت۔ آیت ۴۷)

ابتدائی انسان:

قرآن مجید کے مطابق انسانی کی ابتداء ''آدمؑ'' اور انکی بیوی حوا سے ہوئی۔ قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے:

''اے لوگوں! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جان سے، اس سے اسکا جوڑا بنایا۔ پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیے۔''

(سورۃ النساء۔ آیت ۱)

منو یعنی آدمؑ کو جو گیان ملنے کا ذکر مہابھارت میں تھا، وہی قرآن میں بھی ہے۔ سورۃ البقرہ میں ہے:

''اور اس نے آدمؑ کو سب (اشیاء کے) نام سکھائے۔'' (سورۃ البقرۃ۔ آیت ۳۱)

نظام شمسی اور گردش سورج:

قرآن مجید کے مطابق تمام سیارے بشمول زمین سورج کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اور سورج اور چاند بھی اپنے اپنے مدار میں حرکت کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہمیں قرآن مجید کی ان آیات میں ملتی ہیں۔

''اور وہ جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ الانبیاء۔ آیت ۳۳)

''سورج کی مجال نہیں کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ یٰسین۔ آیت ۴۰)

''سورج اپنے مقرر راستے پر چل رہا ہے۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ یٰسین۔ آیت ۳۸)

زمین و آسمان کی کیفیت:

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر زمین و آسمان کی ہیئت و کیفیت اور انکے عوامل کے بارے میں بتایا ہے۔ ان میں سے چند آیات درج ذیل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں و میخیں (کیل) نہیں بنایا۔؟''

(قرآن مجید۔سورۃ النباء۔آیت ۶۔۷)

''اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ زمین جھکے نہ۔''

(قرآن مجید۔سورۃ الانبیاء۔آیت ۳۱)

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو چلاتا ہے پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے پھر وہ انہیں تہہ در تہہ کر دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے درمیان سے بارش نکلتی ہے اور آسمانوں میں (جو اولوں کے) پہاڑ ہیں ان سے اتارتا ہے اولے۔''

(قرآن مجید۔سورۃ النور۔آیت ۴۳)

کائنات اور جدید سائنس

موجودہ دور سائنسی دور ہے۔ معاشرتی نظریات کے علاوہ مذہبی عقائد میں بھی اب سائنس پسندی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کسی بھی مذہبی عقیدے کو اپنانے سے پہلے ایک عقلیت پسند شخص اس بات پر غور وفکر ضرور کرتا ہے کہ آیا یہ عقیدہ سائنس و منطق کے خلاف تو نہیں۔

موضوع کے اعتبار سے اگرچہ اسے پہلے بیان کرنا تھا لیکن چونکہ ہمارا مقصد دونوں مذاہب کی کائنات کے متعلق فراہم کردہ معلومات کا تقابل کرنا ہے چنانچہ ضروری تھا کہ اسے آخر میں بیان کیا جائے تا کہ مذہبی نظریات جاننے کے بعد قارئین جدید سائنس کے مستند نظریات اور مسلمہ حقائق کی روشنی میں اپنے فہم کا استعمال کرتے ہوئے حق و باطل کا فیصلہ کرلیں۔

تخلیق کائنات:

ماہرین فلکیات تخلیق کائنات کی وضاحت ''بگ بینگ'' نامی نظریے سے کرتے ہیں۔ یہ تصور تقریباً ساٹھ ستر برس پہلے دریافت کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق آج سے کھربوں سال پہلے کائنات، سورج چاند ستارے کسی کا بھی وجود نہ تھا۔ صرف روشنی تھی جو مادے کی ابتدائی شکل کی حیثیت سے ہائیڈروجن گیس بن گئی۔ بعد میں اس ہائیڈروجن گیس کے ذرات مل کر ایک عظیم کیمیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(Primary Nebula) کی صورت اختیار کر گئی۔ ہائیڈروجن گیس کے ذرات کے باہم تصادم سے اسقدر حرارت پیدا ہوئی کہ ایک انفجار (دھماکے) کے نتیجے میں یہ کیمیت مختلف ٹکڑے ہوگئی اور کہکشائیں وجود میں آئیں۔اور یہ کہکشائیں مزید چاند، ستارے، سیارے وغیرہ میں تقسیم ہوگئیں۔

پھر ۱۹۲۰ء میں امریکی ماہر فلکیات ''ایڈون ہبل'' نے یہ بات ثابت کی کہ ماضی میں ہونے والے انفجار کے نتیجے میں کہکشاؤں کے درمیان فاصلہ بڑھتا جارہا ہے اور یہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے جیسا کہ ہمیں قرآن مجید بتاتا ہے۔

نظام شمسی اور گردش سورج:

سورج اپنے ایک خاص مدار میں گھوم رہا ہے، یہ بات قدیم زمانے سے تسلیم کی جاتی رہی ہے لیکن سن ۱۶۰۹ء میں ایک جرمن سائنسدان ''جوہانس کیپلر'' نے یہ انکشاف کیا کہ تمام سیارے بیضوی مدار میں سورج کے گرد گھومتے ہیں۔ اسکے بعد مزید تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ سورج بھی اپنے محور کے گرد گھومتا ہے۔سورج خلا میں تقریباً دوسو چالیس کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتا ہے۔

زمین و آسمان کی کیفیت:

ماہرین ارضیات کے مطابق زمین کا نصف قطر تقریباً ۶۰۳۵ ہے اور Crust یعنی وہ سطح جس پر ہم رہتے ہیں بہت ہی باریک ہے۔لہٰذا اسکے جھولنے اور ڈگمگانے کے بہت امکانات ہو سکتے تھے۔لیکن پہاڑ ان کو سنبھالے ہوئے ہیں جیسے میخیں خیمے کا سنبھالے رکھتی ہے تاکہ زمین نہ جھکے۔

خلاصہ کلام:

اپنشد، مہابھارت، ویدا اور قرآن مجید علم کائنات کے بابت کیا بتاتے ہے، یہ ہم نے مختلف حوالوں کے ساتھ پڑھا اور جانا۔ ہم یہاں پھر سے یاددہانی کرادیں کہ وید، اپنشد، اور قرآن کو جدید سائنس کی روشنی میں جانچنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ کتابیں خدائی کلام ہیں تو کائنات کے متعلق اس میں کوئی غلط مفروضہ ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ خدا ہی اس کائنات کا خالق ہے اسکے ذاتی کلام میں کسی قسم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سائنسی اغلاط کا کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے یہاں دونوں مذاہب سے حوالے بیان کیے ہیں۔ اب کون سی کتاب اور مذہب نے اسے من وعن سائنسی نظریات کے عین مطابق بیان کر کے خود کو حق ثابت کیا ہے اس بات کا بلا تعصب یہ فیصلہ کرنا قارئین کی ذمہ داری ہے۔

حواشی: باب ۷ ۔ سائنس

۱۔ ہندوستانی تہذیب کی داستان ۔ ضمیمہ جات ۔ علم کائنات اور جغرافیہ

۲۔ ایضاً

۳ ماخوذ از: اسلام کا نظام فلکیات ۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکام وتعلیمات

اس باب میں ہم ہندو دھرم اور اسلام کے احکام وتعلیمات کا جائزہ لینگے جس میں اشیائے ممنوعہ، حکایات اور اخلاقی تعلیمات کا مطالعہ کرینگے۔ اگر چہ یہ بھی حقیقت ہے کہ آج دنیا کے بیشتر مذاہب کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا جاتا لیکن مذہب میں یہی وہ امر ہے جس سے معاشرے میں مختلف قسم کے اثرات رقم ہوتے ہیں اور یہ اپنے پیروکاروں کی زندگی کو براہ راست متاثر کرتی ہے۔

ہندو دھرم کے احکام و تعلیمات

اب ہم اس موضوع پر پہنچ چکے ہیں جہاں حقائق لکھتے ہوئے مصنف پر جانبداری کا الزام بھی لگایا جاسکتا ہے۔ صرف راقم ہی کیا' بلکہ بہت سے مغربی علماء جنہوں نے مذاہب کی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ کیا، اور جب اس موضوع پر پہنچے تو یا انکے قلم رک گئے یا پھر ان پر جانداری کا الزام لگا دیا گیا۔ دراصل ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم ان مقدس کتابوں کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہیں تو وہ حقائق سامنے آتے ہیں جنہیں لکھنے کا جی ہرگز نہیں چاہتا۔ لیکن حقیقت سب کے سامنے عیاں کرنے کے لیے لازم ہوتا ہے کہ اچھی یا بری جو بھی تعلیم ہو بلا تغیر پیش کر دی جائے۔

اشیائے ممنوعہ:

ہندو دھرم کے پیروکاروں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق ۵۰ کروڑ ہے۔ ہندوستانی کھانوں کے متعلق یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ وہ ان میں عام طور پر کیا کیا اشیاء اور مصالحے استعمال کیے جاتے ہیں۔ بہت سے ہندو گوشت خوری سے پرہیز کرتے ہیں۔ البتہ اب گائے کے علاوہ مرغ، بکرے اور دیگر گوشت بکثرت کھائے جاتے ہیں۔ ہندو دھرم کے مقدس قانون کے مطابق ایسی بہت سی اشیاء حرام ہیں جو عام طور پہ استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ تمام اشیاء نہ صرف حرام ہیں بلکہ انکے کھانے سے ہندو اپنے دھرم اور ذات سے بھی باہر ہو جاتا ہے۔

"کھمبی، مرغ، لہسن، پیاز اور ککرمتا کھانے والا دھرم سے باہر ہو جاتا ہے۔"

(منوشاستر: باب ۵۔ اشلوک: ۱۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"پیاز، لہسن، کگرمتا، اور ناپاک پودے برہمنوں کے کھانے کے لیے موزوں نہیں ہے۔"

(منوشاستر: ایضاً)

منوشاستر تحریر کرنے والے مصنفین نے حرام کھانے کے لیے برہمن کو یہ تجویز دی ہے کہ کچھ نشہ کرلیں۔ پھر جو چاہیں حرام اشیاء کھالیں کوئی جرم نہیں۔ کیونکہ:

"نشے میں مدہوش برہمن ایسی چیز کھا سکتا ہے جو اس کے لیے حرام ہے۔" (منو۔ باب ۱۱۔ ۹۷)

گوشت خوری، جائز یا ناجائز؟

موجودہ دور میں ہندو دھرم کے زیر اہتمام "سبزی خوری" اور گوشت خوری سے پرہیز ایک عالمی تحریک بن چکی ہے۔ بہت سے ہندو ایسے ہیں جو بہت ہی پابندی کے ساتھ سبزی خوری کرتے ہیں۔ اور گوشت کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ ان کا خیال ہے کہ گوشت خوری انکے دھرم اور جانوروں کے حقوق کے خلاف ہے۔

ہندو دھرم میں گوشت خوری جائز ہے یا ناجائز؟ اس سلسلے میں ہمیں ہندوؤں کی تمام مقدس کتابوں میں بہت تضاد ملتا ہے۔ بیک وقت ایک ہی کتاب میں بلکہ ایک ہی باب میں گوشت خوری کی ممانعت کی گئی ہے اور حمایت بھی۔

"ایک شخص جو گوشت خوری سے انکار کرتا ہے مرنے کے بعد اکیس جنم تک جانور کے روپ میں رہتا ہے۔" (منوشاستر باب ۵۔ اشلوک ۳۵)

"خود سو مبھو نے جانوروں کو قربانی کے لیے پیدا کیا، یگیہ کل (عالم) کی بھلائی کے لیے (قائم کیے گیے) ہیں۔ چنانچہ (جانوروں کا) یگیہ کی غرض سے ذبح کرنا (عام معنوں میں) قتل کرنا نہیں ہے۔"

(منوشاستر باب ۵۔ اشلوک ۳۹)

"گوشت خور روزانہ شکار کرتا اور گوشت کھاتا ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں اس لیے کہ کھانے والے کھائے گئے دونوں خالق نے (اسی خاص مقصد کے لیے) پیدا کیا۔" (منوشاستر۔ باب ۵۔ اشلوک ۳۰)

اب تک جو اشلوک نقل کی گئی ہیں ان میں گوشت خوری کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اسے کوئی گناہ نہیں بلکہ گوشت خوری کے منکر کو گناہگار کہا گیا ہے۔ جبکہ اسی باب میں آگے گوشت خوری کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدید مذمت کی گئی ہے۔

"جانداروں کو نقصان پہنچائے بغیر گوشت حاصل نہیں ہوتا۔اور حیات کی حامل مخلوق کو ضرب پہنچانا آسمانی مسرت (کے حصول) کے لیے تباہ کن ہے۔ چنانچہ گوشت کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔" (منوشاستر۔باب ۵۔۴۸)

"بغیر کسی مناسب وجہ کے جانور کو ہلاک کرنے والا اگلے جنموں میں اتنی ہی بار دردناک موت کا شکار ہوگا جتنے اس جانور کے جسم پر بال ہیں۔" (باب ۵۔۳۸)

"اگر اسے (گوشت کی) شدید خواہش ہو تو گھی یا آٹے سے جانور بنائے (اور کھالے) لیکن بغیر کسی مناسب وجہ کے ہرگز جانور کو ہلاک نہ کرے۔" (ایضاً)

انہی تضادات کی وجہ سے اہل ہنود گوشت خوری کے متعلق تذبذب کا شکار ہیں البتہ اکثریت احتیاط کرتے ہوئے گوشت خوری سے پرہیز کرتی ہے۔مگر قابل غور بات یہ ہے کہ دونوں ہی صورتوں میں دھرم شاستر کو تحریف شدہ ماننا لازم آتا ہے۔

ویدک دعائیں:

نوعِ انسانی کے تمام مذہبی سرمایے میں دعا کا تصور ضرور ملتا ہے۔ان دعاؤں میں مختلف ہستیوں سے کامیابی، عزت، دولت صحت اور دیگر مرادیں طلب کی جاتیں ہیں۔اسی طرح ہندو دھرم کی مقدس کتاب میں بھی بہت سی دعائیں ہیں۔

ویدوں میں درج چند دعائیں یہ ہے:

"اے پرمیشور! تُو باجا بجانے والے، ہاتھوں سے دادتر بجانے والے اور تونو (باجہ) بجانے والے، ان سب کو ناچنے کے لیے اور خوشی کے لیے تالی بجانے والوں کو پیدا کر۔"

(یجروید۔ادھیاء ۳۰۔منتر ۲۰)

"اے پرمیشور راجن! تُو آگ کے لیے موٹی اشیاء کو زمین کے لیے بغیر پاؤں کے رینگنے والے سانپ وغیرہ کو پیدا کر۔" (یجروید۔ادھیاء ۳۰۔منتر ۳۱)

"اے پرمیشور! تُو زمین وآسمان کے درمیان کھیلنے کودنے اور بانس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناچنے والے نٹ وغیرہ پیدا کر۔" (یجروید۔ادھیاء ۳۰۔منتر ۲۱)

"اے اندر! ہمارے دشمنوں کو ہم سے دور مار بھگاؤ۔ اسے عاجز کردو جو ہمیں للکارتا ہے۔"

(سام وید۔کتاب ۹۔ادھیائے ۳۔مناجات ۷۔منتر ۳)

اخلاقیات:

ہندو دھرم کی اخلاقی دستاویز کی بنیاد وید نہیں بلکہ اپنشد، مہابھارت اور گیتا ہے۔ اپنشد میں اگرچہ زیادہ تر فلسفیانہ مباحث ہیں لیکن انکا محور بھی اخلاقیات ہے۔ لیکن اسے سمجھنا کافی مشکل ہے۔ تاہم اس میں سے غیر فطری باتیں نکال کر دیکھیں تو کئی ایک واقعات ایسے مل جاتے ہیں جس میں اخلاقی تعلیمات ہیں۔ مثلاً چھاندوگیہ اپنشد میں ایک حق پرست شاگرد کے بارے میں لکھا ہے۔

"ایک نوجوان کا نام "ستے کاما" تھا۔ اس نے اپنی ماں سے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں کسی روحانی گرو کے پاس جاؤں۔ میرا گرو مجھ سے میرے خاندان کے بارے میں پوچھے گا تو میں کیا بتاؤنگا اس لیے مجھے بتاؤ میں کس سے تعلق رکھتا ہوں؟

اس کی ماں نے کہا: مجھے معلوم نہیں تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ جب میں نوجوان تھی تو میں بہت غریب تھی' میں نے نوکرانی کے طور پر کئی مہمانوں کی خدمت کی ہے۔ پھر میں حاملہ ہوگئی، میں نہیں جانتی تمہارا باپ کون ہے۔ میرا نام "جبالہ" ہے اور تمہارا نام "ستیا کاما"۔ اس لیے تم خود کو "ستیا کاما جبالہ" کہہ سکتے ہو۔

وہ ہری کے بیٹے گوتم (روحانی گرو) کے پاس گیا اور کہا کہ میں تمہارے ساتھ برہمچاری بن کر رہنا چاہتا ہوں، کیا میں تمہارا شاگرد بن سکتا ہوں؟

گوتم نے اس سے پوچھا: تمہارا خاندان کیا ہے؟ ستیا کاما نے کہا: مجھے اپنے خاندان کا علم نہیں ہے حضور۔ میں نے اپنی ماں سے اس بارے میں پوچھا تھا تو اس نے کہا تھا کہ جب میں نوجوان تھی تو میں نے نوکرانی کے طور پر کئی مہمانوں کی خدمت کی ہے۔ پھر میں حاملہ ہوگئی، میں نہیں جانتی تمہارا باپ کون ہے۔ میرا نام "جبالہ" ہے اور تمہارا نام "ستیا کاما"۔ اس لیے میں ستیا کاما جبالہ ہوں۔ گوتم نے کہا: تمہارے جیسا سچ صرف حقیقی برہمن ہی دے سکتا ہے۔ تم ایسے شخص ہو جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی سچ کا دامن نہیں چھوڑو گے۔" (چھاندوگیہ اپنشد۔ادھیائے ۸۔چوتھا کھنڈ ۴۔اشلوک ۱تا۵)

البتہ گیتا، رامائن اور مہا بھارت بنسبت اپنشد آسان فہم کتاب ہے۔اس میں کہانیوں کے ذریعے ہمیں کئی سبق حاصل ہوتے ہیں۔مثلاً مہا بھارت میں ہے کہ:

"جب کوئی وعدہ کر لیا جاتا ہے تو وہ اٹوٹ ہوتا ہے۔نہ تو اس میں تبدیلی کی جاسکتی ہے نہ ہی اس میں انحراف کیا جاسکتا ہے۔" (مہا بھارت۔پہلا باب)

گیتا میں اگرچہ دیوتاؤں اور مافوق الفطرت شخصیات اور انکے متعلق عجیب وغریب باتیں ملتی ہیں لیکن اس میں ہمیں اخلاقی سبق بھی ملتے ہیں۔مثلاً گیتا کے سولھویں باب کا مطالعہ کرنے سے نیکی اور بدی کے بارے میں بحث ملتی ہے۔کرشن کہتے ہیں:

"بے خوفی، باطن کی طہارت، معرفت کے لیے لگن، خود سپردگی، نفس کشی اور یگ کا برتاؤ، (یعنی عبادت کا طریقہ کار) مقدس کتابوں کا باقاعدگی سے مطالعہ، سخت ریاضت، صاف دلی، حق، عدم تشدد، دست برداری، قناعت پسندی، راست گوئی، سب پر شفقت، عدم حرص، خوش اخلاقی، حیاء، وفاداری، جواں مردی، عفوودرگزر، عزم، طہارت، اور غرور اور نفرت سے بیزاری۔یہ سب روحانی صفات ہیں۔اے ارجن! ریاءکاری، تکبر، غرور، غصہ، سخت زبانی اور جہالت یہ سب شیطانوں کی نشانیاں ہیں۔صالح صفات نجات دلائیگی اور شیطانی صفات قید۔غم مت کرو ارجن! روحانی دولت تو تم نے حاصل کر لی ہے۔" (بھگود گیتا۔باب ۱۶۔اشلوک ۱تا۵)

اسی طرح وید میں فیاضی کی اہمیت اس طرح بیان کی گئی ہے۔

"ایشور بندوں کو بھوک سے مارنے کا حکم نہیں دیتا، وہ تو چاہتا ہے کہ ہر بندہ اچھا کھانا کھائے' بندوں کو موت بھوک سے نہ آئے بلکہ فطری موت مریں۔جو دولت سخاوت کے حوالے سے خرچ کی جائیگی وہ ضائع نہیں ہوگی۔" (رگوید۔منڈل ۱۰۔سوکت ۱۱۷۔منترا)

لیکن گیتا کے علاوہ وید اور دیگر کتابوں کا تقریباً نوے فیصد حصہ دیوتاؤں اور دیو مالائی قصوں پر مشتمل ہے۔ان میں بعض حصے ایسے ہیں جنہیں قارئین کے سامنے لانے کے لیے لکھنے کا ارادہ کیا تو میں کافی سوچ وفکر میں رہا کہ ہندو دھرم کی حقیقت کو سامنے لانے کے لیے ان سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقتباسات کا جائزہ لیا جائے یا نہیں؟ دراصل جس نے ویدوں، پرانوں اور مہابھارت کا بغور مطالعہ کیا ہوگا وہ بخوبی جانتا ہوگا میری فکر بالکل بجا تھی کیونکہ اگر ان تعلیمات کو عوام کے سامنے لایا جائے تو انسانی شرم وحیاء شدید احتجاج کرتی ہے۔ لیکن چونکہ ہمارا مقصد حقیقت کو واضح کرنا ہے لہٰذا اس لیے آخر کار یہ فیصلہ کیا کہ جس قدر ہماری ذات میں شرم وحیا کا وجود برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہے اُتنا ضرور درج کر دینا چاہیے باقی اقتباسات کے لیے محض اشارات دے دینا چاہیے۔

''اناج' ادنیٰ درجہ کی دھاتوں اور مویشیوں کا چرانا' شراب خور عورتوں سے مباشرت کرنا' عورتوں' شودروں' ویشوں' یا کھشتری کا قتل یہ سب چھوٹے گناہ ہیں۔ مجرم محض اپنی ذات سے گر جاتا ہے۔'' (منودھرم شاستر۔باب ۱۱۔اشلوک ۶۷)

''اگر خود گناہگار کو سزا نہیں ہوتی تو یہ اس کے بیٹوں کو ہوتی ہے، اگر بیٹوں کو نہیں ہوتی تو اس کے پوتوں کو ہوتی ہے۔'' (منو۔باب ۴۔۱۶۹)

''جہاں سچ بولنے سے برہمن، کشتری، ویش، شودر قتل ہوتا ہو۔ وہاں جھوٹ بولنا سچ سے زیادہ اچھا ہے۔'' (منو۔باب ۷۔۱۰۳)(بالمعنیٰ)

''بادل بمنزلہ باپ ہے اور زمین بمنزلہ لڑکی (بیٹی)۔ بادل زمین میں اس طرح پانی ڈالتا ہے جس طرح باپ اپنی ـــــ'' (رگوید۔آدی بھاشہ بھومکا۔ہندی صفحہ ۲۹۹)

''ٹانگوں کے اوپر چڑھ، ہاتھ کا سہارا دے، تم امن کے ساتھ عورت کو ـــــ''

(اتھروید۔۱۔۲۔۳۹)

''زمین پانچ طرح سے پاک ہوتی ہے: جھاڑو سے' گائے کا گوبر لیپنے سے' گائے کا دودھ یا پیشاب چھڑکنے سے' سطح کی مٹی کھرچنے سے اور اس پر ایک دن رات گائے کے قیام سے۔''

(منو شاستر: باب ۵۔اشلوک ۲۰۵)

''یجمان کی بیوی کا گھوڑے سے ـــــ کی کیفیات درج ہیں۔''(۱)

(یجر وید ادھیاء ۲۳ منتر ۱۹ تا ۲۸)

چھاندوگیہ اپنشد۔ ادھیائے دوم، تیرھویں کھنڈ میں ایسے الفاظ مستعمل ہیں کہ ہماری حیا اسے معرض تحریر میں لانے سے قاصر ہے۔(۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسکے علاوہ وید کے اور بھی بہت سے ایسے اقتباسات ہیں جنکا ترجمہ کرتے وقت معروف مترجم رالف گرفتھ صاحب بھی کہہ اٹھے کہ یہ منتر اس قابل نہیں کہ انہیں یورپ کی کسی علمی زبان میں دھندلی سی شکل میں بھی پیش کیا جا سکے۔ (دیکھیں وید کے مذکورہ بالا حوالوں میں رالف گرفتھ کا ترجمۂ وید)۔ یہ تو ایک بے باک انگریز مترجم تھا جس نے کہہ دیا کہ وہ آگے ترجمہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں مجھ جیسا نوعمر انہیں پیش کرنے کی سکت کیسے کر سکتا ہے۔ اب کچھ واقعات نقل کیے جا رہے ہیں۔

پانچ شوہر:

انسانی معاشرے میں ماں اور باپ دونوں کی پہچان بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اگر ایک آدمی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان سے پیدا ہونیوالے بچوں کے ماں باپ کی آسانی سے شناخت ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک عورت ایک سے زیادہ شوہر رکھے تو اس صورت میں پیدا ہونے والے بچے کی ماں تو معلوم ہوتی ہے لیکن باپ کے بارے میں پتہ نہیں چل پاتا۔ ایک جو عورت جو کہ ایک سے زیادہ شوہر رکھتی ہو بحیثیت بیوی اپنی ذمہ داریاں ہرگز نہیں نبھا سکتی۔ کیونکہ اسے بیک وقت ایک سے زیادہ مردوں سے جنسی تعلقات رکھنے پڑینگے۔ اسکے علاوہ وراثت اور کئی دیگر مسائل بھی ہیں جسکی وجہ سے اسلام میں ایک عورت کے لیے ایک سے زیادہ شوہر رکھنا جائز نہیں اور ایک مہذب معاشرے میں بھی یہ ہرگز نہیں سوچا جا سکتا کہ ایک عورت کے بیک وقت ایک سے زائد شوہر ہوں۔ لیکن کمال ہے مہابھارت داستان پر کہ جس کے مطابق نالینی کے بیک وقت پانچ شوہر تھے۔ اس بات کے لیے مہابھارت سے کسی حوالے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ پوری داستان ان پانچ مردوں یعنی پانڈوؤں پر ہی مبنی ہے۔ بحرحال قارئین پھر بھی وضاحت چاہیں تو مہابھارت کے چوتھے باب کے آخری حصے کا مطالعہ کر لیں۔ اور یہ جانیں کہ کس طرح دروپدی کی بیٹی نے بیک وقت پانچ شوہروں کے ساتھ اپنے ازدواجی تعلقات قائم کیے۔

سوریا دیوتا سے صحبت:

مہابھارت میں ایک عورت کنتھی کے بارے میں واقعہ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنتھی نے اسے اس برکت کے بارے میں بتایا جو اسے درواس نامی ایک بزرگ نے اس وقت دی تھی جب وہ جوان تھی۔ درواس ایک تیز مزاج آدمی تھا۔ لیکن جب وہ اس کے والدین سے ملنے آیا تو اس نے اپنی خدمت گزاری سے درواس کا دل جیت لیا۔ (درواس نے کہا:) ''تم دیوتاؤں کے بچوں کی ماں بنو گی۔'' اور اسے ایک منتر بتایا جس سے وہ اپنے کسی بھی پسندیدہ دیوتا کو بلا کر اس کی صحبت سے فیض یاب ہو سکتی تھی۔ درواس غیب دان تھا۔ اور اسے معلوم تھا کہ کنتھی کو مستقبل میں اسکی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جب وہ چلا گیا تو کنتھی کے دل میں اس استحقاق کے بارے میں اشتیاق پیدا ہوا' جو اسے عطا کیا گیا تھا۔ اس نے منتر پڑھ کر سورج کے دیوتا سوریا کو بلا لیا۔ سوریا اپنی تمام تر تابانی کے ساتھ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اس سے پوچھا' تمہاری کیا خواہش ہے؟

''نہیں۔ نہیں۔ کچھ نہیں۔'' وہ ہکلائی ''میں تو صرف آزما رہی تھی۔'' وہ اس کے سامنے جھک گئی اور التجا کرنے لگی کہ ''مجھے معاف کر دو۔ براہ کرم چلے جاؤ۔ مجھے معاف کر دو۔''

''کیا تم جانتی ہو کہ منتر کوئی کھیلنے کی چیز نہیں ہے۔''

وہ خاموش اور کوفزدہ کھڑی تھی۔ دیوتا نے اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا اور کافی دیر تک اسے پیار کرتا رہا۔ اس اختلاط سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے مستقبل کی نشاندہی اس بات سے ہوتی تھی کہ وہ زرہ بکتر اور کانوں میں بالی پہنے پیدا ہوا۔ اس بچے کا نام کرن رکھا گیا۔

بدنامی سے بچنے کے لیے کنتھی نے بچے کو ایک ٹوکری میں ڈالا اور دریا میں بہا دیا۔

(مہابھارت۔ باب: اول)

گنیش دیوتا اور شیوا:

شیوا کے بارے میں ہم تصور خدا کے باب میں پڑھ آئے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے تین خداؤں میں سے ایک ہے۔ اسکے علاوہ گنیش ہندوؤں میں ایک معروف دیوتا ہے جسے عوام کی ایک بڑی تعداد پوجتی ہے۔ ہندو حضرات دن رات اس کی پرستش کرتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے اس کا نام لیتے ہیں، اس کی پرستش کرنے والوں کی تعداد ہندوستان میں ہزاروں کی ہے۔ اس کا سر ہاتھی کا اور بقیہ جسم انسان کا ہے۔ اسکا جسم ایسا کیوں ہے اور یہ دیوتا کیوں پوجا جاتا ہے؟ اس بارے میں پران میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ قصہ درج ہے کہ:

پاروتی ابٹن مل کر نہارہی تھی۔ اس نے حوض کی مٹی (اور بعض روایات کے مطابق اپنی بدن کے میل) سے ایک خوبصورت لڑکا بنایا اور اسے بہت خوبصورت کپڑوں اور زیورات سے مزین کیا۔ اسکا نام گنیش رکھا۔ پاروتی نے گنیش سے کہا: تم میرے بیٹے ہو۔ دروازے پہ کھڑے رہو اور کسی کو اندر داخل مت ہونے دینا۔ گنیش نے عصا اٹھایا اور چوکیدار کی طرح اپنا فریضہ انجام دینے لگا۔ پاروتی نہانے چلے گئی۔ اتنے میں شیوا اپنے حواریوں کے ساتھ آیا۔ گنیش نے ان سے پوچھا۔

کہاں جارہے ہو؟ تم نہیں جاسکتے۔ میری ماں غسل کر رہی ہے۔

میں شیوا ہوں۔ شیوا نے جواب دیا۔

شیوا کون؟ میں کسی شیوا کو نہیں جانتا۔ تم اندر نہیں جاسکتے۔ گنیش نے کہا۔

شیوا نے گنیش کو نظر انداز کرتے ہوئے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن گنیش اسے اپنے عصا سے مارا۔ شیوا نے اپنے حواریوں کو گنیش کا سر کاٹنے کو کہا۔ لیکن وہ ناکام ہوئے اور انہوں نے صرف گنیش سے مار ہی کھائی۔ نندی گنیش کی ٹانگیں اور برہنگی دوسرے (اعضاء) قابو میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن گنیش نے ایک لکڑی کا دروازہ جڑ سے اکھاڑ کر انہیں دے مارا اور وہ بھاگ گئے۔ سارے دیوتا اور رشی یہ تماشا دیکھنے کے لیے آپہنچے کہ یہ کیا شور وغل ہو رہا ہے۔

شیوا نے براہما سے کہا: تم کیوں اپنی خلقت کو نہیں روکتے؟ برہما گنیش کی طرف اسباب کے ساتھ بڑھا۔ لیکن گنیش برہما کو نہیں جانتا تھا لہٰذا اس نے سوچا کہ شاید یہ بھی شیوا کے حواریوں میں سے ہے۔ اس نے برہما کو پکڑ لیا اور اپنی مٹھی سے اسکی ڈاڑھی کھینچی۔ برہما درد کے مارے بھاگ گیا۔ پاروتی نے اس معاملے اپنی انا کا مسئلہ سمجھا اور اس نے گنیش کو ہتھیار دیے۔ تمام دیوتاؤں نے بھی ہر قسم کے ہتھیاروں سے گنیش پر حملہ کیا لیکن اس نے سارے لشکر کو پیچھے دھکیل دیا۔ وشنو نے شیوا سے کہا کہ یہ جواں مرد صرف کچھ تدبیروں سے مر سکتا ہے۔ ورنہ یہ ناقابل تسخیر نظر آرہا ہے۔

گنیش نے اپنا عصاء اچھالا اور وشنو کو گہری چوٹ پہنچائی۔ وشنو اور گنیش چکرا اور عصا سے لڑنے لگ گئے۔ جب یہ جھگڑا تھوڑا بڑھ گیا تو شیوا نے آہستہ اور چپکے سے گنیش پر اوپر سے وار کیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسکا سر کاٹ دیا۔ یہ تدبیر وشنو نے ہی سوچی تھی۔

جب پاروتی کو گنیش کی موت کا علم ہوا تو وہ انتہائی غضب میں آ گئی اور وہ پوری کائنات کو تباہ کرنے کھڑی ہوگئی۔ ہر کوئی خوف زدہ ہو گیا۔ چنانچہ دیوتاؤں نے نردا کو پاروتی کے پاس بطور سفیر بھیجا گیا۔ وہ پاروتی کے غصے کو ٹھنڈا کرنے لگا لیکن پاروتی صرف دو شرائط پر ہی راضی ہوئی۔ اول یہ کہ گنیش کو دوبارہ زندگی دی جائے، اور دوم یہ کہ گنیش کو دیوتا مانا جائے اور اسے دیوتاؤں والی تمام سہولتیں حاصل ہو۔ یہ شرائط تسلیم کر لی گئی۔ گنیش کے سر کٹے جسم کو غسل دے کر پاک کیا گیا لیکن اسکا سر کہیں نہیں مل سکا جو کہ لڑائی کی گرما گرمی میں ضائع ہو چکا تھا۔ شیوا نے اپنے حواریوں کو تلاش کے لیے بھیجا۔ لیکن باجود کوششوں کے وہ سر کہیں نہ ملا۔ البتہ انہیں ہاتھی کا سر اور دانت نظر آئے تو وہ اسے ہی لے آئے۔ یہ سر گنیش کے جسم پر بالکل فٹ ہو گیا اور برہما، وشنو اور شیوا نے مل کر اپنی قوتوں سے گنیش کے مردہ جسم میں دوبارہ روح ڈال دی۔ شیوا نے اسے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا اور اسے تمام حواریوں کا سربراہ ''گناس'' بنایا۔ اسی وجہ ہاتھی نما دیوتا گنپتی کہلاتا ہے۔ اور اس روز سے گنیش کی پوجا کی جانے لگی۔

(شیو پران۔ گنیش)

پراشر (رشی):

ہندوؤں کی کتابوں میں انکا ذکر بطور رشی یعنی ایک روحانی استاد کے آیا ہے۔ نیز پراشر نامی یہ رشی مقدس کتب وید کے مولف ویاس جی کے والد ہیں۔ انکے بارے میں مہابھارت میں لکھا ہے:

(ستیاوتی بھیشم سے مخاطب ہوئی) برسوں پہلے جب میں کشتی کے ذریعے لوگوں کو دریا پار کرایا کرتی تھی تو ایک دفعہ ایک بڑا رشی 'پرسا' میری کشتی میں بیٹھ گیا۔ جب میں اسے پار لے جا رہی تھی تو اس نے مجھ پر نظر التفات ڈالی اور مجھ سے محبت کا اظہار کیا' جبکہ میں خوف سے کانپ گئی۔ میں خوف زدہ تھی کہ اگر میں نے اس کی پیش قدمی کو ٹھکرا دیا تو وہ مجھے کہیں بددعا نہ دیدے۔ میں اپنے باپ سے بھی خوفزدہ تھی کہ کہیں اسے میری بداخلاقی کا پتہ چلے گا تو وہ بہت خفا ہوگا، میں نے اس بزرگ سے کہا کہ میں نے ایک مچھلی ماں سے جنم لیا ہے اور مچھلی کی بو ہر وقت میرے ساتھ چمٹی رہتی ہے۔ (رشی نے کہا:) ''میں تمہاری اصلیت سے واقف ہوں کہ تم مچھلی کے بطن میں کیسے داخل ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارا اصل باپ گندھا روا ہے۔ جب وہ (اپنا نطفہ لیکر) دریا کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے جارہا تھا تو اس نے اپنا (نطفہ) پھینکا (یا گر گیا) اور ایک مچھلی میں داخل ہو گیا جو اس وقت اوپر دیکھ رہی تھی۔ اس طرح تم اس کے بطن میں پہنچ گئی۔ ماہی گیر نے (جب مچھلی پکڑ کر شکم چاک کیا اور اندر لڑکی کو پایا تو) اس (ماہی گیر) نے تمہیں اپنا لیا۔ مچھلی کی بو تمہارے ساتھ تمہاری اصلیت کی وجہ سے چمٹی ہوئی ہے۔ لیکن اگر تو نے میرے (شہوانی) خواہش پوری کی تو میں اس بو کو ختم کر دونگا۔" اسکی جادوئی طاقتوں کی وجہ سے نہ صرف مچھلی کی بو مجھ سے جاتی رہی بلکہ ایک دائمی خوشبو میرے وجود کا حصہ بن گئی۔

(بھیشم نے کہا:) "ہاں! مجھے میرے باپ نے بتایا تھا کہ پہلی مرتبہ وہ ایک خوشبو کی جانب کھنچا تھا جو جنگل میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اور اس خوشبو کا تعاقب کرتے ہوئے وہ تم تک پہنچا تھا۔"

(ستیاوتی بولی:) "اس انعام کے بدلے میں نے اس کی پیش قدمی کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس رشی کی وجہ سے (یعنی منتر کے ذریعے) ایک غبار نے ہم کو ڈھانپ لیا جس کی وجہ سے ہمیں (بدکاری کرتے ہوئے) کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔"

رشی کہنے لگا: "اس جزیرے پر رہو اور بچے کو جنم دو۔" اس طرح ویاس نے جنم لیا۔ وہ ایک بزرگ اور بہت بڑا عالم ہے اور اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جب بھی مجھے اس کی ضرورت ہوگی وہ آئیگا میں اس کا خیال دل میں لا کر اسے بلا سکتی ہوں۔ ایک حوالے سے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ میرا بڑا بیٹا ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں اس کو بلا لوں۔ (مہابھارت۔ باب اول)

ویاس جی کا کردار:

ویاس جی جس کے بارے میں ہم کتب مقدسہ کے تعارف میں پڑھ چکے ہیں کہ ہندوؤں کے نزدیک ایک مقدس پیشوا ہیں اور وید بھی انہیں نے مرتب کی ہے۔ اور مزید یہ کہ ویاس ہندوؤں کے نزدیک وشنو معبود کا اوتار ہیں۔ مہابھارت میں انکے بارے میں ہے:

اس (ستیاوتی) نے ویاس کے بارے میں سوچا اور وہ فوراً ہی آ گیا۔ ستیاوتی نے اس مخدوش صورت حال سے اسے آگاہ کیا اور اس سے اپنی بہوؤں کے ذریعے خاندان کی بقاء کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التجا کی۔ وہ رضامند ہوگیا لیکن اس نے اپنے آپ کو اس قابل بنانے کے لیے ایک سال کی مہلت طلب کی کیونکہ وہ ایک کفارے کے دور سے گزر رہا تھا اور اس حالت میں نہیں تھا کہ کسی عورت سے جماع کر سکے۔ لیکن ستیاوتی نے اس کی پشت تھپتھپائی اور اس معاملے میں ویاس کے لیے عذر کی کوئی گنجائش نہ رہنے دی۔

ویاس نے تحکمانہ لہجے میں کہا ''لڑکیوں کو تیار کرو میں واپس آتا ہوں۔''

ستیاوتی نے اپنی پہلی بہو امبیکا کو بناؤ سنگھار کر کے حجلہ عروسی میں انتظار کرنے کی ہدایت کی۔ جب ویاس اس کے پاس آیا تو لڑکی کو اس کی صورت' کپڑے' رنگت' کھردرے بال اور اسے گندہ دیکھ کر اس سے نفرت محسوس ہوئی اور جب ویاس کے ساتھ بستر پر گئی تو اپنی آنکھیں سختی سے بند کرلیں۔

بعد میں ویاس نے ستیاوتی کو بتایا کہ امبیکا کے ہاں ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوگا' وہ اس ملک پر حکمرانی کریگا لیکن وہ اندھا ہوگا کیونکہ امبیکا نے ہم بستری کے وقت اپنی آنکھیں بند کرلیں تھیں۔

ستیاوتی نے اسے دوبارہ اپنی چھوٹی بہو امبالیکا کے پاس جانے کے لیے کہا۔ لڑکی بناؤ سنگھار کر کے خواب گاہ میں اسکی منتظر تھی لیکن ویاس کی آمد پر وہ خوف سے پیلی پڑ گئی۔ بعد میں ویاس نے ستیاوتی کو بتایا کہ ''امبالیکا کا بچہ بہادر اور ممتاز ہوگا لیکن اس کی رنگت پیلی ہوگی۔''

ستیاوتی نے ویاس سے تیسری مرتبہ آنے کی گزارش کرنے کے بعد امبالیکا کو ایک اور موقع حاصل کرنے کے لیے تیار کیا۔ جب ویاس آیا تو امبالیکا نے اپنی خادمہ کو تیار کر کے اپنی جگہ بٹھا دیا۔ خادمہ نڈر اور ردعمل ظاہر کرنے والی تھی' ویاس اس سے خوش ہوا اور اس طرح دونوں کی صحبت سے پیدا ہونے والا بچہ ہر لحاظ سے ٹھیک تھا۔ (ایضاً)

برہما اور وشنو:

ابتدائے تخلیق میں کائنات میں کچھ نہ تھا۔ یہ کائنات کچھ بھی نہیں تھی۔ بس ایک روح تھی جو ہر طرف تھی۔ برہمانڈ نہ ٹھنڈا تھا نہ گرم، نہ پتلا نہ موٹا۔ اسکی کوئی ابتداء اور کوئی انتہاء نہ تھی۔ ہر طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف پانی ہی تھا۔ وشنو دیوتا نے خود کو اپنی اعلیٰ صورت میں ظاہر کیا اور پانی پہ سو گیا۔ جب وشنو سو رہا تھا تو ایک کنول کا پھول اسکی ناف سے اُگ آیا۔ اسکی کلیاں اور پنکھڑیاں سورج کی طرح چمک رہی تھیں۔ کنول کے خلیوں سے برہما پیدا ہوا۔ (پیدا ہونے کے بعد) اسے متحیر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ اس کنول کے سوا یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔

میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ میں کیا کرنے کا سوچ رہا ہوں؟ میں کس کی اولاد ہوں؟ کس نے مجھے پیدا کیا ہے؟ برہما نے سوچا کہ اگر میں پھول کی ایک کلی کو دریافت کرلوں تو میں ان سوالوں کا جواب ڈھونڈ لونگا۔ چنانچہ وہ کنول (پھول) کے بیج کو ڈھونڈنے کی کوشش کرنے لگا۔ برہما نیچے پھول کی کلیوں میں اترا اور سو برس تک گھومتا رہا لیکن اسے پھول کا مرکز (بیج) نہیں ملا۔ پھر اس نے سوچا کہ جہاں سے وہ پیدا ہوا ہے واپس وہیں جایا جائے۔ لیکن مزید سو برس تک گھومنے کے باوجود اسے نہ ملا۔ پھر وہ تھک گیا اور آرام کرنے لگا۔ اچانک اس نے ایک آواز سنی۔ اے برہما! تپسیا (مراقبہ) کرو۔

برہما بارہ برس تک مراقبہ کرتا رہا، جب بارہ برس گزر گئے تو چار بازوں والا وشنو نمودار ہوا۔ اپنے چاروں ہاتھوں میں وشنو نے شنکھا، چکرا، گدا، اور کنول لیا ہوا تھا۔ برہما نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہے تو اس نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ وشنو نے سیدھا جواب نہیں دیا، بلکہ کہا کہ "اے بیٹے! وشنو دیوتا نے تمہیں پیدا کیا ہے۔"

"تم کون ہوتے ہو مجھے اپنا بیٹا کہنے والے؟" برہما نے پوچھا۔

تم مجھے نہیں پہچانتے؟ وشنو نے جواب میں کہا۔

میں وشنو ہوں، جس سے تم پیدا ہوئے ہو وہ میرے جسم سے نکلا تھا۔

لیکن برہما نے یقین نہیں کیا۔ اور وشنو سے جھگڑنے لگا۔

جب وہ جھگڑے میں مصروف تھے تو ایک چمکتا ہوا "لنگ" (آلۂ تناسل) نمودار ہوا۔ اسکی کوئی ابتداء و انتہاء نظر نہیں آرہی تھی۔ وشنو نے کہا: برہما! جھگڑا روکو! یہاں ایک تیسرا وجود بھی ہے۔ کیا اس لنگ پہ زمین قائم ہے؟ یہ کہاں سے آیا ہے؟ چلو مل کے معلوم کرتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہنس کی صورت بنا کے جاؤ اور میں خنزیر کی صورت بنا کے نیچے جاتا ہوں۔ آؤ ہم اس لنگ کی انتہاء ڈھونڈتے ہیں۔ برہما متفق ہوا اور ہنس کی صورت میں اوپر اڑا۔ اور وشنو سفید خنزیر بن کے پاتال (نیچے کی طرف) گیا۔

چار ہزار برس تک دونوں دوڑتے رہے لیکن اس لنگ کی انتہاء نہ ملی۔ سو وہ واپس وہاں لوٹ آئے جہاں وہ پہلے تھے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ ان سے بھی عظیم ہستی یہاں موجود ہے چنانچہ انہوں نے اسے پوجنا شروع کر دیا۔ وہ سو برس تک پوجتے رہے، اور جب سو برس مکمل ہو گئے تو اوم کی آواز آئی اور پانچ چہروں اور دس بازوں والی ایک اور ہستی وجود میں آئی۔ یہ مہادیو شیوا تھا۔ وشنو نے کہا: یہ ٹھیک ہے کہ میں اور برہما آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہمارے جھگڑے کی وجہ سے تم یہاں وارد ہوئے۔ شیوا نے جواب دیا: ہم سب ایک ہی وجود کے تین حصے ہیں۔ برہما خالق ہے، وشنو نگہبان ہے اور میں تباہ و برباد کرنے والا ہوں۔

ایک اور ہستی جو میرے بدن سے پیدا ہو گی اسکا نام رُدرا ہوگا۔ لیکن رُدرا اور میں یقیناً ایک ہی اور یکساں ہے۔ برہما! اب تم خلقت کو پیدا کرو۔ پھر شوا غائب ہو گیا اور برہما اور وشنو اپنی خنزیر اور ہنس کی صورتوں میں آ گئے۔ اس روز سے شیوا کی پرستش لنگ کے توسط سے ہونے لگی۔

(شیو پران۔ برہما، لنگ)

(نوٹ: یہ واقعہ لنگ پران میں بھی الفاظوں کے فرق کے ساتھ آیا ہے۔)

برہما اور سرسوتی:

برہما کو ہنود اپنا خدا مانتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق سارے ویداسی کے منہ سے نکلے ہیں۔ ہے کہ متسیہ پران کے مطابق سو برس کے بعد سرسوتی کی شادی برہما کے بیٹے سویم بھوہ سے ہوئی۔ یعنی پران کے مطابق برہما نے اپنی بیٹی کو سو برس تک بطور بیوی بنا کے رکھا اور پھر اپنے بیٹے سے بیاہ دی۔ برہما کے بارے میں مہابھارت میں لکھا ہے:

برہما کی ذہنی قوت سے دس لڑکے پیدا ہوئے اور سب کے سب رشی بنے۔ انکے نام یہ تھے: مرچی، اتری، انگیر، پُلستیا، پلاہا، کراتو، پرچیتا، ویششتھا، بھریگو، اور نردا۔ اسکے علاوہ دو اور مزید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئے۔ دکشا سیدھی ایڑھی سے اور دھرما سینے سے پیدا ہوا۔

لیکن مزید تخلیق بھی جاری رہی۔ یہ ضروری تھا کہ تمام پیدا شدہ خلقت کے باقاعدہ ماں اور باپ ہوں۔ چنانچہ برہما نے اپنے جسم سے دو ہستیاں پیدا کی۔ ایک نر اور دوسری مادہ۔ نر کا نام سویم بھوہ منو اور مادہ کا نام شتار پا تھا۔

شتار پا ساوتری، گائیتری، سرسوتی اور برہمنی کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ وہ برہما کے جسم سے پیدا ہوئی اور وہ برہما کی بیٹی کی طرح تھی۔ بلکہ ویشنشتھا اور دوسرے رشی جو برہما کے بیٹے تھے انہوں نے بھی شتار پا کا اپنی بہن کی طرح استقبال کیا۔ لیکن شتار پا بہت ہی حسین تھی لہٰذا برہما اسکے عشق میں مبتلاء ہو گیا اور اس سے شادی کرنے کی خواہش کی۔

سرسوتی ایک طرف ہو گئی اور اس سے اپنی شرم وحیا کا اظہار کیا۔ جب وہ برہما کے سامنے کھڑی تھی تو برہما اسے نظر بد سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ پیچھے کی طرف ہو گئی اور برہما کو نظر نہ آئی تو دوسری طرف برہما کا منہ ظاہر ہوا۔ اور وہ اس سے سرسوتی کو شہوت کی نظر سے گھورنے لگا۔ سرسوتی دوسری طرف ہو گئی تو برہما کا اس طرف بھی ایک منہ ظاہر ہو گیا۔ حتیٰ کہ سرسوتی ادھر اُدھر ہوئی اور یہی حال اس طرف بھی ہوا۔ تب سے برہما کے چار منہ ہیں۔ بحر حال برہما نے (اپنی بیٹی) شتار پا (سرسوتی) سے شادی کی اور سو سال تک وہ میاں بیوی کی طرح ساتھ رہے۔ (متسیہ پران: تخلیق)

تجزیہ:

ہم نے نمونے کے طور پر صرف چند ایک واقعے نقل کیے ورنہ ہندوؤں کی مقدس کتابیں اس قسم کی خرافات سے بھری پڑی ہیں۔ اگر اس قسم کے تمام واقعے نقل کیے جائیں تو ایک الگ کتاب بن جائیگی۔ اصل سوال یہ ہے کہ ان سب باتوں کے باوجود اہل ہنود کیوں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑتے اور آخر کیوں ان کتابوں سے عقیدت رکھتے ہیں۔؟

خلاصہ کلام:

یہ چند اقتباسات ہندو منابعات میں سے چند جھلکیات تھیں۔ اگر کوئی صاحب پڑھنا چاہیں تو خود پڑھ لے۔ حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔ اسکے بعد میں پھر سے وضاحت کر دینا چاہتا ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اس تحریر کا مقصد کسی ہندو بھائی کی دل آزاری ہرگز نہیں تھا، اور نہ ہی میں یہاں جانبداری کا مظاہرہ کررہا ہوں کہ صرف اخلاق سوز تعلیمات درج کیں۔ بلکہ میرا مقصد ہندو حضرات کو اس امر پر غور کرنے کی دعوت دینا تھا کہ جن کتابوں میں ایسی باتیں لکھی ہوں کیا وہ الہامی ہوسکتی ہیں؟ جو دھرم ہمیں ایسی تعلیمات دے کہ جسے ہم بیان کرنے سے بھی کترائیں تو کیا وہ دھرم سچ اور خدائی دین ہو سکتا ہے؟ اہل عقل وخرد کے لیے صرف اس بات پر غور کرلینا ہی کافی ہے کہ جس دھرم کی مقدس کتابوں میں اسقدر حیاسوز باتیں عام ہوں ایسی شریعت الہامی ہوسکتی ہے؟

دین اسلام کے احکام و تعلیمات

اشیائے ممنوعہ:

مسلمانوں کے ہاں گوشت خوری جائز ہے۔ لیکن صرف کچھ مخصوص حیوانات کی۔ جن میں کچھ پرند اور دیگر حیوانات شامل ہیں۔ قرآن مجید میں انکا مفصل ذکر اس طرح ہے:

" قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہ"

"آپ کہہ دیجئے جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کر غیر اللہ کے لئے نامزد کردیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبور ہوجائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجا[وز کر]نے والا ہو تو واقع ہی آپ کا رب غفور ورحیم ہے۔" (القرآن مجید۔ سورۃ الانعام۔ آیت ۱۴۵)

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ہ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔ تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں۔ بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے۔ مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم کرتا ہے۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ مائدہ۔ آیت ۱)

چوپائے (چار ٹانگوں والے) جانور کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً اونٹ، گائے بکری بھیڑ وغیرہ علاوہ ازیں جو جانور وحشی کہلاتے ہیں مثلاً ہرن نیل گائے وغیرہ جن کا عموماً شکار کیا جاتا ہے یہ بھی حلال ہیں۔ حالت احرام میں ان کا دیگر پرندوں کا شکار ممنوع ہے۔ وہ جانور جو اپنی کچلی کے دانت سے اپنا شکار پکڑتا ہے اور چیرتا ہو مثلاً شیر چیتا کتا بھیڑیا وغیرہ اور وہ پرندے جو اپنے پنجے سے اپنا شکار جھپٹتا پکڑتا ہو مثلاً شکرہ، باز، شاہین، عقاب وغیرہ حرام ہیں۔ (۳)

حج و عمرہ کے موقع پر شکار کرنا حرام ہے۔ البتہ انکا کھانا جائز ہے۔ اسکے علاوہ سور اور کچھ صورتوں میں حلال جانور بھی حرام قرار دیے گئے ہیں:

''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ''

''تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی پابندی نہیں، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(قرآن مجید۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۷۳)

مردار وہ ہے کہ خود بخود مر جائے اور ذبح کی نوبت ہی نہ آئے یا خلاف شرعیہ اس کو ذبح یا شکار کیا جائے مثلاً گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے یا لکڑی اور پتھر اور غلیل و بندوق سے مارا جائے یا اوپر سے گر کر، یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے یا درندہ پھاڑ ڈالے یا ذبح کرتے وقت قصداً تکبیر کو ترک کیا جائے، یہ سب مردار اور حرام ہیں البتہ دو مردار جانور اس حرمت سے مستثنیٰ اور حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔ (۴)

مردار کے علاوہ مذکورہ بالا آیت میں سور اور خون کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ مشروبات میں شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء قرآن مجید میں حرام کہی گئیں ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْ
لَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔"

"اے ایمان والوں! شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام شیطان کے ہیں۔ تم ان سے اجتناب کرنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے درمیان دشمنی اور رنجش ڈلوائے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو تم کو ان کاموں سے باز رہنا چاہیے۔" (قرآن مجید۔ سورۃ مائدہ۔ آیت ۹۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہ کی تو آخرت میں اس سے محروم رہیگا۔"
(صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ کتاب الاشربہ)

حضور اکرم ﷺ کا فرمان پاک ہے۔

"جو چیز نشہ آور ہو، وہ حرام ہے۔" (صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ کتاب الاشربہ)

قرآنی دعائیں:

قرآن وحدیث میں بیشمار دعائیں ہمیں ملتی ہیں جو وقتاً فوقتاً موقع اور مقام کی مناسبت سے آپ بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا کرتے تھے۔ ان دعاؤں میں عام طور پر، خدا کی حمد وثناء، انسان کی عاجزی ولاچاری اور ضرورت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ چونکہ قرآن حکیم میں بیشمار دعائیں موجود ہیں جو تمام یہاں نقل کرنا ممکن نہیں لہذا یہاں قرآن مجید سے صرف تین دعائیں نقل کی جارہی ہیں۔

" رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ "

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔" (سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۰۲)

" رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ
اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ "

"اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتی ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے۔"

(سورۃ ال عمران۔۱۴۷)

" رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ "

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔" (سورۃ اعراف: آیت ۲۳)

اخلاقیات:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بیشمار مقامات پر عمل صالح اور عمدہ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ "میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے ہی مبعوث کیا گیا ہوں"۔ (مسند احمد) اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔" (صحیح بخاری) وہ اخلاق حسنہ جس سے صرف انسان کو انفرادی طور پر ہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی فائدہ اور پہنچتا ہے اور جن سے معاشرہ ترقی پاتا ہے، اسلام نے ان شدید تلقین کی ہے۔ ذیل میں چند صفات بیان کی جارہی ہیں۔

صدق:

"اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۱۱۹)

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔"

(صحیح مسلم شریف۔ جلد۲۔ حدیث ۸۹۵۔ کتاب الادب)

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لیے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔" (سورۃ النساء۔ آیت ۱۳۵)

"یہ دن (قیامت) ہے کہ سچے بندوں کو انکا سچ کام آئے گا۔" (سورۃ المائدہ۔ آیت ۱۱۹)

"اللہ تعالیٰ سچوں کو انکی سچائی کا بدلہ دے۔" (سورۃ الاحزاب۔ آیت ۲۴)

"اے ایمان والوں! تم اللہ کے لیے (حق) پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ینے والے بنو، اور کسی قوم کی عداوت یا کسی گروہ کی عداوت یا کسی قوم کی عداوت تم کو اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم انصاف کو چھوڑ بیٹھو۔ یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ مائدہ۔ آیت ۸)

قطع تعلق اور صلح رحمی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے رشتہ اور دوستی کے ناطے نہ توڑا کرو۔ نہ ایک دوسرے سے بھاگو اور نہ ہی آپس میں دشمنی رکھو۔ تم سب کے سب اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے ملاقات اور گفتگو کرنا تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔" (صحیح مسلم شریف۔ آداب کا بیان)

"کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے ملاقات نہ کرے۔ جو شخص تین دن سے زیادہ ناراض رہا اور اس عرصہ میں وہ مر گیا تو دوزخ میں جائیگا۔" (ترمذی شریف جلد ۲۔ حدیث ۴۷۸۵۔ ترکِ ملاقات کا بیان)

"کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے ملاقات نہ کرے۔ تین دن گزر جانے پر اسے چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے جا کر ملے اور اس کو سلام کرے۔ اگر وہ سلام کا جواب دیدے تو (مصالحت) کے اجر میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گناہگار ہوا اور سلام کرنے والا ترکِ ملاقات کے گناہ سے بری ہو گیا۔" (مشکوۃ شریف جلد ۲۔ حدیث ۴۷۸۷۔ ترکِ ملاقات کا بیان)

"بیشک مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان (اگر جھگڑا ہو گیا ہو تو) صلح کرا دیا کرو۔" (قرآن مجید۔ سورۃ حجرات۔ آیت ۱۰)

غیبت اور سوءِ ظن:

"اے ایمان والوں! بدگمانیوں سے اجتناب کرو۔ بیشک بعض گمان گناہ ہے۔ اور ایک دوسرے کی بھید جاننے کا تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم سے کوئی اس بات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسند کریگا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم کو ضرور گھن آئیگی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔" (سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۲)

"جس بات کی تجھے خبر نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ، کیونکہ کان، آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہوگی۔" (سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت ۳۶)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بدگمانی سے بچتے رہو۔ کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹی بات ہے اور کسی کے عیوب معلوم کرنے کے پیچھے نہ پڑ جاؤ۔ جاسوسی نہ کرو، اور کسی کے سودے نہ بگاڑو اور آپس میں حسد نہ کرو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ خدا کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

شراب نوشی اور نشہ:

"اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام شیطان کے ہیں۔ تم ان سے اجتناب کرنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے درمیان دشمنی اور رنجش ڈلوائے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو تم کو ان کاموں سے باز رہنا چاہیے۔" (قرآن مجید۔ سورۃ مائدہ۔ آیت ۹۰)

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہ کی تو آخرت میں اس سے محروم رہیگا۔"

(صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ کتاب الاشربہ۔ باب ۳۴۳)

"جو چیز نشہ آور ہو، وہ حرام ہے۔" (صحیح بخاری۔ کتاب الاشربہ)

والدین کے حقوق:

"اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائے تو انکے آگے اُف تک نہ کہنا۔ اور نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے سامنے ادب واحترام کیساتھ گفتگو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا۔ اور انکے سامنے شفقت وانکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔ اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! جیسا کہ انہوں میری بچپن میں شفقت سے پرورش کی تو بھی ان پر رحم فرما۔"

(قرآن مجید۔ سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت ۲۳۔۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: یقیناً یہ گناہ کبائر (بڑے گناہوں) میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ کسی نے کہا: یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے ہی والدین پر لعنت کیسے بھیج سکتا ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا بھی اسکے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔" (صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام کر دی ہے۔ اور والدین کے حقوق نہ ادا کرنا اور ان سے ضرورت سے زائد مطالبات کرنا بھی حرام ہے۔" (صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

"اور ہم نے انسان کو جسے اُس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے۔ اسکو دودھ پلاتی ہے، اور آخر میں دو برس بعد اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے' اپنے والدین کے متعلق تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر ادا کرتا رہ اور اپنے والدین کا بھی۔ کہ تم کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ تمہارے درپے ہوں کہ تم میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرو جس کا تمہیں علم ہی نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ البتہ دنیا میں ان کا اچھے طریقے سے ساتھ دینا۔"

(قرآن مجید سورۃ لقمان۔ آیت ۱۴۔۱۵)

عفو و درگزر:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بھی بخشنے والا اور رحم کرنے ہے۔" (قرآن مجید۔ سورۃ التغابن۔ آیت ۱۴)

یہاں صرف چند امور کے متعلق اسلامی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔ اسکے علاوہ مزید اور بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئی اخلاقی اوصاف ہیں جن کی اسلام تلقین کرتا ہے۔تمام اوصاف یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔لہٰذا اب ہم چند حکایات نقل کر رہے ہیں، اسلامی تعلیمات کو مزید سمجھنے کے لیے ہمیں قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

پڑوسیوں کے حقوق:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے! دوسری مرتبہ پھر یہی فرمایا' تیسری مرتبہ پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے"۔(صحابہ نے ؓ "پوچھا: اے اللہ کے رسول کون؟"' آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: وہ شخص کس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی چین میں نہیں۔

(صحیح البخاری۔کتاب الادب)

حواشی: باب ۹۔احکامات، تعلیمات و حکایات

۱ اس منتر کا ترجمہ کرنے کی جرات مغربی مصنفین نے بھی نہیں کی ہے۔

۲ اس اشلوک کا ترجمہ سوامی نکھل آنندا نے انگریزی ترجمے میں کیا ہے۔

۳ قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر۔سورۃ نساء، آیت ۳ کی تفسیر، حاشیہ ا۔شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس۔مدینہ منورہ

۴ تفسیر عثمانی۔حاشیہ ۲۴۳۔دارالاشاعت۔کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذاہب کا باہمی تعلق

جب ہم بلاتعصب مذاہب عالم کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب کا دوسرے مذاہب سے کوئی نہ کوئی تعلق رہا ہے۔ کچھ ایسے مشترکہ اقدار، تصورات اور امور ضرور موجود رہے ہیں جو دنیا کے تمام مذاہب میں کچھ اختلافات کے ساتھ ایک ہی ہیں۔ اگر ہم ان اختلافات کو ایک طرف رکھ کر دیکھیں تو یقین ہوتا ہے کہ دنیا کے ہر الہامی مذہب کی اساس ایک ہی ہے۔ آج ہندو دھرم بت پرستی اور شرک میں ڈوبا ہوا ہے لیکن رگوید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی خدائے واحد کی تعلیمات موجود ہیں لیکن کثیر التعداد خداؤں کے تصور میں اب وہ نظر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ دنیا کے تقریباً مذاہب دوسرے مذاہب سے بیخبر نہیں رہے ہیں بلکہ انہوں نے دوسرے مذاہب کے بارے میں بھی ہمیں بتایا ہے کہ کیوں وہ اب قابل قبول نہیں ہیں۔ جب ہم ہندودھرم کی مقدس کتابوں کو مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ اس میں صرف دیوتاؤں کے قصے ملیں گے اور گنگا، جمنا، کیلاش اور ہندوستان کے دیگر خطوں میں پیش آنے والے واقعات کا ذکر ہی ملے گا، اسی طرح جب ہم بائبل یا قرآن پڑھتے ہیں تو ہمیں ذرا بھی توقع نہیں ہوتی کہ اس میں کہیں ہندوؤں کا ذکر ہوگا۔ یہ دراصل ہماری تنگ نظری کا نتیجہ ہے، ورنہ دنیا کا کوئی بھی مذہب دوسرے مذہب سے بے تعلق نہیں رہا ہے۔ اس باب میں ہم اسی کا مطالعہ کریں گے کہ ہندودھرم اور اسلام میں ایک دوسرے میں متعلق کیا بتایا گیا ہے۔

ہندو دھرم میں اسلام کا ذکر

بائبل اور دیگر کتب مقدسہ کی طرح ہندو مذہب کے مقدس منابعات میں بھی کسی نہ کسی صوت میں شعائر اسلام اور اسلامی تعلیمات کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔ خدا کے گھر کا تصور، طوفانِ نوح کا ذکر، جنت و دوزخ کا ذکر، قبر، قیامت، میزان عمل اور اس طرح کئی امور پر ہمیں وید میں تعلیم ملتی ہے۔ سوال کیا جا سکتا ہے کہ یہ اسلامی تعلیمات ہندو مذہب کی مقدس کتابوں میں کس طرح آئی؟ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہے یہ کتابیں الہامی ہوں، لیکن اس بارے میں ہم کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ قرآن یا احادیث کسی ہندوستانی صحیفے کا ذکر نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ ہندو مذہب کی کتابیں تحریف شدہ اور دیگر مذاہب کی کتابوں سے بھی ماخوذ ہے لہٰذا ممکن ہے کہ یہ تمام معلومات ہندو منابعات میں عیسائیت و یہودیت کی تحریف شدہ کتابوں سے اخذ کی گئی ہوں کیونکہ حضرت محمد ﷺ اور انکی شریعت کا ذکر دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ تورات و انجیل میں بھی ملتا ہے۔

ہندو دمنابعات میں اگر ہم اسلامی تعلیمات سے متعلقہ تمام اقتباسات اور امور یہاں درج کریں تو اس کتاب کی ایک اور مزید جلد درکار ہوگی۔ لہٰذا یہاں ہم ہندو دھرم کی مقدس کتب سے صرف چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں جن میں اسلامی تعلیمات کی روشن جھلکیاں ہیں۔

بیت اللہ یعنی خدا کے گھر کا تصور:

''برہما (خالق) اُس گھر میں رہتا ہے جو جنت کی روشنیوں سے روشن اور مقدس ارواح (فرشتوں) سے ڈھکا ہوا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں لوگوں کو روحانی سکون ملتا ہے'' [1]

(اتھروید۔ کتاب ۱۰۔ باب ۲۔ منتر ۳۳)

''خواہ وہ اونچائی پہ بنا ہو، اسکی دیواریں سیدھی ہوں یا نہیں، لیکن خدا اُس کے ہر زاویے میں دِکھتا ہے۔ یہ بات خدا کے گھر کو جاننے والے جانتے ہیں کیونکہ وہاں خدا کو یاد کیا جاتا ہے۔'' [2]

(اتھروید۔ کتاب ۱۰۔ باب ۲۔ منتر ۲۸، ۳۱)

''ہمارا مقامِ الٰہ نافِ زمین پر ہے۔'' (رگوید۔ منڈل ۳۔ ۲۹۔ ۴)

یہاں سنسکرت لفظ ''اِلاسپد'' استعمال ہوا ہے جسکے معنی ''مقامِ الٰہ'' ہے۔ سر مونیر ولیم جو کہ سنسکرت کے ایک مشہور عالم گزرے ہیں، انہوں نے اپنی سنسکرت انگریزی لغت میں اس لفظ کے معنی ''Name of Tirth'' یعنی ایک تیرتھ کا مقام لکھا ہے۔ جس طرح مسلمانوں کے لیے مقدس مقامات حرم، مکہ و مدینہ ہیں اسی طرح ہندو اپنے مقدس مقامات کو ''تیرتھ'' کہتے ہیں۔ الاسپد کہاں ہے؟ اس بارے میں وید نے بتایا ہے کہ یہ مقدس مقام زمین کی ناف پر ہے۔

زمین کی ناف یعنی مرکزی حصے کے قریب کا تعلق مکہ سے ہے۔ مکہ کو ام القریٰ یعنی آبادیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ماں بھی کہا جاتا ہے اور زمین کے درمیان کے قریب بھی ہے۔ یہ زمین پر خدا کی عبادت کے لیے بنائے جانے والا سب سے پہلا گھر ہے۔ اسی لیے اسے بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر بھی کہا جاتا ہے۔

غالباً لفظ الہٰ اسلامی نام اللہ ہی ہے۔ جسے وید میں الہٰ کہا گیا ہو اور پھر یہ حرف اور اسکے متعلق عقیدہ میں بگاڑ آ گیا ہو۔ عربی میں بھی خدا کو الہٰ کہا جاتا ہے اور اگر ہم مقام الہٰ کا عربی میں ترجمہ کریں تو بیت اللہ بنتا ہے۔

علاوہ ازیں تاریخی شواہد بھی اسکی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہندوستان کے ہندوؤں کو کعبہ سے کسی نہ کسی طور پہ عقیدت رہی ہے۔ چنانچہ سیرت ابن ہشام (جلد ۱، صفحہ ۱۴۶) میں ہے کہ جب حضرت محمد ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے چاہِ زمزم کو دوبارہ کھودا تو اس کے اندر سے کلہ کی تلواریں نکلیں جو کہ ہندوستانی تھیں۔

قبر:

اہل ہنود اپنے مردوں کو لکڑی پر جلا دیتے ہیں۔ انکے نزدیک ہندو دھرم کی تعلیمات بھی یہی ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو جلا دیا جائے۔ جبکہ ویدوں میں کچھ مقامات پر قبر یعنی مردوں کو دفنانے کا تصور بھی ملتا ہے۔ وید میں ان منتروں میں جس میں عذاب قبر سے نجات، اور زمین سے میت کے متعلق سفارشی دعا کی گئی ہیں۔ ذیل میں درج منتروں میں ان منتروں میں مردوں کا دفن ہونا اور اسکے ساتھ عذاب قبر کا تصور بھی واضح طور پر ملتا ہے۔ چند اقتباسات ہیں۔

''تجھے ہم زمین ماتا کے سپرد کرتے ہیں جو کہ وسیع مہربان اور بخشش کرنے والی ہے۔ زمین کی دیوی نرمی کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے۔ وہ تجھے نرگ سے محفوظ رکھے۔ اے زمین! خود کو اوپر اٹھائے رکھ۔ نیچے کی طرف زیادہ بوجھ مت دبا۔ اس (میت) کے لیے آسانی مہیا کر۔ اے زمین آرام سے اسکی حفاظت کرتے ہوئے اس کو ڈھانپ لے۔ جیسے ماں اپنے بچے کے گرد کپڑا لپیٹ لیتی ہے۔ اے زمین ٹھہر جا! اس کے لیے ہزار رحمتوں کا گھر بن جا۔''

(رگوید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۲۔ منتر ۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میزان عمل:

آئندہ دنیا میں وہ اسکے اچھی اور برے اعمال ترازو میں رکھتے ہیں ان دونوں میں سے جو بھاری ہوا اسی کے پیچھے انسان جائیگا۔ چاہے وہ اچھے ہو یا برے۔ اب جو کوئی اس (خدا) کی بات مانتا ہے اور اپنے آپ کو اس دنیا کے ترازوؤں میں رکھتا ہے وہ آئندہ دنیا میں حساب سے چھوٹ جاتا ہے۔" (شتپتھ برہمن۔ کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۲۔ برہمن ۷۔ کنڈ ۳۳)

انبیاء کرام علیہ السلام:

حضرت نوح علیہ السلام اور طوفانِ نوح کو ہم کوئی نیا اسلامی تصور نہیں کہہ سکتے کیونکہ عیسائیت اور یہودیت نے بھی اسے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ طوفانِ نوحؑ اس دنیا کی ایسی حقیقت ہے کہ جس کا تذکرہ ہمیں تقریباً ہر مذہب میں کسی نہ کسی صورت میں ضرور ملتا ہے۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اور اس عظیم طوفان کا تذکرہ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

ہندوؤں کے ہاں حضرت نوحؑ کو منو کہا گیا ہے۔ لیکن منو بھی کسی ایک شخصیت کا نام نہیں بلکہ مختلف منو گزرے ہیں۔ وید میں تقریباً چودہ منو کا ذکر ہے۔ پران، وید اور دوسری کتابوں میں جس میں منو کا مفصل ذکر ہے وہ حضرت نوحؑ ہیں۔ معروف فرانسیسی مصنف ڈیو بائیس A.J.A Dubois اپنی کتاب "ہندو شعائر، مراسم و مناسک Hindu Manners,Costoms & Cermonies میں لکھتے ہیں:

"مختصراً یہ کہ ایک مشہور شخصیت جو کہ ہندوؤں کے یہاں بہت مقدس ہے اور جسے وہ "مہانووو" (Mahanuvu) کے نام سے جانتے ہیں۔ (سیلاب کی) تباہی سے ایک کشتی کے ذریعے بچ نکلی جس میں سات مشہور رشی سوار تھے۔ "مہانووو" دو لفظوں مہا اور نوو کا مرکب ہے۔ مہا کے معنی عظیم اور نوو بلاشک وشبہ نوحؑ ہیں۔" (۳)

"تب بھگوان منو سے یوں بولے، ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ اے زمین کے رکھوالے! تھوڑے ہی عرصے میں پہاڑ، جنگل اور کونوں سمیت یہ زمین پانی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈوب جائیگی۔اس لیے اے زمین کے سردار! تمام جانداروں کی حفاظت کرنے کے لیے تمام دیوتاؤں کے ذریعے اس کشتی کو تعمیر کیا گیا ہے۔اے وفا شعار بندے! جتنے بھی قسم کے جاندار ہیں ان سبھی بے سہاروں کو اس کشتی میں چڑھا کر تم ان سب کی حفاظت کرنا۔"

(متسیہ پران۔ادھیائے ا۔اشلوک ۲۹ تا ۳۵)

"اس سے نوح نامی بیٹا پیدا ہوا۔اس نے پانچ سو برس راج کیا۔اس کے سیم، شام اور بھاؤ تین بیٹے ہوئے۔ وشنو کا بندہ وحدت الوجود کے دھیان میں محو تھا۔ایک بار وشنو نے اسے خواب میں بتایا کہ اے پیارے نوحؑ سنو! ساتویں دن حشر بپا ہوگا۔تم لوگوں کے ساتھ کشتی میں فوراً بیٹھ جانا۔اے اندر کے بھکت! اپنی جان بچاؤ۔تم سربلند ہوگے۔اس طرح مان کر اس بزرگ ہستی نے تین سو ہاتھ لمبی پچاس ہاتھ چوڑی اور تین ہزار ہاتھ گہری خوبصورت کشتی ایجاد کی۔سبھی جانداروں کے جوڑوں اور اپنے اہل خاندان کے ساتھ سوار ہوکر وشنو کے دھیان میں محو ہوگیا۔۔۔چالیس دن تک زبردست بارش ہوئی۔بھارت ورش پانی سے ڈوب گیا اور چار سمندر مل گئے اور بیکراں ہوگئے۔۔نوح اپنے اہل خاندان کے ساتھ طوفان ختم ہونے پر وہاں رہنے لگا۔نوح کے بیٹے سام، حام، اور یاقوت نام سے مشہور ہوئے۔"

"اس کے تین بیٹے ابراہیمؑ، مہنور اور ہارن اس طرح ملیچھ نسل کے سردار ہونگے۔"

"آدم اور حوا وشنو کی گیلی مٹی سے پیدا ہوئے۔جنت کے مشرقی حصے میں پرمیشور کے ذریعہ بنایا گیا خوب صورت چار کوس کے رقبہ کا بہت بڑا جنگل تھا۔گناہ والے درخت کے نیچے جا کر بیوی کو دیکھنے کی بیتابی سے آدمؑ حواؑ کے پاس گئے۔تبھی سانپ کی شکل بنا کر وہاں فوراً شیطان نمودار ہوا۔اس چالاک دشمن کے ذریعے آدم وحوا دھوکا کھا گئے۔اور وشنو کے حکم کو توڑ ڈالا اور دنیا کا راستہ دکھانے والے اس پھل کو شوہر نے کھالیا۔ان دونوں کے ذریعے گولر کے پتوں سے ہوا کی غذا حاصل کی گئی۔تب ان دونوں سے بہت سی اولادیں پیدا ہوئی۔آدمؑ کی عمر نوسو تیس سال ہوئی۔"

"ایک مرتبہ شکا دیش ہمالیہ سے آگے ہوڑ دیش گئے۔وہاں پہاڑوں کے درمیان اس راجا نے سفید پوش گورے رنگت والے معزز شخص کو دیکھا۔خوش ہوکر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں عیسیٰؑ ہوں۔ کنواری ماں سے پیدا ہوا ہوں۔ میں سچائی کی تعلیم دینے والے ملیچھ دھرم کی تعلیم دیتا ہوں۔ یہ سن کر راجا نے پوچھا۔ دھرم کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟ یہ سن کر عیسیٰ مسیحؑ بولے۔ سچائی کے زوال پذیر ہونے اور ملیچھ دیش کے حقانیت سے دور ہو جانے پر میں مسیحؑ یہاں آیا ہوں۔۔۔ اے راجا! میرے ذریعے ملیچھوں میں قائم کیے ہوئے دین کی باتیں سنو۔ اشنان کر دیا نہیں، دل کو موم کر کے خدا کی عبادت کرو۔ انصاف اور سچائی کے ساتھ دل کو یکسو کر کے انسان آسمانی خدا کی دھیان سے عبادت کرے۔ یہ خدا لازوال ہے۔ ایشور کی پاک اور نفع بخش اصل مورتی اس طرح روزانہ دل کے اندر حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے عیسیٰ مسیح میرا نام ہے۔ یہ سن کر راجہ وہیں عیسیٰ مسیحؑ کا معتقد ہو گیا۔" (بھوشیہ پران۔ پرتی سگ پرو۔ ادھیائے ۴)

ان اشلوکوں میں اصل سنسکرت میں نوح کی جگہ نیوح، سام کی جگہ سم استعمال ہوا ہے۔ آدمؑ اپنی اسی صورت میں آدم، حوا "حویہ رتی" شیطان کی جگہ کلی، جنت کی جگہ پردان نگر، عیسیٰؑ کی جگہ عیشیٰ اور مسیح کی جگہ مَسی لکھا ہے۔ لیکن ہم نے اسکا ترجمہ اسی طرز پر کیا ہے جس طرح کہ قرآن اور بائبل میں ہے۔ یہ ساری اشلوک بھوشیہ پران کے پرتی سگ پرو، تیسرے کھنڈ، دوسرے ادھیائے کے نمبر ۲۱ سے ۳۰ تک ہیں۔

اسلام میں ہندو دھرم کا ذکر

کتاب کے اوّل باب میں ہم پڑھ آئے ہیں خطۂ ہندوستان کی تاریخ کوئی نئی نہیں بلکہ یہ دنیا کے قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک تہذیب رہی ہے۔ عیسائیت اور یہودیت کی تاریخ بھی ہندومت کے مابعد کی ہے ہندو دھرم اس سے کئی زیادہ قدیم ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے مختلف قوموں کا ذکر کیا ہے جہاں انبیاء و رسل مبعوث ہوئے لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن مجید کے قولِ فیصل کے مطابق ہر قوم کی طرف پیغمبر بھیجا گیا ہے

" وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ . "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یقیناً ہم مبعوث کر چکے ہر امت میں رسول کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔" (سورۃ النحل۔ آیت ۳۶)

یعنی دنیا کی تمام اقوام کے ہاں خدا تعالیٰ نے ہدایت کے لیے کوئی نہ کوئی ہادی و پیغمبر ضرور بھیجا ہے جنکی تعداد اللہ ہی بخوبی جانتا ہے۔ ان تمام انبیاء کرام علیہ السلام کے بارے میں سورۃ المومن آیت ۷۸ میں اللہ فرماتے ہیں:

" وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ . "

"یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں ان (رسولوں) میں بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان ہی نہیں کیا۔"

(سورۃ المومن۔ آیت ۷۸)

قرآن مجید اقوام عالم کا کوئی انسائیکلوپیڈیا نہیں ہے بلکہ یہ ایک خدا کا کلام ہے۔ قرآن کریم میں صرف ۲۵، انبیاو رسل کا ذکر اور ان کی قوموں کے حالات بیان کئے گئے ہیں کئی انبیاء کرام علیہ السلام اور انکی قوموں کے حالات قرآن مجید میں بیان نہیں کیے گئے۔ اس میں چند ایک گروہ ایسا بھی ملتا ہے کہ جن کے پیغمبر کا ذکر نہیں کیا گیا ہے لیکن ان لوگوں کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔

قرآن مجید نے یہودیوں کا ذکر کیا، عیسائیوں کا ذکر کیا، حتیٰ کے مجوس جن کی تعداد بہت زیادہ نہیں لیکن مذاہب عالم میں اسکی بھی اپنی شناخت ہے، اسکا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن سوال آتا ہے کہ قرآن نے ان سب کا ذکر کیا تو پھر ہندوؤں کا کیوں نہیں؟ یہ بات کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید نے عیسائیت اور یہودیت کا تذکرہ کر دیا لیکن وہ قوم جسکی تہذیب عیسائیت اور یہودیت سے بھی کہیں زیادہ قدیم ہے، جس کے ذکر کیے بغیر تاریخ انسانیت مکمل نہیں ہوتی اور جو نزولِ قرآن سے ہزاروں سال قبل اور اب تک بڑی تعداد میں دنیا میں موجود ہے اس کا ذکر قرآن مجید نے نہ کیا ہو۔

احادیث کے ذخائر میں ہمیں غزوۂ ہند کے نام سے ایک مستقل باب ملتا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہندوستان اور ہنود سے باخبر تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی زبان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبارک سے ہندوستان کا کئی مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ اور غزوہ ہند کی خوشخبری بھی دی گئی ہے لیکن اکثر لوگوں کو ہنود کی بابت قرآن خاموش لگتا ہوتا ہے۔ کافی عرصہ قبل ایک ہندو عالم شری گنگا پرشاد اپادھیائے نے اردو میں ایک کتاب لکھی مصابیح الاسلام۔ اور اس میں اس بات کو نکتہ بنا کر قرآن مجید پر بھی اعتراض کیا کہ قرآن میں ہنود کا کہیں بھی اشارے سے بھی ذکر کیوں موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس باب میں ہم قرآن مجید میں ہندو قوم کا ذکر تلاش کرینگے اور دلائل کی روشنی میں یہ جانینگے کہ قرآن مجید نے جہاں اس دنیا کی بیشتر اقوام کا ذکر کیا ہے وہیں دنیا کی اس بڑی اور اہم ترین قوم کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں مذکورہ اقوام:

مذہبی اعتبار سے قرآن مجید نے انسانوں کی قوموں کو مختلف القابات کے تحت تقسیم کیا ہے۔ مومنین، مسلمین، یہود، نصاریٰ اور دیگر القابات ہمیں قرآن مجید میں بکثرت ملتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید نے تمام مذہب کے پیروکاروں کا ذکر نہیں کیا بلکہ چند ایک بڑی جماعتوں کا ذکر کیا ہے۔ مومنین اور مسلمین یعنی مسلمانوں کی جماعت کے علاوہ قرآن مجید نے ان آیات میں اقوام عالم کا تذکرہ کیا ہے۔

" اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ "

"بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہیں اور نصاریٰ اور صابئین ہیں جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر ان کے پاس ہیں اور ان پر نہ تو کوئی خوف اور نہ اداسی۔" (سورۃ البقرۃ۔ آیت ۶۲)

" اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕيْنَ وَ النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ "

"ایمان دار اور یہودی اور صائبین اور نصرانی اور مجوسی اور مشرکین ان سب کے درمیان قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔" (سورۃ الحج۔ آیت ۱۷)

یہاں قرآن مجید میں لفظ عیسائی یا کرسچن استعمال نہیں ہوا ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصاریٰ سے مراد عیسائی ہی ہیں۔ غالب گمان ہے کہ ہندو قوم کو بھی قرآن مجید نے کسی اور نام سے موسوم کیا ہو۔ کیونکہ قرآن یا احادیث میں بیشک بہت سی قوموں کا ذکر ہے لیکن ہر قوم یا گروہ کے متعلق ہمیں صحیح معلومات حاصل نہیں، جو کہ ہماری عدم تحقیق کی وجہ سے ہے۔ اصحاب الرّس اور قوم تبع وغیرہ کے متعلق ہم زیادہ وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کون لوگ ہیں۔

بحر حال ان آیات مبارکہ میں چار دنیا کی چار اقوام کا ذکر ہے۔ یہود، نصاریٰ، مجوسی اور صابئین۔ یہود کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ یہ یہودی (Jews) ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ کے بارے میں بھی ہم یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کرسچن یعنی عیسائی ہیں اور مجوسی آتش پرست یعنی پارسی۔ باقی رہا صرف صابئین۔ آیئے اس صابئین پر بھی ذرا غور کر لیں۔

صابئین:

صابئین کون ہیں؟ صابئین کے بارے میں ہمیشہ سے علماء کرام کا اختلاف رہا ہے۔ کسی ایک گروہ کو قطعی طور پر صابئین نہیں کہا گیا۔ انکی خصوصیات اور انکے مذہب کے بارے میں مندرجہ ذیل خیال مستند حلقوں میں عام ہیں۔

عراق اور شام میں ایک بہت ہی معمولی سا فرق پایا جاتا ہے جو خود کو صبی کہتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ سب سے پہلی کتاب حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی، پھر حضرت نوح علیہ السلام پر، انکے بعد سام پر، پھر رام پر، اسکے بعد ابراہیم علیہ السلام پر، موسیٰ پر اور اسکے بعد حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام پر۔ اسکے بعد وہ کسی کو نبی تسلیم نہیں کرتے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ ہی پیغمبر اسلام محمد ﷺ کو۔

ان کا مرکز حران ہے اور یہ لوگ مذہب شنویہ پر ہیں اور خود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر بتاتے ہیں۔ پیر کرم علی شاہ ازہریؒ اپنی کتاب ''ضیاء النبی ﷺ'' میں عرب کے حالات میں صائبہ کے تحت لکھتے ہیں:

> ''دراصل یہ وہ قوم ہے جس کو دعوت حق دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا ان کا مرکز حران میں ہے۔'' (صفحہ ۳۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کشاف اصطلاح الفنون'' کے مؤلف، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق صابئین وہ گروہ ہے جس کے لوگ فرشتوں کی عبادت کرتے تھے، زبور پڑھتے تھے اور قبلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔

ان اقوال کے علاوہ کتاب ''التنبیہ والاشرف'' میں امثال و حکم کا تذکرہ کرتے ہوئے معروف سیاح مسعودی لکھتے ہیں کہ جب زرتشت نے اپنا دین ایران کے شاہ گتاسپ کے سامنے پیش کیا تو اور اس نے قبول کیا، اس سے قبل اس ملک کے لوگ ''صفا'' مذہب کے پیرو تھے اور وہ صابئین تھے۔ قرآن مجید کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ صابئین کے متعلق بہت سے مفسرین کے اقوال جمع کر کے لکھتے ہیں:

''ان کا دین نصرانیوں سے ملتا جلتا تھا یہ لوگ اپنے تئیں حضرت نوحؑ کے دین پر بتاتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود و مجوس کے دین کا خلط ملط یہ مذہب تھا۔ ان کا ذبیحہ کھانا اور انکی عورتوں سے نکاح کرنا ممنوع ہے۔ مجاہدؒ، حسنؒ اور ابن ابی نجیحؒ کا یہی فتویٰ ہے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے کہ اس کے مطابق یہ لوگ موحد تھے لیکن تاروں کی تاثیر اور نجوم کے معتقد تھے۔ ابو سعید اصطخری نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ رازیؒ فرماتے ہیں یہ ستارہ پرست لوگ تھے۔ کشرانین میں سے تھے جن کی جانب حضرت ابراہیمؑ بھیجے گئے تھے۔ حقیقت حال کا علم تو محض اللہ تعالیٰ کو ہے مگر بظاہر یہی قول اچھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ یہودی تھے، نہ نصرانی نہ مجوسی نہ مشرک۔ بلکہ یہ لوگ فطرت پر تھے کسی خاص مذہب کے پابند نہ تھے اور اسی لیے یعنی ہر مشرکین اصحابِ رسول ﷺ کو صابی کہتے تھے یعنی ان لوگوں نے تمام مذہب ترک کر دیئے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ صابی وہ ہیں جنہیں کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی۔'' (تفسیر ابن کثیرؒ۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۶۲ کی تفسیر)

پہلا قول جس کے مطابق صابئین عراق و شام میں رہنے والے وہ صبی ہیں جو حضرت یحییٰ علیہ السلام تک کے انبیاء کرامؑ کو مانتے ہیں۔ یا دوسرا یہ قول کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرشتوں کی پرستش اور زبور پڑھتے تھے۔ امکان ہے کہ قرآن نے انہیں میں سے کسی ایک یا دونوں کو مجموعی طور پر صابئین کہا ہو۔ لیکن جس طرح قرآن مجید میں لفظ صابئین کا ذکر ہمیشہ دنیا کی بڑی بڑی قوموں یعنی یہود اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصاریٰ کے ساتھ آیا ہے، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ لوگ کوئی معمولی فرقہ نہیں بلکہ کوئی بڑی قوم رہے ہونگے۔ جبکہ اس فرقے کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ ختم ہونے کو ہیں یا شاید اب انکا کوئی وجود بھی نہیں رہا ہے۔ اور پھر اس فرقے میں ایسی کوئی خصوصیات نہیں پائی جاتیں جو مفسرین نے صابئین کی طرف منسوب کی ہیں مثلاً نجوم کا اعتقاد وغیرہ۔

بحر حال صابئین کی تفسیر پڑھ کے معلوم ہوتا ہے کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ صابئین کون ہیں؟ تفاسیر میں صابئین کے متعلق اسلاف کے جو اقوال درج ہیں وہ ہم مندرجہ ذیل نکات میں لکھ رہے ہیں۔

۱۔ یہ لوگ خود کو حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر بتاتے تھے۔

۲۔ انکی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔

۳۔ ان کا ذبیحہ حرام اور انکی عورتوں سے نکاح ممنوع ہے۔

۴۔ ستاروں اور نجوم پر اعتقاد رکھتے تھے۔

۵۔ ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔

مسعودی جن کا نام ابوالحسن علی تھا' ایک بلند پایہ مورخ، جغرافیہ نویس اور سیاح کی حیثیت سے مشہور رہ چکے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان سمیت کئی ممالک کی سیاحت کی انکی مشہور کتاب ''التنبیہ والاشرف'' تاریخ کی ایک اہم دستاویز ہے۔ اگر ہم انکے قول کو درست مانیں تو پھر یہ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ صابئین ہنود ہی ہیں۔ کیونکہ انکے مطابق یہ وہ مذہب تھا جو کہ زرتشت کے ظہور سے پہلے ایران میں رائج تھا۔ تاریخ کے باب میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ زرتشت سے پہلے ہندوستان اور ایران میں ایک ہی قسم کا مذہب رائج تھا جسے ہندومت (ابتدائی صورت میں) کہتے ہیں۔ اسکے علاوہ مصنف نے یہ بھی کہا کہ یہ وہ مذہب ہے جسے ''بوذاسب'' نے ''طہورس'' کے زمانے میں پیش کیا تھا۔ بوذاسب اور زرتشت کا زمانہ بہت ہی قریب چھٹی صدی قبل مسیح ہے۔ بوذاسب کا مذہب کیا تھا؟ اس بارے میں اہل علم جانتے ہیں کہ یہ ویدک دھرم تھا۔ یعنی درحقیقت مصنف نے اس مذہب کو بدھ مت بتایا ہے جسے گوتم نے پیش کیا تھا۔ کیونکہ بوذاسب دراصل گوتم بدھ ہی ہے۔ (۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہندومت کے ابتدائی دور یعنی ۱۵۰۰ سے ۲۱۰۰ قبل مسیح میں تقریباً ساری دنیا مظاہر قدرت اور ارواح کی پرستش میں مبتلاء تھی۔ یہی وہ دور تھا جب مشہور پیغمبر ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اس وقت دنیا میں صرف دو ہی مذہبی رجحانات پائے جاتے تھے۔ توحید پرستی اور مظاہر پرستی۔ معروف عرب مورخ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد شہرستانی اپنی ممتاز تصنیف ''الملل والنحل'' میں اس دور کے ان دونوں مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت ابراہیم خلیلؑ کے زمانے میں دوہی (مذہبی) گروہ تھے۔ ایک صابیہ اور دوسرا حنفاء۔''
(صفحہ ۱۳۶۔ طبع مصر)

اس کے بعد شہرستانی صابیہ اور حنفاء کے اقوال نقل کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صابیہ روحانی قوتوں اور انبیاء کے منکر تھے جبکہ حنفاء مومنین یعنی خدا اور اسکے رسول کو ماننے والے تھے۔ صابئین کے مذہب کی ظاہری حالت کے بارے میں وہ چند سطروں بعد لکھتے ہیں:

''جب صابیہ کے لیے مجرد روحانیات (دیوتا) پر انحصار اور انکے اعیان کے واسطے سے انکا تقرب اور انکی ذات کے وسیلے سے ان تک پہنچنا ممکن نہ رہا تو انکے ایک گروہ نے ان (دیوتاؤں) کے مجسموں اور بتوں کی طرف جو سات گردش کرنے والے ستارے ہیں انکی طرف رجوع کیا اور ان ستاروں کے فرضی مجسمے بنا کر انہیں روحانیات کی جسمانی صورتیں سمجھا۔ اور ہیکلوں یعنی مندروں میں رکھ کر انکو پوجنے لگے۔ سو وہ صابیہ جو نبطی، فارسی، اور رومی ہیں انکے ملجاء و ماوئی سیارے ہیں (یعنی وہ سیاروں کی بھی پرستش کرتے ہیں) اور ہندوستان کے صابیہ کا مرجع ثوابت ہیں۔ (یعنی وہ ثوابت کو پوجتے ہیں)۔'' (صفحہ ۱۳۷۔ طبع مصر)

حنفا کا مذہب یعنی دین حنیف کی صورت ہمارے سامنے اسلام ہے یعنی توحید پر مبنی پیغمبروں کا بتلایا ہوا مذہب۔ اور دوسرا وہ مذہب ہے جسکی موجودہ صورت ہمارے سامنے ہندومت ہے۔

اس بحث سے دراصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ صابئین درحقیقت کوئی خاص امت نہیں ہے بلکہ یہ وہ مذہب ہے جو مختلف عقائد و عبادات کا مجموعہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکر اب تک رائج ہے۔

چنانچہ صابئین اس مذہب والوں کو کہتے ہیں جو شدت کے ساتھ بت پرستی میں مبتلاء ہیں ۔ بزرگان دین کے مجسمے بنا کر انکی پرستش کرتے ہیں۔اور ستاروں کے فرضی مجسمے بنا کر انہیں مندر میں رکھ کر پوجتے ہیں۔صابئین کے دین کا کوئی ایک خاص فرقہ نہیں بلکہ ہر فرقہ حق پر ہونے کا مدعی ہے اور کئی ایک دوسرے سے بیخبر ہیں۔

اس دور سے لیکر اب تک یہی سب حالات ہنود کے بھی ہیں ۔ چنانچہ علماء میں سے شہرستانی اور علامہ ابن صاعد اندلسیؒ نے اپنی کتاب ''طبقات الامم'' میں ہنود کو صائبہ ہی شمار کیا ہے۔ علامہ اندلسیؒ لکھتے ہیں:

''ہندوستان کے جمہور صائبہ ہیں اور اسکی اکثریت عالم کی ازلیت کی قائل ہے، اور یہ کہ علۃ العلل یعنی ذات باری تعالیٰ سے معلول ہے۔یہ لوگ کواکب کی تعظیم کرتے ہیں اور اپنے متخلیہ کے مطابق اس کی صورتیں بناتے ہیں اور فہم کے مطابق ہر ستارہ کی طبیعت کے مناسب طرح طرح کی قربانیاں دیتے ہیں۔'' (۵)

عبدالکریم شہرستانی نے ''الملل والنحل'' میں ''آراء الہند'' کے تحت لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں مختلف نوع کے مذاہب اور فرقے موجود ہیں۔مگر جمہور صائبہ کے مذاہب پر ہے۔

''ہندوستان کے اکثر باشندے صائبہ اور اسکے طریقوں پر ہیں، ان میں بعض روحانیت کے قائل ہیں، بعض ہیکلوں کے قائل ہیں اور بعض بتوں کے قائل ہیں۔البتہ یہ سب اپنے مذہبی طریقوں اور شکلوں میں جن کو انہوں نے ایجاد کیا، مختلف ہیں۔'' (۶)

اس کے علاوہ اگر ہم تفسیر سے حاصل کردہ ان نکات اور ہندو دھرم پر غور کریں تو سارے ہی نکات ہنود پر صادق ہوتے ہیں۔ ہندو خود کو آدم ثانی منو یا مہانو کے دین بتاتے ہیں۔ جو کہ حقیقتاً نوحؑ ہی ہیں۔ ہندوؤں کے بارے میں ماہرین انساب کا کہنا ہے کہ یہ لوگ حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی اولاد ہیں۔ جسے پرانوں میں غالباً یاقوت کہا گیا ہے۔انکا دین یہود اور زرتشتی مذہب کا مرکب ہے۔اس بارے میں ہم پہلے باب میں بحث کر چکے ہیں کہ ہندو دھرم اور مذہبِ زرتشت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا تعلق ہے۔ ہنود کا ذبیحہ بھی شریعت اسلامی میں حرام ہے اور ستاروں کے پرستش بھی ہندوؤں میں عام ہے۔

تمام بحث کے بعد قرآن مجید پر یہ الزام لگانا غلط ہوگا کہ اس میں دنیا کی ایک بڑی قوم ہنود کا تذکرہ نہیں ہے۔ قرآن مجید مستقبل میں واقعات ملتے ہیں، قبل از تاریخ کے واقعات بھی ملتے ہیں تو یہ بھی کسی طرح ممکن نہیں ہے ہزاروں سال قدیم مذہبی قوم جو عہد نبویؐ سے ہزاروں سال قبل سے اب تک موجود ہے اس کا ذکر نہ ہو۔ تمام شواہد اور تصریحات کے مطابق اب ہم یہ کہنے کے مستحق ہیں کہ قرآنی اصطلاح صابئین کا اطلاق اگرچہ کسی وقت میں کسی اور گروہ پر ہوتا ہو مگر صابئین کی خصوصیات کے باعث اس کا اطلاق ہنود پر بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اپنے عہد اور بعد از ان خلفاء راشدین نے بھی اپنے ادوار میں عرب میں مقیم ہنود کو مجوس یا پھر صابئہ ہی شمار کیا ہے۔

اصطلاحات:

قرآن مجید میں کچھ اصطلاحات ایسی ہیں جنکا ترجمہ اگر سنسکرت میں کیا جائے تو ہندو دھرم کی اصطلاحات بن جاتی ہیں جو کہ اس وقت بھی عوام میں عام ہیں۔

سناتن دھرم:

سب سے پہلے ہم ہندو دھرم کا ایک مقبول نام 'سناتن دھرم' کا ذکر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں سورۃ البینہ آیت ۵ میں ایک اصطلاح ''دین قیمۃ'' استعمال ہوئی ہے۔ دین کے معنی جزا، قانون اور ضابطہ حیات کے ہیں۔ یعنی اپنے معنوں میں یہ لفظ ''دھرم'' کے ہم معنی ہے۔ اسی طرح ''قیمۃ'' کے معنی بھی مستحکم، مضبوط اور سیدھا چلا ہوا ہے۔ یعنی سناتن دھرم کا عربی ترجمہ ''دین قیمۃ'' ہوگا۔

آدگرنتھ:

قرآن مجید میں جب ہم گزرے ہوئے زمانوں کے صحائف کا نام دیکھتے ہیں تو ان میں توریت، زبور، انجیل اور صحفِ ابراہیم کے علاوہ ''صحف اولیٰ'' اور ''زبر الاولین'' کے الفاظ ملتے ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں سورۃ الاعلیٰ میں اور سورۃ الشعریٰ آیت ۱۹۶ میں ہے۔ انکے معنی اولین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحائف اور بکھرے ہوئے صحائف ہیں۔

اہل ہنود اپنے مقدس صحائف کا ''آدگرنتھ'' اور ''آدِگیان'' کہتے ہیں۔ سنسکرت کے ان لفظوں کے معنی وہی ہیں جو ''صحف اولیٰ'' اور ''زبر الاولین'' کے ہیں۔ صحف اولیٰ کے معنوں میں گزشتہ تمام پیغمبروں کے صحیفے بھی شامل ہیں اور سب سے پہلا صحیفے بھی۔

''اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں۔''

(قرآن مجید۔ سورۃ النور۔ آیت ۳۰)

''چونکہ برہم نے تمہیں عورت بنایا ہے اس لیے اپنی نگاہیں پست رکھو۔ اپنے پیروں کو سمیٹے ہوئے رکھو۔ ایسا لباس پہنو کہ کوئی تمہارا جسم دیکھ نہ سکے۔''

(رگوید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۸۔ منتر ۱۹)

''خدا نے حق و باطل کو سمجھ کو حق کو باطل سے جدا کر دیا ہے اور حکم دیا کہ اے لوگو! حق پر ایمان لاؤ۔''

(یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۷۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ۱۰۔ ہندو دھرم اور دین اسلام کا تعلق

۱ مشہور روایت ہے کہ کعبہ کو بھی فرشتوں نے نور سے گھیرا ہوا ہے۔ جسکا تانتا عرشِ خداوندی تک ہے۔

۲ بیت اللہ یعنی کعبہ کی دیواریں بھی ایک ہی لمبائی کی نہیں ہیں۔ اسکے علاوہ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہو اسی کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ خدا کا ہر زاویے میں دکھنے والی بات بھی صدق ہوتی ہے۔ (منتر۔ بحوالہ۔ ویدوں کی جت۔

۳ Hindu Manners, Costoms & Cermonies۔ اے جے اے. ڈیوبائیس۔ صفحہ ۴۸۔ کلیرنڈون پریس آکسفورڈ یونیورسٹی۔ ۱۹۶۰

۴ محققین کو اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل عرب (گوتم) بدھ کو ہی بوذاسب کہتے تھے۔ (کتاب الفہرست۔ ابن ندیم، صفحہ ۳۴۵)

۵ طبقات الامم، صفحہ ۱۵۔

۶ الملل و النحل۔ شہرستانی۔ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انتم اوتار

جیسا کہ ہم نے اول باب میں پڑھا کہ قرآن مجید اور مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق اسلام خدا کا وہ ابدی دین ہے جو ابتدائے آفرینش سے ہی دنیا میں رائج رہا ہے۔ اگر چہ اسکی شریعت تبدیل ہوتی رہی، خدا کے بہت پیغمبرؑ آئے اور زمانی و مکانی لحاظ سے مختلف شریعتیں رائج ہوئیں، مذہب بدلتا رہا۔ لیکن خدا کا دین ازل تا ابد وہی اسلام رہا۔ خدا کے سبھی فرستادوں نے جو دعوت دی وہ یہ تھی کہ رسولِ وقت کو مان کر ایک خدا کی عبادت کی جائے اور اپنی رضا اُس خدا کے حوالے کر دی جائے جس نے پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔

تاریخی شواہد بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ یہی وہ دعوت یا دین توحید ہے جسے تمام پیغمبروں نے اپنی شریعتوں کے ہمراہ بیان کیا۔ اگر چہ مختلف مذاہب کی شرع مختلف رہی ہیں لیکن اگر ہم مذاہب عالم کی مقدس کتابوں کا بلا تعصب بغور مطالعہ کریں تو بیشتر مذاہب میں اگر چہ بہت سے تضادات کے ساتھ لیکن بنیادی طور پر وہی تصورات ملتے ہیں جو پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے۔ بیت اللہ یعنی ایک خدا کا گھر، پیغمبر، جنت و دوزخ، عذاب قبر، قیامت حتی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہمیں ان میں بجا طور پر ملتا ہے۔ ان حقائق کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو اس بات پر ہمارا یقین اور پختہ ہو جاتا ہے کہ اصل میں تمام مذاہب کی بنیاد ایک ہی ہے۔ اور ان سے متعلقہ ہستیاں اسی واحد ہستی سے فیضیاب ہوئیں جس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیضیاب ہوئے۔

ہمیں معلوم ہے کہ اسلام تمام مذاہبِ حقہ کو من جانب اللہ قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید اس بات سے قطعی انکار نہیں کرتا کہ عیسائیت، یہودیت اور دیگر سامی مذاہب خدا کے ہی نازل کردہ مذہب ہیں۔ دراصل اس عقیدے کے ساتھ کی تمام شریعتیں برحق ہیں، اسلام اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ یہ سارے مذہب عالمگیر نہیں تھے، خدا نے یہ سارے مذہب وقت کے تقاضوں کے لحاظ سے نازل کیے تھے۔ اور اب ان مذاہب میں لوگوں نے بہت سی تحریفات کر دی ہیں جسکی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مذہب کے متعلق بہت سے اختلافات ونزاعات جنم لے چکے ہیں۔ خدا کی وحدانیت کے تصور کو قائم کر کے ان تمام اختلافات ونزاعات کے ختم کرنے، نسلِ انسانی کو وحدت کی لڑی میں جوڑنے اور دینِ اسلام کی تکمیل کیلئے خدا نے خاتم النبیّین حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور انھیں ایک عالمگیر اور قیامت تک قائم رہنے والی شریعت عطا کی۔ چنانچہ گزشتہ تمام رہبر انبیاء کرامؑ نے خدا کی طرف سے لوگوں سے یہی عہد لیا کہ ہمارے بعد جو نبی ہماری شریعت کی تصدیق کرے اُس پر ایمان لانا۔

قرآن مجید اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ"

''اور جب اللہ نے نبیوں کے ذریعے سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تمہیں کتاب اور حکمت سے دیا ہے پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس (کتاب) ہے تو تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا اور اسکی مدد کرنی ہوگی۔ کہا، کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرا عہد قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں۔ کہا پھر گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ ال عمران۔ آیت ۸۱)

جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے کہ خدا نے پیغمبروں کے ذریعے پہلے کے لوگوں سے عہد لیتے ہوئے انھیں مطلع کیا تھا کہ آخر میں ایک نبی آئیگا جو تمام کتب سابقہ کی تصدیق کریگا۔ لہٰذا تقریباً چودہ سو سال قبل خدا نے اپنے عہد کی تکمیل کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو مبعوث کر کے تمام انسانوں سے فرما دیا کہ:

"وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ"

''کہہ دو (اے محمدؐ) کہ حق (اسلام) تمھارے رب کی طرف سے آچکا ہے، سو جو چاہے قبول کرے جو چاہے انکار کرے۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ الکھف۔ آیت ۲۹)

اسلام کے سوا دنیا کا کوئی بھی مذہب ایسا نہیں ہے جو دوسرے مذاہب کی کتابوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کرتا ہو۔ خدا تعالیٰ نے حسب عہد قرآن مجید میں تمام کتب سابقہ کی تصدیق کی اور انہیں برحق قرار دیا۔

" وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ "

''اور ایمان لاؤ اس (کتاب) پر جو میں نے نازل کی، اور اسکی تصدیق کرتی ہے جو (کتاب) تمہارے پاس ہے۔ اور تم اس کے پہلے منکر نہ بنو۔'' (قرآن مجید۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۴۱)

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت مفسر لکھتے ہیں:

''اس کے بعد ہی فرمایا ہے کہ تم اس قرآن پر ایمان لے آؤ جو تمہاری اپنی کتاب کی بھی تصدیق اور تائید کرتا ہے جسے لیکر وہ نبی آئے ہیں جو امّی ہیں، عربی ہیں، بشیر ہیں، نذیر ہیں، سراج منیر ہیں، جن کا نام محمد ﷺ ہے۔ جو تورات اور بائبل کی تصدیق کرنے والے اور حق کو پھیلانے والے ہیں، چونکہ تورات وانجیل (بائبل) میں بھی آپ ﷺ کا ذکر تھا تو آپ کا تشریف لانا تورات وانجیل کی سچائی کی دلیل تھی اس لیے کہا گیا کہ وہ تمہارے ہاتھوں کی چیزوں کی تصدیق ہیں: تمہیں علم ہے پھر تم اسکے منکر نہ بنو۔'' (تفسیر ابن کثیر)

" وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ "

''اور ہم نے تیری طرف کتاب حق کے ساتھ اُتاری جو تصدیق کرتی ہے اس سے پہلے کی کتب کی۔''

(قرآن مجید۔ سورۃ المائدہ۔ آیت ۴۸)

''یہاں اب قرآن عظیم کی بزرگی بیان ہو رہی ہے ہم نے اسے حق وصداقت کے ساتھ نازل فرمایا ہے، اور یہ بالیقین خدائے واحد کی طرف سے ہے اور اسی کا کلام ہے۔ یہ تمام اگلی خدائی کتابوں کو سچا مانتا اور ان کتابوں میں بھی اس کی صفت وثنا موجود ہے اور یہ بھی بیان ان میں ہے کہ یہ پاک اور آخری کتاب افضل رسول ﷺ پر اترے گی، سو ہر عقلمند شخص اس پر یقین رکھتا ہے اور اسے مانتا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیرؒ۔ دیکھیں: مندرجہ بالا آیت کی تفسیر)

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے تمام انبیاء کرامؑ نے اپنی قوموں سے قرآن مجید (اسلام) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تھا۔ انکی کتابوں میں بھی یہ تمام بشارات موجود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ چنانچہ دنیا کے تمام قدیم مذاہب کی کتب میں پیشگوئیاں، بشارات اور آخری نبی و شریعت کی صفات درج ہیں۔ قرآن مجید بھی اس امر کی تصدیق کرتا ہے۔ "وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ"۔ "اور بیشک یہ پہلوں کی کتابوں میں بھی ہے۔" (سورۃ الشعراء۔ آیت ۱۹۶)

"وہ لوگ جو اس رسول امیؐ کی پیروی کرتے ہیں، جسکا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل (کتب مقدسہ) میں لکھا پاتے ہیں۔ وہ انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور انہیں برے کاموں سے روکتا ہے۔ اور وہ ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے۔ اور ان پر سے انکے بوجھ اور طوق اتارتا ہے جو ان پر تھے۔ چنانچہ جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اسکی تعظیم کی اور اسکی مدد کی اور اس نور (ہدایت) کی پیروی کی جو اس پر نازل کیا گیا' وہی فلاح پانے والے ہیں۔" (سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۵۷)

قرآن مجید کی ان آیات کے مطابق تورات، انجیل اور دیگر مذاہب کی مقدس منابعات میں بھی اسلام اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی بعث کا واضح ذکر موجود ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات کا اسلوب اس طرح ہے کہ وہ غیر مسلموں کو کوئی نئی بات نہیں بتا رہا بلکہ انہیں انکے ہی دین پر عمل کرنے کی تلقین کر رہا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ شریعت محمدیؐ کا ذکر انکی اپنی کتابوں میں موجود ہے۔

قرآن مجید کی اسی امید کے پیش نظر مسلم اسکالرز نے ہندو، زرتشت، عیسائی، یہودیت اور بدھ مذہب کی مقدس کتابوں سے محمد ﷺ اور انکی شریعت کی پیشن گوئیاں واشگاف کیں ہیں اور ان مذہب کے ماننے والوں کو انکی اپنی مقدس کتابوں سے اسلام کی حقانیت ثابت کی ہے۔ علمائے اسلام کی یہ کاوشیں رائیگاں یا محض علمی سرگرمی نہیں رہی بلکہ بہت سے لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن چکی ہے۔

آج اگر ہم دنیا کے کسی بھی مذہب کی مقدس کتاب اٹھالیں، ہمیں ہر کتاب میں دین حق کا ذکر ضرور ملے گا۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر اسلامی تعلیمات تقریباً دنیا کے ہر مذہب کی مقدس کتابوں میں ہے تو کیا یہ تمام مذاہب عالم الہامی ہیں؟؟ واضح رہے کہ اس بارے میں ہم کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ کتاب وسنت اس معاملے میں بظاہر خاموش ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اس وقت کے بہت سے مذاہب اپنے ابتدائی دور میں حق ہو، لیکن بعد میں مشیت ایزدی کے تحت انکی حقیقی صورت مسخ ہوگئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تمام معلومات دیگر مذاہب کی کتابوں میں عیسائیت و یہودیت کی تحریف شدہ کتابوں سے اخذ کی گئی ہوں کیونکہ حضرت محمد ﷺ اور انکی شریعت کا ذکر دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ تورات وانجیل میں بھی ملتا ہے جسکے (ایک زمانے میں) حق ہونے کی گواہی قرآن خود دیتا ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ اگر ان مذاہب کے ماننے والے اپنے صحائف کو من جانب اللہ یا خدائی تعلیمات سمجھتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مذہب اور شریعت کے ہی مطابق انہیں چھوڑ دیں اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

کلکی اوتار (انتم اوتار):

تصور خدا کے باب میں ہم جان چکے ہیں کہ ہندوؤں کے مطابق دنیا میں بدکاروں کے خاتمے اور برائی کی بیخ کنی کیلئے کئی اوتار دنیا میں تشریف لائے۔ جنکی صحیح تعداد کسی کو معلوم نہیں۔ البتہ دس مشہور اوتار واضح طور پر ویدوں اور ہندو متون میں مذکور ہیں جنکے نام ہم نے گزشتہ باب میں درج بھی کیے۔ ان اوتاروں میں سے آخری اوتار کلکی ہے جسکے متعلق اہل ہنود کا اعتقاد ہے یہ اوتار مستقبل میں آئیگا۔

کلکی اوتار کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ کچھ ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلمانوں کے ہاں پیغمبر کا ہے۔ مسلمان سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدا کا آخری پیغمبر مانتے ہیں۔ اور ہندو قدیم زمانے سے کلکی کو آخری اوتار مانتے ہیں۔ اگرچہ اوتار سے مراد ہندوؤں کا نزدیک خدا کی تجسیم ہے۔ لیکن کلکی کے متعلق صورتِ عقیدہ ذرا مختلف ہے۔ جو کہ بہت سے اختلافات کی بھی زد میں ہے۔

لفظ اوتار کے ایک معنی زمین پر خدا کا پیغام پہنچانے والا یعنی پیغمبر بھی ہے اور اسکی تصدیق بہت سے علماء سنسکرت بھی کرتے ہیں، اور چونکہ ہندو مذہب میں رائج کتابیں تحریف شدہ ہیں، لہٰذا یقینی گمان کیا جا سکتا ہے کہ ابتدائی دور میں کلکی اور بقیہ اوتار کی حیثیت بھی پیغمبر کی ہو، لیکن بعد ازاں کتب مقدسہ میں تحریف وتبدل کرنے والے مصنفین اور برہمنوں نے انہیں خدائی مقام دے دیا ہو۔ جیسا کہ عیسائیت میں مسیح کے ساتھ ہوا کہ خدا کا پیغام پہنچانے والے نبی کو ہی خدا ٹھہرا دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہندو مت جو کہ دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے، اسکے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہونا محال معلوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔ جبکہ حقیقت یہ بھی ہمارے سامنے ہو کہ مستقبل میں آنے والے خدا کے کسی فرستادے کا تصور سوائے اسلام کے دنیا کے ہر قدیم مذہب میں کسی نہ کسی صورت میں رائج ہے۔

بحرحال ہندوؤں کے ہزاروں سال قدیم ادبیات کے مطابق کلکی اوتار کا ظہور مستقبل میں ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ کتابیں نہایت قدیم ہیں تو کوئی شک نہیں کہ کلکی کا ظہور کا دور گزر چکا ہے، اور کلکی بھی دنیا میں آچکا ہو۔ پرانوں کے مطابق اکلکی کے دورِ پیدائش ''کلیوگ'' ہے۔ اور ہندو علماء کے مطابق اس کلیوگ دور کو تقریباً ۴۹۷۶ برس گزر چکے ہیں۔ یہ وہ دور ہوگا جب جنگوں میں تلواروں اور گھوڑوں کا استعمال کیا جاتا ہوگا۔ جبکہ موجودہ دور تلواروں اور گھوڑوں کا نہیں بلکہ ایٹم بم اور جدید اسلحہ کا ہے اور مستقبل میں بھی گھوڑوں اور تلواروں کا استعمال عقلاً محال ہے۔ لہٰذا آخری اوتار کے زمانے کا موجودہ عہد سے بیشتر ہونا ہی ممکن ہے۔ اور نہ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ کلکی کا دور یعنی کلیوگ تقریباً ۲۰۰ سال سے قبل کے ہی کسی عہد میں ہوگا۔ اور کلکی کا ظہور ہو چکا ہے۔

واضح ہو کہ کلکی درحقیقت کوئی نام نہیں بلکہ اس اتم رشی یا اوتار کی پہچان ہے۔ لفظ کلکی سنسکرت لفظ کلکا سے بنا ہے جس کے معنی نجاست، تاریکی، گندگی، یا انتشار کے ہیں۔ چنانچہ کلکی کے معنی انتشار، نجاست، تاریکی وغیرہ ختم کرنے والا ہے۔ سوامی امرجیوتی اپنے ایک مضمون میں (۱) کلکی کے معنی ''آہنی'' لکھتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ کلکی آہنی جسم کا مالک یا کوئی روبوٹ ہوگا۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسکا تعلق اس دور سے ہوگا جس میں لوہے کا استعمال عام ہو۔

ویدوں اور پران میں مستقبل میں آنے والے اس اتم رشی کا نام نراشنساہ بتایا گیا ہے۔ البتہ کہیں کہیں اسے دوسرے مختلف ناموں سے بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ ہندو علماء کے نزدیک نراشنساہ اب تک ایک پراسرار شخصیت بنی رہی تھی۔ کیونکہ نراشنساہ کی جو صفات اور اسکے بارے میں جو تفصیلات ان مذہبی کتابوں میں ملتی ہیں اس کے مطابق ہندو علماء اس شخصیت کو کلیوگ دور کی کسی شخصیت یا دیوتا سے نہیں جوڑ سکے۔ اور پھر کلکی کے متعلق پران اور وید میں بہت سی افسانوی باتیں بھی ہیں۔ البتہ لفظ نراشنس سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ایک بشر کا ذکر ہے کیونکہ نراشنس میں نرا کے معنی شخص ہوتے ہیں جو کہ انسانوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم مبالغہ آرائیوں اور افسانوی باتوں میں سے حقیقت کی تلاش کرتے ہوئے بلا کسی تعصب ان اقتباسات پر غور کریں اور کلکی کی شخصی صفات کی تحقیق کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندو کتابوں میں مذکور کلکی اور اہل اسلام کے پیغمبر محمد ﷺ دو مختلف شخصیت نہیں بلکہ ایک ہی وجود ہے۔ پیش نظر مضمون میں ہم یہ ثابت کرینگے کہ پرانوں اور ویدوں میں مذکور ایک مقدس ہستی کی صفات اور حضرت محمدؐ کی صفات وحیاتِ طیبہ میں مماثلت محض اتفاقی طور پر ممکن نہیں لگتا' بلکہ یہ سب ہندو منابعات کے حقائق معلوم ہوتے ہیں جن سے آج سوائے چند علماء ہنود کے تقریباً تمام ہندو لاعلم یا منکر ہے۔(۲)

نام:

جن منتروں اور اقتباسات میں اس انتم اوتار اور ویدوں کی مقدس ہستی کا نام بتایا گیا وہ یہ ہیں۔ اتھرو وید کا کانڈ ۲۰ کی سوکت ''کنتپ'' کہلاتے ہیں۔ ویدوں میں مستقبل کے اس عظیم پیغمبر کے متعلق نراشنس کے نام سے ۱۶ جگہ ذکر ملتا ہے کہ:

''میں نے نراشنس کو دیکھا ہے۔ سب سے زیادہ اولوالعزم اور سب سے زیادہ مشہور جیسا کہ وہ جنت میں ہر ایک کے پیغمبر تھے۔'' (رگوید: منڈل ا۔ سوکت ۱۸۔ منتر ۹)

''اے نراشنس! شیریں زبان والے، قربانیاں دینے والے۔ میں آپ کی قربانیوں کو وسیلہ بناتا ہوں۔'' (رگوید: منڈل ا۔ سوکت ۱۳۔ منتر ۳)

''عظیم نراشنس کی قوت میں اضافہ کے لیے پشان، جو کہ ایک عظیم حکمراں ہے، اس کے لیے ہم نعت بیان کرتے ہیں۔'' (رگوید: منڈل ا۔ سوکت ۱۰۶۔ منتر ۴)

''وہ تمام علوم کا سرچشمہ احمد عظیم ترین شخصیت ہے۔ یہ روشن سورج کی مانند اندھیروں کو دور بھگانے والا ہے۔ اس سراج منیر کو جان لینے کے بعد ہی موت سے جیتا جا سکتا ہے۔''

(یجر وید۔ ادھیاء ۳۱۔ منتر ۱۸)

''احمد نے اپنے خدا سے قانونِ دائمی کا علم حاصل کیا۔'' (سام وید، پرپاٹھک ۲ کھنڈ ۶ منتر ۸)

''احمد نے سب سے پہلے قربانی دی اور سورج جیسا ہو گیا۔'' (رگوید: منڈل ۸۔ سوکت ۶۔ منتر ۹۔۱۰)

جن منتروں میں ''احمد'' لکھا ہے وہاں سنسکرت عبارتوں میں بھی احمد لفظ ہی لکھا ہے۔ کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقامات پر ڈ کی جگہ ت بھی ہے کیونکہ سنسکرت ڈ کی جگہ ت استعمال ہوتا ہے۔لیکن اکثر ترجمہ اہم ادوارت الگ الگ کیا جاتا ہے جس سے ترجمے میں فرق آجاتا ہے۔

اتھروید کی کتاب ۲۰ کی مناجات ۱۲۷ ''کنتپ سکت'' کہلاتے ہیں۔اس میں اس رشی کے بارے میں ہے کہ:

''وہ جسکی تعریف کی گئی ہے، وہ کورما (امن کا شہزادہ ہے) (ہجرت کرنے والا ہے) وہ ۶۰۰۹۰ دشمنوں کے درمیان بھی محفوظ ہے۔وہ ایک شتر سوار ہوگا۔''

(اتھرویدکانڈ ۲۰۔مناجات ۱۲۷۔ منترا تا ۳۔کنتپ)

ویدک دھرم بدھ مت کی مقدس کتاب ''چکاوتی سنگھ ناد'' میں اس برگزیدہ ہستی کا نام ''میتیہ'' مذکور ہے۔اور اسکے متعلق لکھا ہے کہ۔

''بھائیوں! اس وقت دنیا میں ایک اعلیٰ ہستی مبعوث ہوگی۔اسکا نام برگزیدہ میتیا ہوگا۔کامل معرفت والا، حکمت والا، نیکی اور سرور مطلق والا، تمام عالمین کا عالمِ بے نظیر، ہدایت کے متمنی لوگوں کا ہادی، ملائکہ اور انس کا معلم، ایک عظیم نور جیسے اس وقت میں ہوں۔وہ خود کامل طور پر جانے گا اور دیکھے گا۔گویا کہ یہ کائنات اسکی روبرو اپنی ساری ارواح عرفا، جن و شیاطین برہمنوں کھشتریوں اور ویشوں کے ساتھ ہوگا جیسا کہ میں برای العین اسے دیکھ رہا ہوں اور جان رہا ہوں۔صداقت اپنی اصل پیاری کامل اٹھتی ہوئی خوشبو میں ہوگی اور اعلیٰ زندگی کی معرفت مع اپنے کمال وصفائی اصلی روح اور الفاظ دونوں کی وساطت سے ظاہر کی جائیگی۔جیسا کہ اب میں ظاہر کرتا ہوں۔اس کے ساتھ ہزاروں ساتھیوں کی جماعت ہوگی جیسا کہ میرے ساتھ چند سو کی جماعت ہے۔''

(چکاوتی سنگھ ناد۔ستنا ۳:۷۶)

اسکے علاوہ پرانوں میں اہم کتاب ''بھوِش پُران'' یعنی ''مستقبل کی تاریخ'' مانی جاتی ہے۔اپنے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس پران میں مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات ذکر کیا گیا ہے۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہمیں اس پران میں پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ کا نام واضح طور پر سنسکرت متن میں ملتا ہے۔اصل پران کا نسخہ ہمیں دستیاب نہ ہوسکا لہٰذا یہ اشلوک ہم نے پنڈت وید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرکاش اپادھیائے سے نقل کیں ہیں۔

''ایک ملیچھ اجنبی زبان بولنے والا روحانی استاد آئیگا۔ اسکے ساتھ اسکے اصحاب بھی ہونگے۔ اسکا نام محامد ہوگا۔ راجا بھوج اس مہادیو، مروستھل کے رہنے والے کو گنگا جل سے پاک کرا کے (یعنی گناہوں سے پاک ٹھہرا کے) اسے تحائف پیش کریگا اور کہے گا کہ میں تیرا وفادار ہوں۔ اے فخر نسل انسانی! اے مروستھل کے رہنے والے! تیرے پاس شیطان کو مارنے کیلئے بہت سی طاقت ہے۔ تجھے تیرے ملیچھ مخالفوں سے محفوظ کردیا گیا ہے۔''

(بھوش پُران، پرتی سرگ، پارو۳، کھنڈ۳ ادھیاء۳ اشلوک ۵ تا ۸)

''ملیچھوں نے مروستھل کی مشہور سرزمین کو ناپاک کردیا ہے۔ وہاں آریا دھرم نہیں رہا۔ اس سے پہلے بھی وہاں ایک گمراہ شخص ظاہر ہوا تھا جسے میں (خدا) نے ہلاک کردیا تھا۔ اب ایسا دوبارہ ہوا ہے۔ ایک دشمن نے اسے بھیجا۔ ان دشمنوں کو راہِ ہدایت دکھانے اور انکی رہنمائی کیلئے محمدؐ کو بھیجا گیا ہے۔ جسے میں نے برہما کا لقب عطا کیا ہے۔ وہ پشاچاؤں کو صحیح رستے پر لا رہا ہے۔ وہ میرا پیرو ایسا شخص ہوگا جو ختنہ کروائیگا، چوٹی نہیں رکھے گا۔ داڑھی رکھے گا، وہ ایک عظیم انقلاب لانے والا شخص ہوگا۔ وہ عبادت کیلئے صدا دیگا۔ وہ تمام حلال چیزیں کھائے گا، وہ خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کا گوشت کھائے گا۔ وہ مقدس نباتات کے ذریعے پاکی تلاش نہیں کرینگے بلکہ انہیں پاکی جنگ وجدل کے ذریعے ملے گی، وہ لادین قوموں سے جنگ کرینگے اور اسی وجہ سے وہ آستک کہلائینگے۔ وہ گوشت خور قوم کے دین کی ابتداء کرنے والا ہوگا۔''

(بھوش پُران، پرتی سرگ، پارو۳، کھنڈ۳ ادھیاء۳ اشلوک ۱۰ تا ۲۷)

آخر میں ہم اس حوالے سے بھگودپران کی ایک اشلوک بھی نقل کررہے ہیں۔

''جب بیشمار ادوار حیات میں اجتماعی خیر کے طلوع ہونے سے انسان کو حق کا فیضان حاصل ہونے والا ہو۔ تب لالچ اور شراب جیسی تاریکیوں کا خاتمہ ہوکر فہم وحکمت کا نور طلوع ہوگا۔''

(بھگود: مہاتم پران، ۲۔۷۲)

اس اشلوک کا سنسکرت متن (تلفظ) اس طرح سے ہے۔

''اگیان ہیتو کرِت موح مداندھکار ناشم ودھایم ہی تدودیتے دیویکھہ۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس اشلوک کے سنسکرت متن میں لفظ موح مد واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ اگرچہ سنسکرت میں یہ لفظ ایک ہی لکیر کے تحت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موح اور مد اور دو الگ الفاظ نہیں بلکہ ایک ہی یعنی محمدؐ ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اس کا ترجمہ موح (لالچ) اور مد (شراب) الگ کر کے کیا جا رہا ہے۔ اگر ہم اس اشلوک کا ترجمہ سنسکرت متن کے مطابق ہی لفظ کے ٹکڑے کیے بغیر کریں تو ترجمہ یوں ہوگا:

"جب بیشمار ادوار حیات میں اجتماعی خیر کے طلوع ہونے سے انسان کو فیضانِ حق حاصل ہونے والا ہو تب محمدؐ کے ذریعے تاریکیوں کا خاتمہ ہو کر فہم وحکمت کا نور طلوع ہوگا۔"

ویدا اور دیگر مقامات پر اسکا ذکر نراشنس، ربیھ اور کورما کے نام سے بھی کیا گیا ہے۔ لیکن دراصل یہ نام بھی محمدؐ ہی ہے۔ کیونکہ یہاں سنسکرت زبان کے الفاظ مستعمل ہیں۔ جو صرف کلکی کا نام ہی نہیں بلکہ اسکی صفات بھی بیان کرتے ہیں۔ لفظ نراشنس رگوید میں سولہ جگہ آیا ہے۔ نراشنس سنسکرت زبان کے الفاظ "نرا" اور "شنسا" کا مصدر ہے۔ نرا کے معنی "شخص" کے ہیں۔ اور شنسا کے معنی "تعریف یا ثناء" ہیں۔ یعنی نراشنسا سے مراد ہے، "وہ جسکی تعریف کی گئی"۔ اور یہی معنی عربی میں "محمد" کے ہیں۔ یعنی لفظ نراشنس کا عربی ترجمہ "محمد" ہے۔

سنسکرت لفظ ربیھ سے مراد حمد کرنے والا ہے۔ جسکا عربی ترجمہ "احمد" ہے۔ جو کہ حضرت محمد ﷺ کا ہی ایک نام ہے۔ کنٹپ میں مذکور کلکی کا نام کورما کے معنی ہیں "امن قائم کرنے والا"۔ اسی لفظ کا دوسرا معنی "ہجرت کرنے والا" ہے۔ یہ دونوں ہی معنی حضرت محمد ﷺ کی ذات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ امن کے سفیر تھے، اور آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت بھی کی۔ اسکے علاوہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے دور میں مشرکین مکہ کی آبادی بھی تقریباً ٦٠٠٠٠ تھی جیسا کے اتھروید میں لکھا ہے۔ اتھروید کے اس منتر میں ایک اور بات کی صراحت ہے کہ وہ رشی ایک شتر سوار یعنی اونٹ کی سواری کرنے والا ہوگا۔ جبکہ برہمنوں کو اونٹ کی سواری منع ہے لہٰذا اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ غیر ہندی ہوگا۔

بدھ کی مقدس کتاب میں آخری برگزیدہ ہستی کا نام سنسکرت لفظ میتیہ مذکور ہے، جسکے معنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہربان اور دوست کے ہیں یعنی رؤف ورحیم۔ رؤف ورحیم بھی دراصل حضرت محمد ﷺ کا ہی ایک نام ہے۔ جو کہ قرآن میں بھی مذکور ہے۔

اس کے علاوہ بھوش پران میں محمد ﷺ کے ذکر کی تصدیق ہمیں اس بات سے بھی ملتی ہے کہ اس پیغمبر کی جائے پیدائش میں آریا دھرم موجود نہیں رہا ہوگا۔ یعنی وہ پیغمبر آریا مذہب کے حقیقی عقیدے یعنی توحید کی دعوت دیگا اور گمراہ لوگوں کی اصلاح کریگا۔ اور خود وہ پیغمبر ملیچھ یعنی غیر آریائی ہوگا۔

اگنی:

اس کے علاوہ ہمیں رگوید میں بھی ایک پیغمبر کا ذکر ملتا ہے۔ کتاب کے گزشتہ کسی باب میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ ویدوں کے مطالعے سے اگنی ایک معمہ بن کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ پورے وید میں اسے ایک معبود کی حیثیت سے پیش کیا گیا لیکن کہیں کہیں اسے خدا سے تعلق جوڑنے اور قربانی (یکیہ خدا تک پہنچانے والے) ایک پیغمبر کی حیثیت سے بھی پیش کیا گیا ہے۔

"اگنی کی حمد ہو۔ جو منتخب کیا گیا پروہت (مذہبی رہنما) ہے۔" (رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۔ منترا)

"ہم نے اگنی کو اپنا قاصد اور پیغمبر منتخب کیا۔" (رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۲۔ منترا)

"(اے اگنی) تجھے ہم نے پیغمبر منتخب کیا۔ تجھ عالم الغیب کو اپنا پجاری بنایا۔ تیری (حکمت کے) شعلے طول وعرض تک پھیلیں گے۔ تیری ضیا آسمان تک پہنچے گی۔" (رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۳۶۔ منتر ۳)

اس کے علاوہ بھی اگنی کو کئی مقامات پر پیغمبر بتایا گیا ہے۔ اسمائے الحسنٰی (اللہ کے نام) اور محمد ﷺ کے ناموں سے واقف حضرات کے لئے ناموں میں مماثلت کوئی پریشان کن بات نہیں کیونکہ اس طرح کا انداز قرآن مجید میں بھی ہمیں ملتا ہے۔ رؤف ورحیم اللہ کے اپنے نام ہیں لیکن قرآن مجید میں (سورۃ التوبہ۔ آیت ۱۲۸) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے محمد ﷺ کا بھی یہ نام یہی رؤف ورحیم بتایا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگنی ویدوں کے مطابق کے معبود ہستی ہی ہے لیکن وید میں مذکور ایک پیغمبر کو بھی اگنی کا لقب دیا گیا ہے۔ دراصل وید میں اگنی، نراشنس، کورما، متیہ، ریبھ، موحمد، سبھی درحقیقت پیغمبر اسلام محمد ﷺ کا نام ہی ہے جو کہ ویدوں میں درج ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقام پیدائش:

''دکلکی شمبھل میں ایک سردار کے گھر پیدا ہوگا، جہاں وشنو بستا ہے۔''

(بھگود پران۔کھنڈ ۱۲)

''وہ کلکی وشنویش کے خاندان میں شمبھل کے ممتاز گھرانے میں پیدا ہوگا۔وہ آٹھ اعلیٰ قوتیں بخشتا ہوا ہوگا۔اپنی ناقابل شکست طاقت سے وہ دنیا سے تمام ملیچھوں اور چوروں کا خاتمہ کردیگا۔وہ دھرتی پہ دوبارہ دھرم کو قائم کریگا۔'' (وشنو پران۔کتاب ۴۔باب ۲۴)

اس اشلوک میں انتم اوتار کا مقام پیدائش بتایا گیا ہے۔سنسکرت لفظ مروستھل سے مراد ریتیلا علاقہ یا صحرا ہوتا ہے جیسا کہ عرب۔وشنو کا وہاں بسنے سے مراد خدا کا گھر ہونا ہے۔اور دوسرے لفظ شمبھل کے معنی دار الامن یعنی ''امن والی جگہ'' کے ہیں۔چونکہ مکہ مکرمہ میں کعبہ واقع ہے جو کہ روئے زمین پر خدائے واحد کی عبادت کیلئے بنایا جانے والا پہلا گھر ہے،لہٰذا یہاں کی ہر شے کو امن و امان حاصل ہے۔حتیٰ کہ پودوں اور درختوں کو بھی نہیں کاٹا جا سکتا۔زمانہ جہالت میں بھی اس تقدس کی یہی حالت تھی کہ اگر کوئی شخص کوئی جرم کر کے حرم چلا جاتا تو اسے کچھ نہ کیا جاتا بلکہ اسکے حرم سے نکلنے کا انتظار کیا جاتا۔امن و سلامتی کی اسی بنا پر مکہ معظّمہ کو عربی زبان میں دار الامن بھی کہا جاتا ہے۔جسکے معنی ہیں سلامتی کا گھر۔جیسا کہ قرآن مجید میں بھی بیان ہے:

'' وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا ''

''جو شخص اس (حرم) میں داخل ہوجائے امن والا ہے۔''

(سورۃ۔ال عمران۔آیت ۹۷)

رگوید کے ایک منتر میں جہاں اسے اگنی کہا گیا ہے اس کی جگہ الہٰ کا مقدس گھر بتایا گیا ہے۔یاد رہے کہ الہٰ ویدوں میں ایک خاص مونث دیوی کا نام ہے۔

''اگنی نے تجھے دعاؤں کے ساتھ اپنے گھر میں بھیجا۔نافِ زمین پر۔دنیا کے درمیان۔''

(رگوید۔منڈل ا۔سوکت ۱۴۳۔منتر ۴)

''اگنی نے جنم لیا۔وہ سب سے قابل پیغمبر،ایک عظیم اور مقدس کام انجام دینے کے لیے پیدا ہوا جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے وہ (گزشتہ پیغمبر) بھی اسی طرح سرگرم رہے۔ لیکن حقیقت میں وہ خود سے منسوب ایک مقدس عمل کے لیے پیدا ہوا ہے۔ تمام ساعتیں اس طرف اسکی محبت اور خیر خواہی کی تلاش میں ہوتی ہیں۔ وہ پیغمبر کبھی دھوکا نہیں دیتا۔ وہ مقام الہٰ میں ہے۔" (رگوید منڈل ا۔ سوکت ۱۲۸۔ منترا)

الہٰ کا مقدس مقام کہاں ہے؟ اس بارے میں ہم پہلے پڑھ آئے ہیں کہ یہ مکہ ہے۔ مزید وضاحت کے لیے رگوید کا وہی منتر مکمل دیکھیں۔

"ہم نے تجھے نافِ زمین میں مقام الہٰ میں نازل کیا۔" (رگوید۔ منڈل ۳۔ ۲۹۔ ۴)

اس منتر کے متعلق ایک اور بات قابل غور ہے کہ اس منتر کے بعد نراشنش کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے نرشنس (محمد ﷺ) اور مقام الہٰ کا کعبہ ہونے کی مزید تصدیق ملتی ہے۔ زمین کی ناف یعنی مرکزی حصے سے بات مزید واضح ہوجاتی ہے اس کا تعلق مکہ سے ہے۔ مکہ کو ام القریٰ یعنی آبادیوں کی ماں بھی کہا جاتا ہے اور زمین کے درمیان کے قریب بھی ہے۔ کیونکہ ناف بھی جسم کے بالکل وسط میں نہیں ہوتی۔ یہ زمین پر خدا کی عبادت کے لیے بنائے جانے والا سب سے پہلا گھر ہے۔ اسی لیے اسے بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر بھی کہا جاتا ہے۔ غالباً لفظ الہٰ اسلامی نام اللہ ہی ہے۔ جسے وید میں الہٰ کہا گیا ہو اور پھر یہ حرف اور اسکے متعلق عقیدہ میں بگاڑ آگیا ہو۔ عربی میں بھی خدا کو الہٰ کہا جاتا ہے اور اگر ہم مقام الہٰ کا عربی میں ترجمہ کریں تو بیت اللہ بنتا ہے۔

تاریخ ولادت:

"وائیساکھا مہینے میں بارہ تاریخ کو جب چاند پورا اور روشن ہوگا۔"

(کلکی پران ادھیاء ۲۔ اشلوک ۱۱۔ ۱۵)

کلکی کی تاریخ پیدائش ہندی ماہ بائیساکھا کی بارہویں تاریخ بتائی گئی ہے۔ ہندی مہینہ ائیساکھا عیسوی کیلنڈر کے مطابق اپریل سے مئی تک رہتا ہے۔ اور اسلامی حساب سے ربیع الاوّل۔ وائیساکھا کی بارہویں تاریخ ۱۵ سے چھبیس اپریل تک آتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت بھی اسلامی ماہ ربیع الاول کی ۹ جبکہ ایک مقبول روایت کے مطابق ۱۲ تاریخ کو ہوئی جب اپریل کی ۲۰ یا ۲۲ تاریخ تھی اور ہندی کیلنڈر کے مطابق بائیساکھا کی بارہویں تاریخ تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدین:

انتم رشی کلکی کی جائے پیدائش سے متعلقہ اشلوک میں ہم نے پڑھا تھا کہ کلکی شمبھل میں ایک سردار کے گھر پیدا ہوگا۔ یہاں ہم اس اشلوک کے ساتھ مزید اور اشلوک نقل کر رہے ہیں:

وہ کلکی وشنویش کے خاندان میں شمبھل کے ممتاز گھرانے میں پیدا ہوگا۔"

(وشنو پران۔کتاب۴۔باب۲۴)

"آخر کار وشنویش کی بیوی سومتی یا سومانی حاملہ ہوگی تو کلکی زمین کی طرف بھیجا جائیگا۔"

(کلکی پران۔ادھیاء۲۔اشلوک۱۱۔۱۲)

"کلکی کا باپ اسکی پیدائش سے پہلے مر جائیگا، اور ماں پیدائش کے کچھ سال بعد۔"

(بھگود پران۔کھنڈ۱۲)

کلکی پران میں والد کا نام وشنویش مذکور ہے جسکے معنی ہیں خدا کا بندہ۔۔ پران میں کہیں انکا نام وشنو بھگت بھی ہے۔ وشنو سنسکرت میں خدا کا نام ہے اور یش یا بھگت سے مراد، احسن اور لائق بندہ اور غلام ہے۔ گویا وشنویش کا عربی ترجمہ عبداللہ ہے۔ اسکے علاوہ پنڈت وید پرکاش اپادھیائے کے مطابق کلکی کی والدہ کا نام "سومانی" ہوگا جس کا عربی ترجمہ آمنہ ہوتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی والدہ کا نام "آمنہ" اور والد کا نام "عبداللہ" تھا۔ کلکی کا جنم ایک معزز برہمن یعنی کسی سردار کے گھر ہوگا۔ اور اسکے والد اسکی پیدائش سے پہلے اور والدہ پیدائش کے کچھ عرصے بعد انتقال کر جائینگے۔ حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں صدر متولی کعبہ عبداللہ کے گھر ہوئی۔ والد انکی ولادت سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے اور والدہ کی آغوشِ محبت میں بھی صرف چھ سال کی عمر تک رہے۔

نکاح:

"وہ کنول کے پھول (کی مثل) خاتون سے شادی کریگا۔"

(کلکی پران ادھیاء۳۔اشلوک۹)

کلکی اوتار کی شادی ایک ایسی خاتون سے ہوگی جو کنول کے پھول کی مانند ہوگی۔ کنول کا پھول کیچڑ میں کھلتا ہے۔ چنانچہ کنول کے پھول کی مثل سے مراد یہ ہے کہ وہ خاتون ایک برے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی برائیوں کی گندگی میں گھرے معاشرے میں بھی اعلیٰ کردار کی حامل ہوگی۔ آپؐ کے وقت عرب نہایت اخلاقی گراوٹ کا شکار تھا۔ ایسے معاشرے میں محمدؐ کا نکاح جن سے ہوا وہ حضرت خدیجہؓ تھیں جوان حالات کے باوجود نہایت باعفت اور پاکباز خاتون تھیں۔ یعنی کیچڑ میں کسی کنول کے پھول کی مثل۔

آخری ہادی واوتار:

''۲۴ خاص پیغمبر ہیں، لیکن کلکی آخری ہے، جو انبیاء پر مہر ہے۔''

(بھگود پران۔ پرتھم کھنڈ۔ ادھیاء ۳۔ اشلوک ۲۵)

بھگود پران میں کلکی کو چوبیس خاص پیغمبروں کے بعد آخری پیغمبر بتایا گیا ہے۔ اسلام کے علاوہ کسی مذہب کے پیغمبر کے متعلق ہمیں یہ دعویٰ نہیں ملتا کہ وہ آخری پیغمبر ہیں۔ جبکہ حضرت محمد ﷺ نے اعلان فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور قرآن مجید میں بھی انہیں تمام پیغمبروں پر مہر (خاتم) کہا گیا ہے۔ اور اگر ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو مختلف مقامات پر ۲۵ پیغمبروں کے نام درج ہیں، جن میں محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔

شہسواری اور شمشیر برادری:

کلکی ملائکہ کے ذریعے دیے گئے گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار سے بدکاروں کا خاتمہ کریگا۔''

(بھگود پران کھنڈ ۱۲ ادھیائے ۲۔ اشلوک ۱۹)

پران کے مطابق کلکی گھڑ سوار ہوگا اور تلوار سے بدکاروں کا خاتمہ کریگا۔ جبکہ موجودہ دور جنگ میں تلوار یا گھوڑے کے استعمال کا نہیں ہے۔ یہ دور تقریباً ۳۰۰ سال قبل تک ہی رہا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے عہد میں جنگ میں تلوار اور گھوڑے استعمال ہوتے تھے۔ تلوار کا استعمال اور گھوڑے کی سواری، دونوں ہی حضرت محمدؐ نے کئی بار کی۔

اصحاب:

''کلکی اپنے چار اصحاب کے ساتھ شیطان کا انسداد کریگا۔'' (کلکی پران۔ ادھیاء ۲۔ اشلوک ۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گوتم بدھ نے جس متیہ کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں بھی یہی بتایا کہ اس کے ساتھ ہزاروں صحابہ ہونگے۔

"اس کے ساتھ ہزاروں ساتھیوں کی جماعت ہوگی جیسا کہ میرے ساتھ چند سو کی جماعت ہے۔"

(چکاوتی سنگھ ناد۔ ستنا ۳:۷۶)

آنحضرت ﷺ کے ہزاروں صحابہؓ کے بارے میں ہم جانتے ہیں۔ مزید کلکی پران میں مذکور ہے کہ کلکی اپنے چار اصحاب کے ساتھ شیطان کا انسداد کریگا، حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے چار خاص اصحاب کے ساتھ شیطان کا انسداد فرمایا۔ اور یہ چار اصحاب انکے بہترین ساتھی تھے جنہوں نے پیغامِ توحید کی تبلیغ فرمائی۔ حضرت محمدؐ کے وصال کے بعد یہی چار خلفاء تھے جو انکے جانشین ہوئے۔ ان خلفاء کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

دشمنانِ کلکی:

اتھروید کے کنٹپ سوکت میں کلکی کو ۶۰۰۹۰ دشمنوں کے درمیان محفوظ بھی بتایا گیا ہے۔ اور کہا گیا کہ اس برگزیدہ ہستی کی ۶۰۰۹۰ دشمنوں کے درمیان بھی حفاظت کی جائیگی۔ حضرت محمد ﷺ کے وقت مکہ کی آبادی تقریباً ساٹھ ہزار ہی تھی۔ اور مکہ کے قبائل کی تعداد بھی ۲۰ تھی، جیسا کہ اتھروید میں ہے۔

مذہب:

اتھروید میں جس سوکت میں انکا ذکر ہے وہ "کنٹپ" کہلاتے ہیں۔ کنٹپ کے معنی ہیں امن وسلامتی کا پیغام یا مصائب وآلام کو ختم کرنے والا۔ لفظ کنٹپ کا عربی ترجمہ "اسلام" ہوگا جسکے معنی ہیں امن وسلامتی۔ اس کے علاوہ بھوش پران میں ختنہ کرنے والا، داڑھی رکھنے والا اور عبادت کے لئے صدا دینے والا ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ سب شعائر مسلمانوں میں ہی رائج ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احزاب:

"اے حق پرستوں کے خدا! یہ لوگ جو جامِ معرفت سے مست ہیں، بہادری کے کارنامے انجام دیتے ہیں، اور تجھ خوش کرنے کو نغمہ سرا ہیں اور میدان جنگ میں بغیر خون بہائے انہوں نے شکست دیدی کاروکے دس ہزار دشمنوں کو۔" (اتھرویدِ، کانڈ ۲۰۔ سوکت ۱)

غزوۂ احزاب تاریخِ اسلام میں غزوۂ خندق کے نام سے بھی معروف ہے۔ اس جنگ میں کفار کی تعداد دس ہزار جبکہ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ لیکن باقاعدہ کسی لڑائی کے بغیر ہی رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوگئی تھی۔ جیسا کہ اس منتر میں بھی مذکور ہے۔

منتر کے آخر میں لفظ کارو استعمال کیا گیا ہے جسکے معنی ہیں تعریف کرنے والا۔ عربی میں اسکا ترجمہ "احمد" ہوگا جو کہ محمد ﷺ کا ہی ایک نام ہے۔

فتح مکہ:

"تو نے! بیس بادشاہوں کو معزول کیا اور ان کے تیغ لیس لوگوں کو بھی جو لڑنے آئے تھے اس تعریف وثنا کرنے والے (یعنی احمدؐ) سے۔" (اتھرویدِ، کانڈ ۲۰۔ سوکت ۲۱، منتر ۷)

یہاں معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ فتح مکہ کے وقت وہاں کی آبادی تقریباً ساٹھ ہزار ہی تھی اور سردارانِ قبائل کی تعداد ۲۰۔ جسے بعدازاں معزول کردیا گیا۔

محمد ﷺ اور کلکی کا تقابل:

ذیل میں دیے گئے نقشے سے ایک بار پھر انتم اوتار کلکی نراشنس اور حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کا تقابل کریں۔ یقیناً ہمارا دل گواہی دیگا کہ یہ درحقیقت حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔

کلکی	حضرت محمد ﷺ
اسکا نام نراشنس ہوگا۔	نراشنس کا عربی ترجمہ "محمد" ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ بائیساکھا کی بارہ تاریخ کے درمیان پیدا ہوگا۔	حضرت محمد ﷺ کی ولادت بھی ہندی ماہ کے حساب سے اسی دوران ہوئی۔
اسکے والد کا نام وشنو یش یا وشنو بھگت اور ماں کا نام سومتی ہوگا۔	ان دونوں کا عربی ترجمہ عبداللہ اور آمنہ ہوتا ہے جو کہ حضرت محمدؐ کے والدین کا نام ہے۔
والد اسکی پیدائش سے پہلے گزر جائیں گے اور ماں کچھ عرصے بعد۔	حضرت محمد ﷺ کے والد بھی ولادت سے قبل انتقال فرما گئے اور آپکی والدہ چھ برس بعد۔
مقام پیدائش مروستھل یعنی صحرائی علاقہ ہوگا۔	حضرت محمد ﷺ عرب میں پیدا ہوئے جو کہ ایک مشہور ترین صحرائی علاقہ ہے۔
وہاں خدا کا گھر ہوگا اور وہ جگہ شمبھل یعنی امن وسلامتی کی علامت ہوگی۔	آپ ﷺ بھی مکہ میں پیدا ہوئے جہاں عبادت خداوندی کے لئے بنائے جانے والا سب سے پہلا گھر ہے۔ اور مکہ امن وسلامتی والا شہر کہلاتا ہے۔
وہ ایک ایسی خاتون سے نکاح کریگا جو کنول کے پھول کی مانند ہوگی۔	حضرت محمدؐ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ بھی عرب کے جاہلانہ معاشرے میں کنول کی مانند تھیں۔
اسکے ساتھ اسکے اصحاب ہونگے۔	آپؐ کے ساتھ ہزاروں صحابہ کی جماعت تھی۔
وہ شیطانیت، برائیوں اور بت پرستی کا خاتمہ کریگا۔	آپ ﷺ نے بھی شیطانیت اور بت پرستی کا خاتمہ کیا۔
وہ خدا کا آخری پیغمبر اور قاصد ہوگا۔	حضرت محمد ﷺ بھی آخری پیغمبر ہیں۔
وہ ساٹھ ہزار دشمنوں کے درمیان بھی محفوظ ہوگا۔	حضور اکرم ﷺ کو بھی اتنی ہی تعداد کے لوگوں سے مقابلہ کرنا پڑا مگر آپ محفوظ رہے۔
وہ گھوڑے اور اونٹ کی سواری کریگا۔	حضرت محمد ﷺ نے بھی اونٹ اور گھوڑے کی سواری کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ شمشیر برادر ہوگا۔	آپ ﷺ نے بھی تلوار سے جہاد کیا۔
وہ اور اسکے پیروکار ختنہ کروائینگے۔ اور داڑھی رکھیں گے۔	مسلمان بھی ختنہ کرتے ہیں اور اسلام میں داڑھی رکھنا واجب ہے۔
وہ اور اسکے پیروکار عبادت کیلئے صدا یعنی بلند آواز دینگے۔	مسلمان بھی عبادت کے لیے صدا یعنی اذان دیتے ہیں۔
وہ تمام حلال گوشت کھائینگے لیکن خنزیر نہیں کھائینگے۔	اسلام میں بھی گوشت خوری جائز ہے لیکن خنزیر حرام ہے۔

حاصل کلام:

پس یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اہل ہنود ویدوں اور پرانوں میں مذکور جس آخری اوتار کلکی کے منتظر ہیں، انکا ظہور ۱۴۰۰ سال قبل دور شمشیر میں عرب میں ہو چکا ہے۔ اور وہ عظیم ہستی حضرت محمد مصطفی ﷺ ہی ہیں۔ اور مسلمانانِ عالم ہی دنیا میں خدا کے آخری پیغمبرؑ کے پیروکار ہیں۔ اگر اہل ہنود اپنے مقدس صحائف پر ایمان رکھتے ہیں تو ضروری ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی مانتے ہوئے ان پر ایمان لے آئیں۔ اور مظاہر پرستی اور متعدد خداؤں کو چھوڑ کر ایک حقیقی خدا کی عبادت کریں۔ اور مسلمانوں کے شانہ بشانہ ہو جائیں۔ کیونکہ اسلام کے متعلق تمام ہدایات انکی کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔ ورنہ محض زبان سے ہندو دھرمک ہونے کا دعویٰ لاحاصل ہے۔

گوتم بدھ کے ظہور کے وقت جب ہندو معاشرہ مختلف قسم کی برائیوں کا گڑھ تھا، بدھ مذہب ہندوؤں کیلئے نفرت کا باعث تھا، کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ یہ ہندومت سے مختلف کوئی نیا مذہب ہے۔ لیکن جب اوتاروں کے متعلق تحقیق کی گئی تو انھیں معلوم ہوا کہ مہاتما بدھ کوئی نئی اور غیر شخصیت نہیں، بلکہ انکا ذکر پرانوں اور وید میں موجود ہے۔ اور بدھ مذہب بھی درحقیقت ویدک مذہب ہی ہے۔ لہٰذا مقدس صحائف پر ایمان رکھتے ہوئے بدھ کو بھی تسلیم کرنا ضروری مانا گیا ہے۔ کچھ ایسی ہی صورتحال پھر اہل ہنود کے سامنے پیش ہے۔ کفر و شرک کے سیاہ بادلوں میں گھرا بھارت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورا غیر منصفانہ ہندو معاشرے میں ذات پات اور غیر عقلی رجحان کا اختتام تب تک نہیں ہو سکتا جب تک امن و سلامتی اور مساوات کا علمبردار مذہب اسلام عملی طور پر یہاں رواج نہ پا جائے۔ کیونکہ محمد ﷺ کی الہامی تعلیمات پر مبنی خدا کا ابدی دین اسلام ہی انسانیت و حیوانیت کی اس معرکہ آرائی کا مقابلہ کرنے کا اہل ہے۔

ایک بار پھر وضاحت کر دیں کہ ہندو متون مقدسہ میں درج آنحضرتؐ کی آمد کی پیش گوئی اور اسلام کا ذکر ہونے سے ہم یہ بات قطعی نہیں کہہ سکتے کہ یہ کتابیں توریت و انجیل کی طرح الہامی کتابیں ہیں جن میں تحریف کر دی گئی ہے۔ بلکہ اہل اسلام کے مطابق حضرت محمد ﷺ کا ذکر دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ تورات و انجیل میں بھی ملتا ہے لہٰذا ممکن ہے کہ یہ تمام معلومات ہندو منابعات میں عیسائیت و یہودیت کی تحریف شدہ کتابوں سے اخذ کی گئی ہوں۔ مستقبل میں آنے والا کلکی (کا تصور) محمد ﷺ کی بعث کی پیشنگوئیوں سے ملتا جلتا ہے جو کہ بائبل کے آیات میں ہے۔ مصنف کی نزدیک یہ بحث لا حاصل ہے۔ اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر ہندو حضرات اپنی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں تو پیغمبر آخر الزماں محمد صلی اللہ وسلم پر ایمان لانا اور اسلام قبول کرنا ہندو دھرم کے لیے بھی لازم ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس فرمان پر اہل ہنود کو غور و فکر کرنی چاہیے کہ:

"اس امت میں سے جو شخص بھی خواہ وہ نصرانی ہو، یہودی ہو، (کوئی بھی ہو)۔ میری نبوت کی خبر پائے گا اور میری لائی ہوئی شریعت پر لائے بنا ہی مر جائے گا تو وہ یقیناً جہنمی ہوگا۔"

(صحیح مسلم شریف۔ کتاب الایمان)

اپنی تمام تر تحقیق کا حاصل کلام ہم معروف ہندو اسکالر ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے کے الفاظوں میں ہی نقل کر کے تحریر کا خاتمہ کر رہے ہیں۔

"متبعین کو دیکھنے پر یہ نظر آتا ہے کہ یہ (اسلام) تو ویدک مذہب کے خلاف مذہب ہے مگر بھاگوت پران میں چوبیس اوتاروں کے بیان میں جب میں نے کلکی کو دیکھا اور بارھویں سکند میں ان سے ہونے والے واقعات کی روداد کو پڑھا تو حضرت محمدؐ کے حالات میں مکمل یکسانیت پائی اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپؐ ہی کلکی ہیں۔ اور آپؐ کے مذہب کا بڑھنا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انکے پیروؤں کے عروج سے تو اپنا ویدک مذہب ہی قوی ہوتا ہے۔" (کلکی اور محمد ﷺ)

حواشی

ا Editor's Choice: www.adishakti.com

۲ کلکی کے متعلق پران میں کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو حضرت محمد ﷺ کی شخصیت سے مطابقت نہیں رکھتی لہٰذا ہم یہاں صرف انہی نکات کو بیان کرینگے جو حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کے مطابق ہیں۔

"اگر چہ کوئی بیحد گناہگار ہو اگر وہ یکسوئی قلب سے میری عبادت کرے تو اسکا شمار نیکوں میں ہوگا اس لیے کہ وہ صحیح راہ پر گامزن ہوا۔" (بھگود گیتا۔ ادھیاء ۹۔ اشلوک ۳۰)

"یہ زمین حق پر ہی قائم ہے۔" (رگوید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۸۵۔ منترا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آخر

ہم نے اس کتاب میں دنیا میں رائج دو بڑے مذاہب ہندومت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ کیا۔ مختلف ابواب اور عنوانات کے تحت ہم نے یہ جائزہ لیا کہ ان دونوں مذہب میں سے کونسا مذہب حق ہے اور کونسا باطل۔ ہندومت اور اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ عقائد اور تعلیمات دیکھیں، کتب مقدسہ کے اقتباسات پڑھے، عقل و منطق کے معیار پر بھی جانچا اور جیسا کہ کتاب کی ابتداء میں مقصد بتایا گیا تھا' بنیادی طور پر ہم نے یہی بات جاننے کی کوشش کی کہ:

ہندو دھرم اور اسلام میں خدا کا سچا اور ابدی دین کونسا ہے؟
کونسا مذہب عالمگیر ہے اور ہر نسل و رنگ کے انسان کے لیے فلاح و نجات کا سبب ہے؟
کونسا مذہب ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ ہے؟
خدا کی عظمت اور وحدانیت کو کس مذہب نے صحیح طریقے سے برقرار رکھا؟
ہندو دھرم کی تعلیمات ہر پہلو سے کامل ہیں ہے یا اسلام کی؟
ہندو دھرم اور اسلام میں کونسا مذہب قابل قبول ہے؟

تمام ابواب، تمام مباحث میں یہی بات ثابت ہوئی کہ اسلام ہی خدا کا سچا اور ابدی دین ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو عالمگیر ہے اور اسکی بینظیر تعلیمات اب تک محفوظ اور ہر نسل و رنگ کے انسان کے لیے فلاح ہے۔ اسکے تمام امور عقل و فطرت کے تمام معیار پر پوری طرح اترتے ہیں۔ ہندو دھرم نے خدا کی وحدانیت کا انکار کیا، اسے تین ہستیوں میں تقسیم کیا۔ حتیٰ کہ خدا کو انسانی صفات سے متصف کر کے مذہب میں اسکا تقدس پامال کیا۔ خدا غلطیوں سے پاک ہے۔ جبکہ ہندو منابعات میں ہر قسم کی لاتعداد اغلاط پڑی ہیں۔ خدا کا سچا دین انصاف پسند ہے۔ لیکن ہندو دھرم عدل و انصاف سے مکمل طور پر منہ پھیرے ہوئے ہے۔ خدا کے سامنے سب انسان برابر ہیں۔ عزت و برتری کا معیار اسکے ہاں نیکی ہے۔ جبکہ ہندو دھرم میں عزت و برتری کی بنیاد رنگ' قوم و نسل ہے۔ خدا غیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجسم ہے۔لیکن ہندوؤں نے اسکی شبیہہ بنا کر اس کی پرستش کی۔ حالانکہ یہ سب واضح طور پر عقل اور فطرت دونوں کے خلاف تھا۔

انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ ہندومت کے پیروکار یا تو اپنے مذہب سے بالکل ہی کورے ہیں اور پوجا پاٹ تک محدود ہیں یا پھر غلو پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہندودھرم کی ہر تعلیم پر بلاغور وفکر عمل کرتے ہیں چاہے ادنٰی ہو یا اعلیٰ۔ اگرچہ بہت سے مصلحین نے ہندودھرم کے منفی رجحانات کوختم کرکے اس میں مختلف نوع کی ترامیم کی لیکن یہ بات انسانی عقل کی بساط سے یقیناً باہر ہے کہ کسی مذہب میں تغیر کرکے اسے الہامی درجہ دیا جائے۔ باطل ہمیشہ باطل ہی رہتا ہے چاہے اسے کتنے ہی رنگوں سے کیوں نہ مزین کرلیا جائے۔ آج ہر ہندو اپنے مذہب ''ہندودھرم'' کو برحق مانتا ہے۔ اسے یہ اہمسا (عدم تشدد)، رواداری اور محبت سے لبریز مذہب نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ بلا تحقیق اپنے آباءواجداد کی تقلید میں اس راہ پر چل رہے ہیں جہاں انتشار کے سوا کچھ نہیں۔ میں اپنے پیغام کومعروف ہندو عالم ڈاکٹر گوونداس گپتا کے ہی لفظوں میں پیش کرونگا کہ:

''ان تمام لوگوں کو جو آج یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ ہمارا موجودہ مذہب وہی مذہب ہے جو ویدوں کے زمانے میں تھا اور یہ ناقابل تغیر وتبدل ہے، ان حقائق پر دقیق نگاہ سے غور کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو تاریخ سے اس قدر دروغ کرتے ہیں اوران مسلسل تغیرات سے چشم پوشی کرتے ہیں سخت غلطی کرتے ہیں اوراپنے آپ کو بھی اور ہندوستان کو بھی سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔'' (ہندوازم: صفحہ ۱۸۶)

ہندودھرم کی تعلیمات کا مطالعہ کرلینے کے بعد میں اہل ہنود سے قوی امید کرتا ہوں کہ وہ اس مقالے کی جوابی کاروائی کے بجائے اس بات پر غور وفکر کرینگے کہ کیا وہ دھرم (مذہب) صحیح اور راست ہوسکتا ہے جوخدا کومحتاج اورانسانی صفات سے متصف کرے؟ کیا وہ کتاب خدا کی الہام کی ہوئی مستند کتاب ہوسکتی ہے جس کا بیشتر موادفحاشی اور غیر اخلاقی باتوں پر مبنی ہو؟ کیا وہ نظام دنیا کا اعلیٰ ترین نظام کہلانے کا مستحق ہے جس میں عزت وبرتری کی بنیاد ذات اورنسل ہو؟ ہرگز نہیں۔ خدا کا دین ہرگز ایسانہیں ہوسکتا۔

خدا کا سچا مذہب عالمگیر ہے۔ اسکا کلام ہرقسم کی اغلاط سے پاک ہے۔ کتاب حق وہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو انسان کو اشرف المخلوقات اور خدا کو خالق کہے۔ اسکی منطق قانون قدرت کے عین مطابق ہو۔ خدائی نظام وہ نظام ہے جو بلا امتیاز رنگ ونسل کے عدل وانصاف کی تعلیم دے۔ اور بلا شبہ اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جو بیک وقت ان خوبیوں کا حامل ہو۔ اسلام نے نہ صرف خدا کو 'خدا' رہنے دیا بلکہ اسکی شان کے مطابق اسکی پرستش کا صحیح طریقہ بھی بتایا۔ اس نے انسان کو حقوق العباد، اعلیٰ اخلاق اور حق گوئی کی تعلیم دی۔ ہندومت اور اسلام کے اس تقابلی مطالعے کے بعد ہم یہ بات مکمل وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ بلا شبہ اسلام ہی کل انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت اور راہ نجات ہے۔

اسکے ساتھ میں اہل اسلام سے بھی عرض کرنا چاہونگا کہ اسلام کا شاندار ماضی اس بات کا شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اسلام کو مکمل طور پر اپنے سینے سے لگائے رکھا، ترقی وعروج کی منازلیں طے کرتے رہے۔ ترقی وعروج درحقیقت اغیار کی پیروی میں نہیں بلکہ خود انکے دین اسلام میں پنہاں ہے۔ افراتفری اور انتشار کے اس تاریک دور میں اگر کوئی الہامی چراغ ہمارے پاس ہے تو وہ بلاشک وشبہ قرآن مجید اور اسلام ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ مسلمان جنکے پاس کل انسانیت کی فلاح کا نسخہ ہے اپنی فلاح سے بھی قاصر ہیں۔ مسلمانوں کے پاس دینی ہدایات بھی ہیں اور نظامِ حکومت کے لئے مستحکم ومعقول اصول بھی ہیں۔ اسلام کی تصویر اسی وقت شفاف نظر آتی ہے جب اس کے اصولوں کے مطابق دنیا کی قیادت ہو۔ آج ضرورت ہے کہ مسلمان صرف اسلام کو نماز، روزہ، حج زکوٰۃ تک محدود نہ کریں بلکہ اسے اپنی مساجد اور مدرسوں سے نکال کر ریاست کے قانون میں، اپنی عدالتوں میں، پارلیمنٹ میں، اسمبلی میں، اپنے مدرسوں میں، گھر میں، گلی کوچے میں غرضکہ اپنی مکمل زندگی میں رائج کریں، تاکہ غیر مسلم اقوام کے سامنے اسلام کا صحیح امیج واضح ہو، اور تمام امت اس دور تنزل سے باہر نکل کر ایک بار پھر دنیا کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لے اور اسے صحیح راہ پر گامزن کرے۔

بحر حال اہل ہنود سمیت تمام نوعِ انسانیت کو یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے کہ اسلام ہی خدا کا واحد سچا دین ہے جسکی پیروی سے انسان دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے۔ ورنہ انکار کرنے والوں کو اس بات کے لیے تیار ہو جانا چاہیے کہ مرنے کے بعد انکا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدا سے دعا ہے کہ وہ اس حقیر بندے کی معمولی سی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔اور اس کو ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین

یا رب العٰلمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

حافظ محمد شارق سلیم

۱۲ جنوری بروز پیر ۲۰۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

اس تحقیقی کام کو انجام دینے کے لیے راقم الحروف کو سینکڑوں کتب کی ورق گردانی کرنی پڑی، جن میں سے کچھ اہم کتابوں کی نشاندہی کرنا ضروری ہے کیونکہ انکے حوالے کتاب میں شامل ہے۔

القرآن مجید

القرآن مجید۔ اردو ترجمہ مولانا جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ۔

تفسیرِ عثمانی۔ مولانا شبیر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ دار الاشاعت، کراچی

کنز الایمان: حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفہیم القرآن۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

بیان القرآن۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

جامع ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

مسند احمدؒ۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

مشکوٰۃ شریف۔ دار الاشاعت، کراچی

تفسیر ابن کثیرؒ۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ریاض الصالحین، امام محمد بن نوویؒ

حجۃ اللہ البالغہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ مترجم مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمدؒ۔ مکتبہ رحمانیہ۔ لاہور

رگوید۔ رالف گرفتھ

یجروید۔ عبدالحق ودیارتھی

اتھروید۔ مسٹر ایم بلوم فیلڈ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سام وید۔ پروفیسر رالف گرفتھ

رگوید سنسکرت۔ مطبوعہ ممبئی

یجروید سنسکرت۔ مطبوعہ ممبئی

اتھروید سنسکرت۔ مطبوعہ ممبئی

چکاوتی سنگھ ناد .

پران۔ (خلاصہ)

ستھ پتھ برہمن

بھگود گیتا۔ (انگریزی) مترجم، شری پروہت سوامی

بھگود گیتا۔ سنسکرت

مہابھارت۔ آر۔ کے نارائن

منودھرم شاستر

اپنشد (انگریزی) مترجم: سوامی نکھل آنند

اپنشد اردو۔ تر: شنکر بھاشیہ۔ نگارشات پبلشرز، لاہور

ستیارتھ پرکاش۔ سوامی دیانند سرسوتی۔

یتھارتھ گیتا۔ سوامی اڑگڑا نند

رگوید (مطالعہ) سوامی دیانند جی سرسوتی۔ صفحہ ۱۳، نگارشات پبلشرز

تلاشِ ہند (Discovely of India) پنڈت جواہر لال نہرو

ہندوازم۔ مسٹر گوندداس

تعارفِ ہندومت۔ مرتبہ: علمائے ہنود

Hindu view of life

گیتا اور قرآن: پنڈت سندر لال، انگریزی ترجمہ: سید اسد اللہ صاحب مطبوعہ: انڈو مڈل ایسٹ کلچر

اسٹڈیز۔ حیدرآباد دکن۔ بھارت

مصابیح الاسلام۔ از: شری گنگا پرشاد اپادھیائے۔ مطبوعہ: ٹریکٹ وبھاگ' آریہ سماج چوک، الہ باد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھارت

انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا

لائف آف محمد ﷺ۔ سر ولیم میورد

ٹریبون لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۴۰ء

ہندومت کے متعلق مختصر سوالات و جوابات۔ ہندو امریکن فاؤنڈیشن

تمدن ہند۔ ڈاکٹر گستاولی (موسیو) لیبان فرانسیسی۔ اردو ترجمہ: مولوی سید علی بلگرامی۔ مطبع شمسی آگرہ۔ بھارت

ہندوستانی تہذیب کی داستان، اے ایل باشم۔ نگارشات پبلشرز، لاہور

سنسکرت انگریزی لغت۔ The Cyber Hindu Warrior

عرب و ہند کے تعلقات۔ سید سلیمان ندویؒ۔ مشتاق بک کارنر، لاہور

ہندو دھرم ہزار برس پہلے۔ ابوریحان البیرونی

کتاب الہند۔ ابوریحان البیرونی۔ اردو ترجمہ: سید اصغر علی

اسلام اور ہندومت۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک۔ ناشر: دارالنوادر، لاہور

قوموں کے عروج و زوال کا فلسفہ۔ ڈاکٹر موسیو لیبان فرانسیسی

طبقات الامم، صفحہ ۱۵۔

الملل والنحل۔ محمد بن عبدالکریم شہرستانی۔ (طبع لندن)

التنبیہ والاشرف۔ ابوالحسن علی مسعودی

مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ۔ علم و عرفان پبلشرز

تعلیم الاسلام: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ۔ ناشر مدرسہ ابراھیم الاسلامیہ

الرحیق المختوم۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری۔ مکتبہ السلفیہ

سیرت النبیؐ۔ علامہ شبلی نعمانیؒ

اسلام اور جدید سائنس۔ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری۔ منہاج القرآن پبلیکیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا نظامِ فلکیات۔مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ۔مکتبہ السلام، لاہور

پردہ۔سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔اسلامک پبلیکیشنز۔لاہور

انکار حدیث کیوں؟۔مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ۔المیزان ناشر

اصول حدیث: مولانا حبیب الرحمٰن۔دعوۃ اکیڈمی

Hindu Manners,Costoms & Cernonies ABBE J. A. DUBOIS THIRD EDITION OXFORD , THE CLARENDON PRESS.

A Sanskrit-English dictionary Monier-Williams, Monier, Oxford Clarendon Press.

Hindu Gods and Heroes: LIONEL D. BARNETT,NEW YORK E. P. DUTTON AND COMPANY 1992.

A Classical dictionary of hindu Mythology and Religion, geography , history, and literature: John Dowson , sixt edition, Kagan PUAI, trench, trubner & co. London .

Hindu Dharma, the Universal way of life/ Swami Chandrasekharendra

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حافظ محمد شارق کا نام تحقیق و تصنیف کے میدان میں صرف نیا ہی نہیں بلکہ وہ غالباً اس میدان کے سب سے کم عمر شہسوار ہیں۔ موصوف انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سائنس سے وابستہ ہیں اور متعلقہ فورم پر ہندومت اور اسلام کے حوالے سے انہوں نے نمایاں خدمات انجام دیں ہیں۔ اپنے ہم عمروں کے برعکس وہ ایک سنجیدہ اور بلند حوصلہ شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے حصولِ علم کو ایک چیلنج سمجھا اور گہرے مطالعہ کے ساتھ تحقیق اور تحریر کا قدرے گراں بار بھی اپنے کندھوں پر اٹھایا اور حقیقتاً وہ اس میدان میں مردِ میدان ثابت ہوئے۔

پیش خدمت کتاب ان کی پہلی باقاعدہ تصنیف ہے جس میں انہوں نے ہندومت اور اسلام کی بہترین تحقیق ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ کتاب کو موضوع اگرچہ دقیق ہے لیکن قاری کو پڑھتے وقت ہرگز یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ ایک نوعمر مصنف کی تحریر پڑھ رہا ہے۔ سادہ اندازِ بیان اور مضمون پر گرفت اس کی قابلِ ذکر خصوصیات ہیں۔ خدا انہیں مزید علم سے نوازے۔ شارق کے لئے میرے دستِ دعا دراز ہیں۔

سید رفیق عباس جعفری